اسلاموفوبیا پر منتخب انگریزی ادب کا مطالعہ

مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

کرن

ایم فل علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر41-MPHIL/IS/S23

نگران تحقیق

ڈاکٹر الطاف احمد

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ، نمل اسلام آباد

شعبہ اسلامی فکر و ثقافت

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

سیشن۔ 2023–2025

دستخط تحقیق کار-------------------- دستخط نگران تحقیق--------------------

دستخط صدر شعبہ------------------ تاریخ--------------------------

بسم الله الرحمن الرحيم

مقالہ کی منظوری کا فارم(Thesis Acceptance Form)

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھااور مقالے کے دفاع کو جانچاہے،وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز سے اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **اسلاموفوبیاپر منتخب انگریزی ادب کامطالعہ**

A Study of Selected English Literature on Islamophobia

نام ڈگری: **ایم فل علوم اسلامیہ**

نام مقالہ نگار: کرن

رجسٹریشن نمبر: 41-MPHIL/IS/S23

ڈاکٹر الطاف احمد

(نگران مقالہ) ______________ دستخط نگران مقالہ

ڈاکٹر ریاض احمد سعید

(صدر،شعبہ اسلامی فکر وثقافت) ______________ دستخط صدر،شعبہ اسلامی فکر وثقافت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شاد

(ڈین، فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ______________ دستخط ڈین، فیکلٹی آف سوشل سائنسز

تاریخ______________

حلف نامہ فارم

(Candidate Declaration form)

میں کرن

ولد سلطان وزیر خان

رول نمبر: رجسٹریشن نمبر: 41-MPHIL/IS/S23

طالب علم، ایم فل، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ

مقالہ بعنوان: "**اسلاموفوبیا پر منتخب انگریزی ادب کا مطالعہ** "

A Study of Selected English Literature on Islamophobia

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تحمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر الطاف احمد کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اُصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کرایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

میں اس بات کو جانتی ہوں کہ ایچ ای سی (HEC) اور نمل(NUML) علمی سرقہ (Plagiarism) کے حوالے سے عدم برداشت کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ اس لیے بطور مقالہ نگار اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ یہ میرا ذاتی علمی کام ہے۔ اس مقالہ کا کوئی حصہ بھی سرقہ شدہ نہیں ہے۔ اور میں نے جہاں سے بھی کسی علمی کام کو اپنے مقالے میں شامل کیا ہے اس کا باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔ میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ اگر میرے مقالے میں کسی بھی قسم کا باقاعدہ علمی سرقہ پایا جائے تو یونیورسٹی میری ڈگری کو ختم کرنے واپس لینے کا اختیار رکھتی ہے۔

نام مقالہ نگار : کرن

دستخط مقالہ نگار

____

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، نمل، اسلام آباد

Abstract:

Islamophobia has emerged as a significant socio-political phenomenon in contemporary Western societies, influencing various aspects of public discourse, including literature. The thesis is based on three Chapters. The first chapter deals with Introduction of the Topic and its evolution. The second Chapter is about Fictional Literature "The Last Patriot, Submission, Fitna and The Dictator movie here been Critically analysed. Important Characters here been highlights. The main theme of these have been Studied. The Third Chapter Focuses on the book "The Truth about Muhammad". Finaly, it carries out research of major factors of Islamophobia. Then it gives effective measure to address the issue.

Key words: Islamophobhia, Reasons, Contemporary, English Literature, Narratives, Analytical Study.

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
III	مقالہ کی منظوری کا فارم(Thesis Acceptance Form)	1.
IV	حلف نامہ (Declaration)	2.
V	ملخص(Abstract)	3.
VI	فہرست عنوانات (Table of Contents)	4.
VIII	اظہار تشکر (ACKNOWLEDGEMENTS)	5.
IX	انتساب (DEDICATION)	6.
1	**مقدمہ باب اول: موضوع تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث اور اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر**	7.
2	فصل اول: موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت	8.
5	فصل دوم: سابقہ تحقیق، جواز تحقیق اور تحقیقی خلاء	9.
15	فصل سوم: مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق، منہج واسلوب	10.
18	فصل چہارم: اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر	11.
25	مبحث اول: اسلاموفوبیا کا ارتقاء صلیبی جنگوں تک	12.
40	مبحث دوم: اسلاموفوبیا کا ارتقاء جدید دور میں	13.
51	**باب دوم: اسلاموفوبیا پر انگریزی افسانوی ادب کا جائزہ**	14.
52	فصل اول:(The last Patriot)ناول کا جائزہ	15.

65	فصل دوم: ڈراموں کا جائزہ	.16
66	مبحث اول:Submission ڈرامہ کا جائزہ	.17
81	مبحث دوم: Fitna ڈرامہ کا جائزہ	.18
98	فصل سوم:(The Dictator) مووی کا جائزہ	.19
115	**باب سوم: اسلاموفوبیا پر انگریزی غیر افسانوی ادب کا جائزہ اور اس کے اسباب اور تدارک کے لیے تجاویز**	**.20**
116	فصل اول: The Truth about Muhammad کتاب کا جائزہ	.21
144	فصل دوم: اسلاموفوبیا کے اسباب اور تدارک کے لئے تجاویز	.22
164	خلاصہ بحث	.23
165	نتائج مقالہ	.24
167	سفارشات مقالہ	.25
168	فہرست آیات	.26
170	فہرست احادیث	.27
171	فہرست دیگر الہامی کتب	.28
171	فہرست اصطلاحات	.29
174	فہرست اعلام	.30
175	فہرست اماکن	.31
176	فہرست مصادر و مراجع	.32
179	فہرست ویب سائٹس	.33

اظہار تشکر

سب تعریفیں اس ربِ کائنات کے لیے جس نے مجھے علم کی روشنی عطا فرمائی اور مجھے اس تحقیقی سفر کو مکمل کرنے کی توفیق بخشی۔ میں اپنے ایم فل کے اس تحقیقی مقالے کی تکمیل پر شعبۂ اسلامیات، نمل یونیورسٹی کے ان تمام اساتذہ رہنماؤں اور معاونین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے میرے لیے تحقیق کے میدان کو آسان اور ہموار بنایا۔ میں ڈاکٹر ریاض احمد، سربراہ شعبۂ اسلامیات، کی علمی سرپرستی اور مسلسل حوصلہ افزائی پر ان کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے تحقیقی ماحول فراہم کیا اور طلبہ کی رہنمائی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اسی طرح میں کوآڈینیٹر شعبہ ڈاکٹر عبدالرؤف، کی شکر گزار ہوں جنہوں نے انتظامی اور تدریسی سطح پر میرے لیے سہولت پیدا کی اور ہر مرحلے پر معاونت فراہم کی۔ سب سے بڑھ کر ڈاکٹر الطاف احمد میرے نگرانِ تحقیق (Supervisor) کی بے پناہ رہنمائی، علمی بصیرت صبر، اور مسلسل رہنمائی پر ان کی بے حد مشکور ہوں۔ ان کی مفید تجاویز اور تنقیدی بصیرت نے میرے کام کو نکھارنے اور سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام محترم اساتذہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں علم و تحقیق کے میدان میں مزید کامیابیاں عطا کرے۔ آمین۔

انتساب (DEDICATION)

یہ مقالہ میں اپنے والدین اور شریکِ حیات کے نام کرتی ہوں، جنہوں نے ہر قدم پر میرا حوصلہ بڑھایا، خلوص، محبت اور دعاؤں سے میری رہنمائی کی، اور میرے اس علمی سفر کو آسان بنایا۔

مقدمہ(Introduction)

باب اول

موضوع تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث اور اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر

فصل اوّل: موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت

فصل دوم: سابقہ تحقیق، جواز تحقیق اور تحقیقی خلاء

فصل سوم: مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق، منہج واسلوب

فصل چہارم: اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر

مبحث اول: اسلاموفوبیا کا ارتقاء صلیبی جنگوں تک

مبحث دوم: اسلاموفوبیا کا ارتقاء جدید دور میں

فصل اوّل

موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت

موضوع کا تعارف (Introduction of the Topic)

"اسلامو فوبیا" اصطلاح انگریزی زبان کی ہے Islam اور Phobia۔ایسی اصطلاح کو مغربی معاشرے میں کسی خاص طبقہ سے نفرت کو عام کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔اس اصطلاح میں "Islam"(اسلام) کا نام استعمال کرتے ہوئے طبقہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔جبکہ "اسلام" اس راستے کا نام ہے جس کی پہچان نبی محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے واسطے انسانی ذات کو کروائی، اسلام اپنی تعلیمات کے مطابق اس تحریک کا نام ہے جو انسانی بنیادوں پر تعمیر نما تحریک چاہتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾[1]

بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

جبکہ فوبیا انگریزی زبان کی ایسی اصطلاح ہے جو خطرناک و خوفناک عام ہونے والی بیماریوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جیسے

A phobia is a persistent excessive unrealistic fear of an object person animal activity or situation. It is a type of anxiety disorder. A person with a phobia either tries to avoid the thing that causes the fear or tolerates it with great anxiety and distress.[2]

فوبیا کسی چیز شخص، جانور، سرگرمی یا صورت حال کا مستقل، ضرورت سے زیادہ، غیر حقیقی خوف ہے۔یہ ایک قسم کی بے چینی کی خرابی ہے۔فوبیا کا شکار شخص یا تو اس چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جو خوف کو جنم دیتی ہے یا اسے بڑی پریشانی اور تکلیف کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔

اسی طرح مغرب کے جنونی طبقات (یہودی دانشور، عیسائی مفکر) نے اسلام کو ایسے مذہب کے طور پر پیش کیا کہ اس کی تعلیمات فرسودہ، ترقی مخالف، عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک وغیرہ جیسی عادات کی ترغیب دیتی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی ہر منفی پہلو کے ساتھ اصطلاح (Islamophobhia) کے استعمال کے ذریعے اسلام کی صورت کو

---

[1] سورۃ آل عمران:19

[2] Noyes, Russel Jr. and Rudolf Hoehn-Saric. *The Anxiety Disorders*. (Cambridge University Press 2010), chap:5, p:205-235

بگاڑنے میں مغربی میڈیا اہم کردار ادا کر رہا ہے، اور اہل مغرب نے اسلام کے متعلق پھیلائے گئے اسی تصور کو قبول کیا، اور لاشعوری خوف ان کے ذہنوں میں بیٹھ گیا، ہاں یہ بات بھی ہے کہ ان کی اس تحریک نے شائستہ دماغ رکھنے والے لوگوں کو اسلام کی تعلیمات کے مطالعے پر ابھارا، جس کی وجہ سے لوگوں میں اسلام کی طرف رجحان بھڑتا دیکھ کر مغربی جنونی طبقات نے تالیفات کی طرف بھی بھرپور توجہ دی۔

اہل مغرب کے جنونی طبقہ کے اس عمل کی وجہ سے جہاں مسلمانوں کے لیے مغرب میں نفرت پھیلی وہیں اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ دیگر مذاہب کے لوگوں نے اسلام کو جاننا اور پڑھنا شروع کیا اور اسلام کی صداقت نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا یہی وجہ ہے کہ آج بڑی تیزی سے دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

مسئلہ تحقیق کی وضاحت (Statement of the problem)

مغرب میں اسلام سے نفرت عام کرنے کے لئے اسلاموفوبیا کی اصطلاح کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اصطلاح انگریزی افسانوی ادب اور غیر افسانوی ادب میں ملتی ہے۔ اہل مغرب انہی کو پڑھ، دیکھ اور سن کر اسلام کا تصور اپنے ذہن میں بناتے ہیں۔ اس تحقیق میں اسلاموفوبیا کے متعلق انگریزی افسانوی ادب و غیر افسانوی ادب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ مغرب میں اسلام کو کس انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ضرورت اور اہمیت (Significance of the Study)

موجودہ دور میں دنیا کی تقسیم مذاہب عالم کے مقابلے کا رخ پیش کر رہی ہے، یہی وجہ ہے دنیا کے طاقت ور ملکوں میں اسلام کے بارے مختلف آوازیں سامنے آتی ہیں، اس وقت زور آور آواز اسلاموفوبیا کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس آواز "اسلاموفوبیا" کے ذریعے اپنے معاشرے کو اسلام کی طرف میلان سے بچانے کی مہم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلاموفوبیا کو کچھ معاشرے دانستہ طور پر استعمال کر رہے ہیں تاکہ عوام کو اسلام سے دور رکھنا، عوام کے ذہنوں میں اسلام کے حوالے سے منفی تاثر پیدا کرنا اور انہیں اسلام کی جانب میلان سے روکنا ہے۔

اس مہم کے فروغ میں سب سے زیادہ اہم کردار تحریری مواد، تصنیفات اور ذرائع ابلاغ ادا کر رہے ہیں۔ پڑھا لکھا نوجوان طبقہ، جو دنیا کو علمی اور تحقیقی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے اکثر ایسی عالمی آوازوں کی بنیادوں کو جانچنے کے لیے افسانوی اور غیر افسانوی ادب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف کتابیں، مضامین اور میڈیا کے ذریعے اسلام سے متعلق مخصوص تصورات کو فروغ دینے کی کوشش کی جاتی ہے، جو بعض اوقات حقیقت سے یکسر مختلف ہوتے ہیں اس پس منظر میں یہ انتہائی ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اس مواد کا تجزیاتی مطالعہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ عالمی سطح پر اسلام کے متعلق جو بیانیہ پیش کیا جا رہا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے یا محض ایک مخصوص سوچ کے تحت پھیلایا جا رہا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ یہ مواد ہماری قوم اور نوجوان نسل کے سامنے "اسلام" کا کون سا رخ پیش کر رہی ہے

اور کیا یہ اصل میں اسلامی تعلیمات کے ترجمانی کر رہا ہے یا کسی ایجنڈے کے تحت غلط فہمیوں کو ہوا دے رہا ہے ایسے میں محققین دانشوروں اور اہل علم کے ذمہ داری ہے کہ وہ اسلاموفوبیا کے اس بیانیے کو تحقیق اور تجزیہ کی روشنی میں پرکھ کر اصل حقائق کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔

اسلاموفوبیا کا موضوع انگریزی ادب میں مختلف انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ کچھ مصنفین نے اسے مذہبی تعصب کے طور پر دیکھا ہے، جبکہ دوسروں نے اسے ثقافتی اور سماجی اختلافات کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ افسانوی ادب میں کہانیوں اور کرداروں کے ذریعے اسلاموفوبیا کے اثرات کو دکھایا گیا ہے، جبکہ غیر افسانوی مواد میں اس کے تاریخی اور سماجی پہلوؤں پر توجہ دی گئی ہے۔

اس لئے اہم ضرورت ہے کہ اس مواد کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے اور معلوم کیا جائے کہ اس موضوع سے متعلق مواد اپنی قوم کے سامنے اسلام کا کیا رخ پیش کر رہی ہیں۔ اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے زیر نظر مقالے میں انگریزی ادب میں افسانوی اور غیر افسانوی پہلو کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

فصل دوم

سابقہ تحقیق، جواز تحقیق اور تحقیقی خلا

اسلاموفوبیا سے متعلق تحقیقی کام کا جائزہ

اسلاموفوبیا کی تاریخ

مقالہ جات

1۔اسلاموفوبیا کی اساسی اور تدریجی تشکیل:9/11 کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ، مقالہ نگار: خدیجہ عزیز، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر ضیاء اللہ الازہری، مقالہ برائے: پی ایچ ڈی، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور نومبر 2012

زیر نظر مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہیں۔ پہلا باب میں اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر، دوسرے باب میں اسلاموفوبیا کے اسباب ووجوہات کا ذکر موجود ہے۔ باب سوم مغرب میں اسلاموفوبیا کی تشہیر کے لئے مستعمل آلات، باب چہارم اسلاموفوبیا کی طرف دعوت کے اہم نکات، باب پنجم اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کا رد عمل جبکہ آخری باب اسلاموفوبیا کے سدباب کے طریقے پر مشتمل ہیں۔ جبکہ اس تحقیق میں اسلاموفوبیا کے متعلق انگریزی ادب کا تجزیاتی مطالعہ کرنا ہے۔

کتب

1. Who Speaks for Islam? What a Billion Muslims Really Think, John L. Esposito, Dalia Mogahed, Simon and Schuster, Gallup Press, 2008

اس کتاب میں گیلپ آرگنائزیشن کے ذریعے مسلمانوں کی حقیقی سوچ کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں 35 سے زائد مسلم اکثریتی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں سے ان کی رائے لی گئی۔ اس مطالعے میں یہ بات سامنے آئی کہ اکثر مسلمان جمہوریت اور انسانی حقوق کی حمایت کرتے ہیں۔ وہ امریکہ کی پالیسیوں سے ناخوش ہیں، لیکن امریکی لوگوں کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ مسلمان خواتین تعلیم اور ملازمت میں بڑھتے ہوئے کردار کی حامی ہیں۔ وہ اپنے حقوق کے لئے آواز اٹھاتی ہیں اور مذہبی آزادی کی حمایت کرتی ہیں۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلاموفوبیا مسلمانوں کے خلاف تعصبات کو بڑھاتی ہے اور مغربی معاشروں میں مسلمانوں کی نمائندگی کو کمزور کرتی ہے۔

2. The fear of Islam: An Introduction to Islamophobia in the west, Green Todd, Fortress Press, 2015

کتاب اسلاموفوبیا کے تاریخی، سماجی، سیاسی، اور مذہبی پہلوؤں کا گہرائی سے جائزہ لیتی ہے۔ مغرب میں اسلاموفوبیا کا آغاز قرونِ وسطیٰ (Middle Ages) سے ہوا، جب صلیبی جنگوں، اسپین کی فتح، اور سلطنت عثمانیہ کے خلاف پروپیگنڈا پھیلایا گیا9/11داعش، القاعدہ اور دیگر شدت پسند تنظیموں کے اقدامات نے مغربی معاشرے میں اسلام کے خلاف خوف کو مزید گہرا کیا اور مغربی میڈیا اکثر اسلام کو دہشت گردی سے جوڑ کر پیش کرتا ہے۔ سیاستدان اسلاموفوبیا کو ووٹ حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مصنف کہتا ہے کہ اس تعصب کے خاتمے کے لیے مکالمے، تعلیم، اور معاشرتی انصاف کو فروغ دینا ہوگا۔

2. American Islamophobia Understanding the Roots and The Rise of fear, KHALED A. BEYDOUN, University of California Press, 2018

مصنف نے امریکہ میں اسلاموفوبیا کے اسباب اور اس کی جڑوں کو نہایت تحقیقی اور قانونی تناظر میں بیان کرتی ہے۔ مصنف خود ایک قانون دان، ماہرِ انسانی حقوق اور مسلم امریکن اسکالر ہیں، جنہوں نے ذاتی تجربات اور امریکی پالیسیوں کو بنیاد بنا کر یہ واضح کیا کہ اسلاموفوبیا امریکہ میں صرف عوامی تعصب نہیں، بلکہ ریاستی سطح پر قائم ایک منظم پالیسی ہے۔ امریکی حکومت کی پالیسیاں، جیسے کہ Muslim Ban، NSA کی نگرانی، اور FBI کی چھان بین مسلمانوں کو بطور خطرہ پیش کرتی ہیں۔ امریکہ میں قانون سازی میں امتیاز (Legal Discrimination) بھی اسلاموفوبیا کو فروغ دیتی ہے، جیسے Patriot Act۔ Good Muslim vs Bad Muslim کا تصور اسلاموفوبیا کو فروغ دیتا ہے امریکہ میں اچھے مسلمان وہ ہوتے ہیں جو مکمل طور پر مغربی اقدار میں جذب ہو جائیں جبکہ اپنی اسلامی شناخت کو ظاہر کرنے والے "برے" مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ مصنف نے بطور مسلم امریکن اپنی زندگی کے تجربات کو شامل کر کے کتاب کو مزید انسانی اور قابل فہم بنایا ہے۔

4۔اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا، صفدرزبیر ندوی، مولانا محمد سراج الدین قاسمی، ایفا پبلیکیشنز، 2011

اسلامک فقہ اکیڈمی نے ہمدرد یونیورسٹی دہلی میں 2،3 جنوری2010 کو ایک سیمینار جس میں اسلامی، انسانی اور سیاسی لحاظ سے اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا پر گفتگو کی گئی، اس کتاب کی تحریریں اسی سیمینار سے لی گئی ہیں، اس مجموعہ کو اکیڈمی کے شعبہ علمی کے رفقا مولانا صفدرزبیر ندوی، مولانا محمد سراج الدین قاسمی نے مرتب کیا ہے۔ کتاب کی طباعت جون 2011 میں ہوئی ہے کتاب کو ایفا پبلیکیشنز نے شائع کی ہے۔ 645 صفحات پر مشتمل ہیں۔ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہیں جس میں انسانی حقوق کا عالمی منشور اقلیتوں کے حقوق، لبرزم، رواداری، اسلافوبیا کا مفروضہ ان

جیسے عنوانات پر مفصل بحث ہوئی ہیں اس کے علاوہ اسلافوبیا کی تعریف بیان ہوئی ہے ۔اسلاموفوبیا کے اسباب اور عوامل بیان ہوئے ہیں۔

آرٹیکلز

1.Historical Origins of European Islamophobia by Tatia Tavkhelidze, European University Viadrina, Frankfurt (Oder) Germany, Journel of the Contemporary Study of Islam, Vol. 2 No. 2(2021)

اس آرٹیکل میں اسلاموفوبیا کی تاریخ کا بتایا گیا ہے کہ اسلاموفوبیا کی تاریخ نائن الیون نہیں بلکہ صلیبی جنگوں اور نو آبادیاتی دور سے جاکر ملتی ہے۔

2. Islamophobia and its Historical Roots Content, Context, and Consequences, Mr. Mohammad Yaseen Gada, aligarh Muslim University, Hamdard Islamicus Vol. Xl, No, 2, India

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ اسلاموفوبیا کوئی نئی چیز نہیں بلکہ صلیبی جنگوں کے دور سے ہی مغرب میں اسلام کو ایک "خطرے" کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔تب پوپ اور عیسائی رہنماوں نے مسلمانوں کو "عیسائی دشمن" کے طور پر پیش کیا اور مغرب میں مسلمانوں کو دہشت گرد،کمتر اور خطرناک ظاہر کرکے اسلاموفوبیا کو سیاسی اور معاشی مفادات کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔

3.The Evolution of Islamophobia in the West: A Case Study of France, Syed Abdul Rehman Sherazi, Zahid Mehmood Zahid, Pakistan Journal of International Affairs Vol. 6 No. 2(2023)

اس آرٹیکل میں مغرب میں اسلاموفوبیا کے ارتقاء اور فرانس میں "سیکولرازم" کے اس تصور کا ذکر کیا گیا ہے جو عوامی مقامات جیسے دفاتر اور اسکولوں میں مذہبی علامات کو محدود کرتا ہے۔اسی پالیسی کے باعث مسلمان فرانسیسی معاشرے میں ملازمت کے مواقع، اسکولوں میں داخلے، مساجد پر حملوں، نقاب پہننے والی خواتین کو "مظلوم" اور داڑھی والے مردوں کو "غیر مہذب" سمجھنے جیسے مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔

1۔اسلاموفوبیا کے اسباب

مقالہ جات (Dissertations)

1- یورپ میں اسلاموفوبیا اور مسلم اقلیتیں: اسباب اور اثرات کا تجزیاتی مطالعہ، سید اسامہ بخاری، پی ایچ ڈی، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، شعبہ: علوم اسلامیہ 2018

یہ تحقیقی مقالہ یورپ میں بڑھتے ہوئے اسلاموفوبیا کے پس منظر، اسباب اور اس کے مسلم اقلیتوں پر سماجی، سیاسی اور نفسیاتی اثرات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ مصنف نے مغربی میڈیا، سیاسی پالیسیاں، امیگریشن قوانین، اور شدت پسند

گروہوں کے بیانیے کو اسلاموفوبیا کے فروغ کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔ مقالے میں فرانس، جرمنی، برطانیہ اور نیدرلینڈز جیسے یورپی ممالک میں مسلم اقلیتوں کو درپیش مسائل کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔

2۔ الخوف الغربي من الاسلام،اسبابه،ووسائله،واثاره "،الجامعه الاسلاميه غزه ، ایم اے لیول کا تحقیقی مقالہ، احمد غنیم(2012)

یہ مقالہ صرف اسلاموفوبیا کے اسباب اور اثرات پر مشتمل ہے، جبکہ اس تحقیق میں مقالہ نگار نے اسلاموفوبیا پر انگریزی ادب کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔

آرٹیکلز (Article)

3۔اسلاموفوبیا: اسباب واثرات اور تدارک کے لئے تجاویز،ماجد نواز ملک،حافظ محمد ابرار اعوان،صائمہ منیر،ششماہی تحقیقی مجلہ "القمر": جلد،2شمارہ1(جنوری-جون2019ء (327)

اس آرٹیکل میں اسلاموفوبیا کی تعریف کے بعد مختلف ممالک میں اسلاموفوبیا کے واقعات،اسباب ووجوہات،اسلاموفوبیا کے انسداد کے لئے جدوجہد پر بحث کی گئی ہے۔

4. Media: causes and strategies to overcome Islamophobia (Psychological and Sociological Study) Qudus International Journal of Islamic Studies Volume 4 Issue 2, August 2016 Ratna Istriyani and Yuliatun

اس آرٹیکل میں اسلاموفوبیا کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے، نیز اس حوالے سے میڈیا کے کردار کا بھی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

3۔ اسلاموفوبیا کے اثرات

مقالہ جات

1. Negotiating Bristish-Muslims Identity: Hybridity, Exclusion and Resistance, Fatima Khan, University of Liverpool, Phd Aug2015

یہ مقالہ نائن الیون کے بعد برطانوی مسلمانوں پر میڈیا، سیاست اور سیکیورٹی اقدامات کے ذریعے پڑنے والے منفی اثرات پر مبنی ہے۔ اس میں یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف بنائے گئے قوانین اور سیکیورٹی اقدامات کے کیا اثرات مرتب ہوئے، مختلف ریاستی اداروں نے مسلمانوں کی شناخت کو کس طرح پیش کیا، اور برطانوی مسلمان اس منفی تاثر سے بچنے کے لیے کن حکمتِ عملیوں کو اختیار کرتے ہیں۔

2. Impact of Islamophobia on Post -Secondary Muslim Students Attending Ontario Universities, Hassina Alizai, Supervisor Goli Rezai-Rashti, The University of Western Ontario, Master of Education July 2017

اس مقالے میں اسلاموفوبیا کے حوالے سے کینیڈین یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم مسلمان طلباء کے تجربات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اسلام مخالف جذبات کس طرح طلباء کو تعلیمی میدان میں متاثر کر رہے ہیں، اس کا تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ ان واقعات کے بعد طلباء کی جانب سے کیے گئے ردِ عمل اور حکمتِ عملیوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

3 ۔اسلاموفوبیا وجوہات، اثرات، تدارک (تنقیدی جائزہ) مقالہ نگار: عمران حیات، نگران تحقیق: ڈاکٹر سمیہ رفیق ،ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، فیکلٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، فروری2019

زیر نظر مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہیں ۔پہلے باب میں اسلامو فوبیا کا مفہوم، پس منظر اور اہداف کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں اسلاموفوبیا کی وجوہات کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں اسلاموفوبیا کے اثرات پر گفتگو کی گئی ہے جبکہ چوتھے باب میں اسلاموفوبیا کا تدارک اور مسلم امہ کے کردار پر بحث کی گئی ہے۔

کتب

1.Islamophobia: The Challenge of Pluralism in the 21st Century, Edited by John L. Esposito & Ibrahim Kalin, Oxford University Press, 2011

یہ کتاب اسلاموفوبیا کے موضوع پر ایک بین الاقوامی نوعیت کا علمی مجموعہ ہے، جس میں مختلف اسکالرز، صحافیوں اور ماہرین نے مغربی دنیا میں اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ، وجوہات، اور اثرات پر تحقیقی اور تجزیاتی مقالات تحریر کیے ہیں۔ کتاب میں بتایا گیا کہ مغربی میڈیا اور سیاستدانوں نے اسلاموفوبیا کو فروغ دیا، خاص طور پر جب اسے دہشت گردی سے جوڑ دیا گیا۔ یورپ اور امریکہ میں مسلم کمیونٹیز کو امیگریشن، عبادات، نقاب، اور مساجد کے معاملات پر مشکلات کا سامنا رہا۔ کتاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ مغربی معاشروں میں اگر pluralism (بین المذاہب / بین الثقافتی بقائے باہمی) کو فروغ دینا ہے، تو اسلاموفوبیا کا تدارک ضروری ہے۔

3. Islamophobia the Ideological Campaign against Muslims, Stephen Sheeshi, Clarity Press, 2011

یہ کتاب اسلاموفوبیا کو صرف ایک نفرت انگیز رویہ نہیں بلکہ ایک نظامی نظریاتی مہم کے طور پر پیش کرتی ہے، جو مسلمانوں کو مغرب میں 'دوسرا' (the Other) ثابت کرنے کے لیے چلائی جاتی ہے۔ اسلاموفوبیا ایک ذہنی اور ثقافتی سازش ہے جو اسلامی شناخت کو خطرناک اور غیر مہذب بنا کر پیش کرتی ہے۔ یہ مغربی سامراجی، سیاسی اور میڈیا طاقتوں کی ایک منظم حکمت عملی ہے، اسلاموفوبیا دراصل نوآبادیاتی ذہنیت کا تسلسل ہے، جس میں مغرب خود کو

ترقی یافتہ اور مہذب جبکہ مسلمانوں کو پسماندہ اور خطرناک سمجھتا ہے۔ مغربی میڈیا مسلمانوں کو اکثر بموں، نقاب داڑھی اور خون کے ساتھ جوڑ کر دکھاتا ہے، جس سے ایک خوفناک اور مسخ شدہ تصویر ابھرتی ہے۔ امریکہ اور یورپ کی پالیسیاں، مثلاً امیگریشن کنٹرول، سیکیورٹی قوانین، اور دہشت گردی کے خلاف اقدامات، اسلاموفوبیا پر مبنی بیانیہ سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس کا مقصد مسلم دنیا کو پسماندہ، پُرتشدد اور غیر مہذب بنا کر پیش کرنا ہے تاکہ مغرب کی سیاسی وعسکری مداخلت کو جائز ٹھہرایا جاسکے۔

2. The Islamophobia Industry: How the right manufactures fear of Muslims, Lean Nathan Chapman, Plutto Press 2012

اسلاموفوبیا مغرب میں کسی فطری یا عمومی عوامی احساس کا نام نہیں، بلکہ ایک منظم، منصوبہ بند، اور مالی طور پر مضبوط صنعت (industry) ہے، جسے خاص مقاصد کے تحت تشکیل دیا گیا ہے۔ مخصوص سیاسی گروہ، میڈیا ادارے، بلاگرز، تھنک ٹینکس، اور مذہبی انتہا پسند عیسائی حلقے مسلمانوں کے خلاف جھوٹ، آدھی سچائیاں، اور نفرت انگیز بیانیہ پھیلاتے ہیں۔ ان تمام عناصر کو "اسلاموفوبیا انڈسٹری" کہا اسلاموفوبیا پھیلانے والے ادارے کئی ملین ڈالر کی فنڈنگ حاصل کرتے ہیں تاکہ یہ پروپیگنڈا عام کیا جاسکے۔ ان کا مقصد مسلمانوں کو معاشرے میں الگ تھلگ کرنا اور مغرب میں مسلمانوں کے خلاف سخت پالیسیوں کی راہ ہموار کرنا ہوتا ہے۔ کتاب میں Pamela Geller, Robert Spencer, Daniel Pipes جیسے افراد اور Middle East Forum, Jihad Watch جیسے اداروں کو اسلاموفوبیا کی اشاعت کا ذمے دار قرار دیا گیا ہے۔ ان اداروں نے اسلام کے پرامن پیغام، مسلم تہذیب کی شرافت اور بین المذاہب ہم آہنگی کو جان بوجھ کر چھپایا یا بگاڑا ہے۔

آرٹیکلز

1۔ مغرب میں اسلاموفوبیا کے فروغ کے لیے مستعمل ذرائع (الیکٹرانک میڈیا) اور ان کے اثرات ڈاکٹر خدیجہ عزیز، برجس (بنوں یونیورسٹی ریسرچ جرنل) جلد 1، شمارہ 1، (جنوری-جون 2014)

اس آرٹیکل میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کے فروغ کے لیے میڈیا کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ عوام کے دلوں میں دینِ اسلام کے خلاف نفرت پیدا کی جاسکے۔

2۔ اسلاموفوبیا، اور اکیسویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی سرگرمیوں کا جائزہ، حافظ نوید بن شکیل اسلامک سائنسز، جلد 3(2020)

اس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ موجودہ دور کے بعض مستشرقین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرتے ہیں، جس سے اسلاموفوبیا کو فروغ ملتا ہے۔ یہ مستشرقین مغربی میڈیا، لٹریچر، اور سیاسی اصطلاحات جیسے "Radical Islam" کے ذریعے اسلام کو شدت پسند، پسماندہ اور خطرناک مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

3۔اسلاموفوبیا، اس کے رجحانات، یورپی معاشرے پر اثرات اور ان کا حل ایک تجزیاتی مطالعہ، ڈاکٹر سید محمد طاہر شاہ، ڈاکٹر سید آفتاب عالم، ہزارہ اسلامک، Vol:11 2022(جولائی سے دسمبر)

اس آرٹیکل میں مغرب میں اسلاموفوبیا کے رجحانات کا ذکر کیا گیا ہے اور مغرب میں ہی اس کے اثرات کا ذکر کر کے اس کے حل کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔

4. Girls in hijab experience overlapping forms of racial and gendered violence by Salsabel Almanssori, University of Windsor, Muna Saleh, Concordia University of Edmonton, The Conversation, February 1,2024 ,11.03pm GMT

اس مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر میں حجاب پہننے والی لڑکیاں نسل اور مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا شکار ہو رہی ہیں۔ کینیڈا میں حجاب پہننے والی خواتین پر ہونے والے حملے اس امتیازی رویے کی واضح مثال ہیں، جونہ صرف ان کی تعلیمی کامیابیوں کو متاثر کرتے ہیں بلکہ انہیں اسکول کے ماحول سے الگ تھلک محسوس کراتے ہیں۔

5. An Analysis of Islamophobia and the Anti-Islam DiscourseCommon Themes Parallel Narratives, and legitimate Apprehensions, Mohd Yaseen Gada, The American Journal of Islamic Social Sciences 34:4, 2017

یہ مضمون اس بات کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے کہ اسلاموفوبیا صرف عقائد یا دہشت گردی سے نہیں بلکہ ایک پورے سیاسی اور ثقافتی بیانیے کا نتیجہ ہے۔ یہ بیانیہ اقتدار، تاریخ، میڈیا، اصطلاحات، اور سیاسی مفادات کے ذریعے جنم لیتا ہے۔

4۔اسلاموفوبیاکے سدباب کے لئے حکمت عملی

کتب

1.The Muslim Response towards Islamophobic attacks in the West, Rafai Sulaiman, Islamic Book Epsom, 2020

یہ کتاب مغربی دنیا میں بڑھتے ہوئے اسلاموفوبیا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں پر ہونے والے حملوں، نفرت انگیز تقاریر، میڈیا کے منفی کردار، اور سیاسی تعصبات کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ مصنف نے مسلمانوں کے پرامن ردعمل کی ضرورت (علم، مکالمہ، تعلیم، اور دعوت کے ذریعے)، علمی و سماجی دفاعی حکمت عملیوں، اور اسلام کے پرامن پیغام کو مؤثر طریقے سے اجاگر کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

2. Islamophobia in the United States: Reading Resource Pack, Rhonda Itaoui, Elsadig Elsheikh, university of California, Berkely, 2018

یہ Reading Resource Pack ہے۔ جس میں 430 سے زائد حوالہ جات ملیں گے۔ اس کتاب میں مختلف ویب سائٹس، کتابوں، آرٹیکلز میں اسکالرز اور طالب علموں نے اسلاموفوبیا کے اوپر جو رائے دی ہے اس کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شائع کرنے کا مقصد امریکہ میں اسلاموفوبیا پر علمی تحقیق کی افادیت کو بڑھانا ہے۔

3. Islamophobia an Anthology of Concerns Edited by Emma Webb, Civitas, London August 2019

یہ Eassy Collection ہے۔ جس میں اسلاموفوبیا کے متعلق کئی لوگوں نے مختلف میگزین آرٹیکلز، رسائل اور جرائد میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان کو Emma Web نے یکجا کیا ہے کہ کیا واقعی اسلاموفوبیا جیسی کوئی چیز ہے یا صرف اسلام کے خلاف باتیں بند کروانے کا بہانہ ہے' اس سے آزادی رائے (Freedom of Speech) خطرے میں آجاتی ہے۔ آخر میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلاموفوبیا کی تعریف اتنی مبہم ہے کہ ہر چیز کو اس میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

آرٹیکلز

1۔ قرآن پاک کی روشنی میں اسلاموفوبیا کے سدباب کے لیے حکمت عملی، ڈاکٹر خدیجہ عزیز، پروفیسر ڈاکٹر ضیاء اللہ ازھری، الایضاح 29، دسمبر 2014

اس آرٹیکل میں قرآنی آیات کی روشنی میں اسلاموفوبیا کے سدباب کے لیے حکمت عملی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

2۔عصر حاضر میں دعوت اسلام کو درپیش اسلاموفوبیا کا چیلنج اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل، ڈاکٹر حافظ وقاص خان،ڈاکٹر عتیق ظفر،اسلامک سائنسز جلد 4 شمارہ 2، 2021

اس آرٹیکل میں عہد نبوی کے مظاہر جو آپ ﷺ کے خلاف کیے گئے تھے،ان کی روشنی میں دور حاضر کے چیلنج "اسلاموفوبیا" کا حل پیش کیا گیا ہے۔

5۔اسلاموفوبیا پر فلمائی گئی موویز کا تعارف

1. True Lies, James Cameron, 1994

فلم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ عرب دہشت گرد امریکہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔اسلاموفوبک عنصر کے طور پر مسلمانوں کو ظالم،شدت پسند اور بم بردار گروہ کے طور پر دکھایا گیا۔

2. Executive Decision, Sturat Baird, 1996

فلم میں دیکھایا گیا کہ مسلم دہشت گرد ایک امریکی طیارہ ہائی جیک کرتے ہیں۔ اور یہ منفی تاثر دیا کہ تمام دہشت گرد اسلامی نعرے لگاتے اور مسلمان شناخت کے حامل ہوتے ہیں۔

3. Rules of Engagement, William Friedkin, 2000

فلم کا مرکزی خیال یہ ہے یمن میں امریکی سفارت خانے پر حملہ ہوتا ہے اور مسلمان مظاہرین کا خطرناک روپ دیکھایا جاتا ہے۔عام مسلم عورتوں اور بچوں کو بھی خطرناک دشمن کے طور پر دکھایا گیا۔

4. Five Fingers, Laurence Malkin, Release: 2006

اس فلم میں ایک انگریز فنکار اسلامی ملک میں غریب بچوں کی مدد کی غرض سے جاتا ہے،جہاں دہشتگرد اسے اغوا کر لیتے ہیں۔اس فلم سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اسلامی ممالک غیر محفوظ ہیں،غیر ملکیوں کا وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں۔

5. American Sniper, Clint Eastwood, 2014

فلم میں دیکھایا گیا کہ عراق جنگ میں امریکی فوجی ہیرو،جو "دہشت گردوں" سے امریکہ کو بچاتا ہے،ہر مسلمان عراقی (عورتوں اور بچوں) کو امریکہ کا دشمن دکھایا گیا۔

6. London Has Fallen, Babak Najafi, 2016

فلم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مسلم دہشت گرد لندن پر حملہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے کردار کو صرف بربادی، دہشت،اور خون ریزی سے جوڑا گیا ہے۔

4۔جواز تحقیق (Rationale of the Study)

مغرب میں بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا کا رجحان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کے اسباب کو سمجھا جائے۔ اس حد تک اسلاموفوبیا بڑھ گیا ہے کہ ادب بھی اس سے خالی نہیں۔ اس لیے لازمی ہے کہ انگریزی ادب خواہ افسانوی پہلو یا غیر افسانوی اس کو زیر بحث لایا جائے اور اس کا غیر جانبداری سے تجزیہ کیا جائے اور اس مقالہ میں اسلاموفوبیا پر منتخب انگریزی ادب کا جائزہ لیا گیا ہے۔

5۔ تحقیقی خلا (Reserch Gap)

سابقہ تحقیق اسلاموفوبیا کے اسباب، تاریخ اور اثرات پر مشتمل ہے جبکہ انگریزی ادب میں موجود اسلاموفوبیا کے حوالے سے تحقیق کی دنیا میں کام باقی تھا اس مقالے میں انگریزی افسانوی ادب اور غیر افسانوی ادب میں موجود اسلاموفوبیا کا جائزہ لیا گیا ہے۔

فصل سوم

مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق، تحدید دائرہ کار، منہج واسلوب اور ابواب بندی

مقاصد تحقیق (Objectives)

1۔اسلاموفوبیاکا تاریخی پس منظر کا جائزہ لینا

2۔منتخب انگریزی افسانوی اور غیر افسانوی ادب میں موجود اسلاموفوبیا کا تجزیہ کرنا

3۔مغرب میں اسلاموفوبیاکے اسباب کو جاننااور اس کے حل کے لئے تجاویز پیش کرنا

8. سوالات تحقیق (Statement of the Research Problem)

1۔اسلاموفوبیاکا تاریخی پس منظر کیاہے؟

2۔انگریزی افسانوی اور غیر افسانوی ادب میں موجود اسلاموفوبیاکے مظاہر کون کون سے ہیں؟

3۔اسلاموفوبیاکے اسباب کون کون سے ہیں اور اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

9۔تحدید اور دائرہ کار موضوع (Delimitation of the Study)

اس تحقیق کے لئے منتخب غیر افسانوی (Non Fiction)ادب میں سے کتاب The Truth about Muhammad(2006)اور افسانوی ادب میں سے The Last Patriot(2008) کو سامنے رکھا گیا ہے۔ادبی افسانوی (ڈرامہ و مویز) مواد میں سےFitna(2006)اورThe Dictator(2012) Submission (2004)کو سامنے رکھا گیاہے۔

10. منہج تحقیق (Research Methodology)

1۔اس تحقیق کا منہج Analytical Study (تجزیاتی مطالعہ)ہے۔مقالہ نگار نے Content Analysis کیا ہے۔افسانوی اور غیر افسانوی ادب میں Narrative(بیانیہ)کا جائزہ لیا گیاہے۔

2۔اس موضوع کی تحقیق کے لئے مصادر اصلیہ کی طرف رجوع کیا گیا ہے جیسے قرآن،حدیث (صحاح ستہ) اورانگریزی منتخب اسلاموفوبیا سے متعلق کتب The truth about Muhammad and The last patriotکی طرف رجوع کیا گیاہے۔

3۔بنیادی مصادر کے علاوہ ثانوی مصادر کی طرف رجوع کیا گیا ہے مثلاالجہاد فی الاسلام از ابوالاعلی مودودی،اسلام میں آزادی کا تصوراز ابوالکلام آزاد،اور انگریزی مواد میں سے

American Islamophobia: Understading the roots and rise of fear by Khalid beydoun, who Speaks for Islam? What a Billion Muslims Really Think by John L. Esposito & Dalia Mughed.

4۔اس تحقیق کے مواد میں جدید ذرائع سے استفادہ کیا گیا ہے جن میں:

/https://www.cair.com, /https://www.adl.org, /https://scholar.google.com, /https://iri.iiu.edu.pk, /https://asianindexing.com,

اور اسلام360شامل ہیں۔

5۔مقالہ کی ترتیب یونیورسٹی فارمیٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

11۔ابواب وفصول کی تقسیم(Chapterization)

مقدمہ

باب اول:موضوع تحقیق سے متعلق تعارفی مباحث اور اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر

فصل اول: موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت

فصل دوم: سابقہ تحقیق، جواز تحقیق اور تحقیقی خلا

فصل سوم: مقاصد تحقیق، سوالات تحقیق، منہج واسلوب

فصل چہارم: اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر

مبحث اول: اسلاموفوبیا کا ارتقاء صلیبی جنگوں تک

مبحث دوم: اسلاموفوبیا کا ارتقاء جدید دور میں

باب دوم:اسلاموفوبیا پر انگریزی افسانوی ادب کا جائزہ

فصل اول: The last Patriotناول کا تجزیاتی مطالعہ

فصل دوم: ڈراموں کا جائزہ

مبحث اول: Submissionڈرامہ کا جائزہ

مبحث دوم: Fitna ڈرامہ کا جائزہ

فصل سوم: The Dictator فلم کا جائزہ

باب سوم: اسلاموفوبیا پر انگریزی غیر افسانوی ادب کا جائزہ اور اس کے اسباب اور حل کے لیے تجاویز

فصل اول: The Truth about Muhammad کتاب کا جائزہ

فصل دوم : اسلاموفوبیا کے اسباب اور تدارک کے لئے تجاویز

خاتمہ

خلاصہ بحث

نتائج وسفارشات

فہارس

مصادر و مراجع

فصل چہارم

اسلاموفوبیا کا تاریخی پس منظر

اسلاموفوبیا کا لغوی معنی:

اسلاموفوبیا ایک مرکب لفظ ہے جو "Islam" اور یونانی لفظ "phobia" سے مل کر بنا ہے۔ مختلف بین الاقوامی لغات میں اس کا مطلب "غیر معقول یا بے بنیاد خوف، نفرت یا تعصب کے طور پر بیان کیا گیا ہے جیسا کہ

Oxford English Dictionary

Intense dislike or fear of Islam, esp. as a political force; hostility or prejudice towards Muslims.[1]

آکسفورڈ لغت اسلاموفوبیا کو صرف مذہب سے نفرت نہیں بلکہ اسلام کو ایک سیاسی قوت کے طور پر خوف یا دشمنی کی شکل میں بھی بیان کرتی ہے۔ یہ تعریف مغرب میں اسلام کو سیاسی خطرہ سمجھنے کے رجحان کی نشاندہی کرتی ہے۔

Cambridge Dictionary

Unreasonable dislike or fear of, and prejudice against, Muslims or Islam.[2]

کیمبرج کی تعریف میں "unreasonable" یعنی "غیر معقول" کو واضح کیا گیا ہے، جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلام یا مسلمانوں کے خلاف جو نفرت یا خوف ہے وہ حقیقی بنیادوں پر نہیں بلکہ جہالت یا غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔

Merriam Webster Dictionary

Irrational fear of aversion to, or discrimination against Islam or people who practice Islam.[3]

میریم ویب سٹر میں "irrational" یعنی "غیر منطقی" کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے، اور اس میں "discrimination" یعنی "امتیازی سلوک" کو بھی شامل کیا گیا ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ اسلاموفوبیا صرف جذباتی خوف نہیں بلکہ عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف امتیازی رویوں کو بھی شامل کرتا ہے۔

Collins English Dictionary

Hatred or fear of Muslims or of their politics or culture[4]

---

[1] Oxford English Dictionary, (London: Oxford University Press). 1998, p.1251

[2] Cambridge Dictionary, Islamophobia, accessed July 18, 2025, 7:00AM https://dictionary.cambridge.ord

[3] Merriam-Webster Islamophobia, accessed July 18, 2025, 7:02AM, https://www.merriam-webster.com

[4] Collin Dictionary, Islamophobia, accessed July 18, 2025, 7:05AM https://collinsdictionary.com

کولنز کی تعریف میں اسلاموفوبیا کو صرف مذہبی نفرت نہیں بلکہ مسلمانوں کی سیاست اور ثقافت کے خلاف نفرت کے طور پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ مغربی معاشروں میں مسلم تہذیب اور شناخت کے خلاف پائی جانے والی وسیع مخالفت کو ظاہر کرتا ہے۔

چاروں لغات میں اسلاموفوبیا کو غیر معقول خوف، نفرت، تعصب، امتیاز اور سیاسی و ثقافتی دشمنی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ تعریفی اتفاق اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلاموفوبیانہ صرف مذہبی تعصب ہے بلکہ مغربی معاشروں میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک سیاسی و تہذیبی خطرہ سمجھ کر ان کے خلاف رویے کو جواز فراہم کیا جاتا ہے۔

فوبیا کا مفہوم:

فوبیا انگریزی زبان کی ایسی اصطلاح ہے جو کسی بھی چیز عمل سے خوف، ڈر، نفرت رکھنے کو کہتے ہیں، اور یہ خطرناک وخوفناک عام ہونے بیماریوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جیسا کہ:

A phobia is a persistent and irrational fear of a specific object, situation, or activity, leading to a compelling desire to avoid the dreaded subject.[1]

فوبیا کسی خاص چیز، سرگرمی یا صورت حال کا مستقل، ضرورت سے زیادہ، غیر یقینی خوف ہے۔ فوبیا کا شکار شخص یا تو اس چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جو خوف کو جنم دیتی ہے یا اسے بڑی پریشانی اور تکلیف کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔

فوبیا کے اقسام:

فوبیا کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ اگورافوبیا:

یہ کیفیت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی جگہ پر بہت زیادہ رش ہو۔ اس فوبیا کے شکار افراد زیادہ چہل پہل والی جگہوں سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ ان کا اصل خوف ایسی جگہوں پر پھنس جانے یا کسی ہنگامی صورتِ حال میں وہاں سے نہ نکل سکنے سے ہوتا ہے۔ اس فوبیا کا شکار زیادہ تر خواتین ہوتی ہیں۔[2]

2۔ سوشل فوبیا:

اس فوبیا کے شکار افراد لوگوں سے ملنے سے گھبراتے ہیں اور زیادہ میل جول سے خوفزدہ رہتے ہیں، اور لوگوں کے سامنے جانے سے شدید پریشانی اور خوف محسوس کرتے ہیں۔[3]

---

[1]Russel Noyes, Rudolf Hoehn-Saric. *The Anxiety Disorders*. (Cambridge University Press 2010) chap:5 p:205-235

[2]Edmund J. Bourne. *The Anxiety & Phobia workBook* fifth Ed. PHD, (Oakland, CA: New Harbinger publication, 2010) P: 20-21

[3] Ibid, p:23

3۔ سپیسیفک فوبیا:

یہ فوبیا ایک ذہنی اضطرابی (anxiety) کیفیت ہے، جس میں فرد کو کسی خاص شے، صورتِ حال، یا تجربے سے غیر معمولی اور غیر منطقی خوف محسوس ہوتا ہے ۔[1] یہ فوبیا پھر مزید کئی صورتوں پر ہیں۔

1۔اینیمل فوبیا:

اس فوبیا میں سانپ، مکڑی، کتوں، چوہوں وغیرہ سے ڈرنا شامل ہیں اور یہ فوبیا بچپن سے شروع ہوتا ہے۔[2]

2۔ایکروفوبیا:

بلند جگہوں اور انچائی کے خوف کو ایکروفوبیا کہا جاتا ہے۔[3]

3۔ایروپلین فوبیا:

اس خوف کا شکار افراد جہاز میں سفر کرنے سے بھی گھبراتے ہیں۔

4۔بلڈ انجکشن انجری فوبیا:

اس فوبیا کے شکار افراد انجکشن، آپریشن اور زخموں سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔[4]

5۔اسلاموفوبیا:

اسلاموفوبیا انگریزی زبان کی اصطلاح ہے۔اس اصطلاح کو مغربی معاشرے میں کسی خاص طبقہ سے نفرت عام کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس اصطلاح میں فوبیا کے ساتھ "اسلام" کا لفظ استعمال کر کے طبقے کی نشاندہی کی گئی ہے،اس کا معنی بنتا ہے اسلام کا ڈر۔

لفظ فوبیا کا استعمال تقریباً گزشتہ 50،40 سال سے اسلام کے لیے بھی استعمال ہونے لگا ہے جس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اسلام ایک متعصب دین ہے جس کا رویہ غیر مسلموں کے ساتھ متشددانہ ہے۔نیز یہ کہ مسلمان ہر اس چیز کو رد کر دیتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہو جیسے مساوات(Equality) متحمل مزاجی وغیرہ۔اسلاموفوبیا سے مراد اسلام کے لیے وہ منفی تاثرات ہیں جن کا اظہار اہل مغرب کے ادب اور ذرائع ابلاغ میں کیا جاتا ہے۔[5]

---

[1] Edmund J. *The Anxiety & Phobia workBook*, p:24

[2] Ibid, p:25

[3] Ibid, p:26

[4] Yixuan Chen, An Overview of Specific Phobia: Etiology and Treatment. Proceedings of the 4th international Conference on Educational and Philosophical Inquiries. P :238

[5] Quraishi, Muzammil. *Muslims and Crime: A Comparative Study*. (Aldershot, Uk: Ashgate Publishing Ltd, 2005), p:60.

حالاں کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لیے اسلام کا نام پسند کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾[1]

بے شک اللہ کے نزدیک دین (صرف) اسلام ہے۔

اگر ہم اسلام کے لفظ کو دیکھیں تو یہ سَلَمَ یا سَلِمَ سے ماخوذ ہے جس کے معنی امن وسلامتی کے ہیں، لہٰذا اسلام امن وسلامتی کا دین ہے اور دوسرے کو بھی امن وسلامتی کی تعلیم دیتا ہے دین اسلام کا ہر پہلو انتہا پسندی اور دہشت گردی کی نفی کرتا ہے۔

اس کی مثال ہمیں قرآن اور سنت سے ملتی ہے، جیسا کہ قران میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ﴾[2]

جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا، بغیر اس کے کہ اُس نے کسی کو قتل کیا ہو یا زمین میں فساد پھیلایا ہو، تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ اور جس نے کسی ایک جان کو زندگی دی، تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی دی۔

اسی طرح ابوداؤد شریف میں حدیث مبارکہ ہے۔

((مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ آبَائِهِمْ دِنْيَةً عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[3]

خبردار! جو کسی معاہد پر کوئی ظلم کرے گا، یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا، یا طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے گا، یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز حاصل کرے گا؛ تو قیامت کے دن میں خود اس کے خلاف دعویٰ پیش کروں گا۔

قرآنِ کریم کی آیات اور احادیثِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان انسانیت کا احترام نہیں کرتا اور دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے یا قتل وغارت کا مرتکب ہوتا ہے، تو وہ چاہے کتنی ہی عبادت کیوں نہ کرے، اس کی عبادت اللہ کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ تمام عبادات کے باوجود انسانوں کی جان ومال محفوظ رہنے چاہئیں، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو تاکید کرتا ہے کہ وہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھے رویے سے پیش آئیں۔

---

[1] ال عمران : 19

[2] المائدہ : 32

[3] السِّجِسْتاني، أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود،(بيروت: المكتبة العصرية صيدا: 2009)، کتاب الخراج والفیء والامارة، باب فی تعشیر اھل الذمة، ح:3052

اسلاموفوبیاکا مفہوم

اسلاموفوبیاکا مفہوم ہے اسلام کاڈر اور خوف، مغربی معاشرے میں "اسلام" کے ساتھ "فوبیا" کا لفظ استعمال کر کے غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پھیلانے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے اور یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے منصوبہ کے طور پر کیا جارہا ہے۔اسلاموفوبیا کی یہ مہم دراصل مسلمانوں کو اذیت پہنچانے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے کے لئے شروع کی گئی۔

آرگنائزیشن آف اسلامک کواپریشن(OIC)نے اسلاموفوبیاکی تعریف یہ بیان کی ہے:

Literally, Islamophobia is a fear, or more precisely: an excessive fear against Islam, against Muslims, as well as against anything associated to the religion, such as Mosques, Islamic Centers, Holy Qur’an, Hijab, etc.[1]

اسلاموفوبیا کا مطلب اسلام اور مسلمانوں کا بے جا خوف، نفرت اور امتیازی سلوک ہے۔یہ مسلمانوں اور اسلام سے متعلق کسی بھی چیز جیسے مساجد،اسلامی مراکز، قرآن مجید، حجاب وغیرہ سے بے جا خوف پر مبنی ہے۔

برطانیہ کاادارہ "دی رونی میڈٹرسٹ' نے 1997 میں ”Islamophobia A Challenge For Us All کے عنوان سے ایک دستاویز میں اسلاموفوبیاکی تعریف میں یہ نکات پیش کیے ہیں۔

1. اسلام ایک توحید پرست، جامد اور ناقابل تغیر مذہب ہے۔
2. اسلام ایسامنفرد مذہب ہے، جس میں دیگر مذاہب اور تہذیبوں سے مختلف اقدار ہیں۔
3. یہ ایک غیر معقول، قدامت پسند، جنسی تفریق پر مبنی، خطرناک، دہشتگردی اور تہذیبی تصادم کو فروغ دینے والا مذہب ہے۔
4. مغربی تہذیب سے کم تر مذہب ہے۔
5. اسلام ایک سیاسی نظریہ ہے۔
6. اسلام مغربی فکر و اقدار پر غیر معمولی تنقید کرتا ہے۔[2]

پیوریسرچ سینٹر (Pew Research Center) کے مطابق

“During the first months of the Trump administration, the Pew Research Center reported that roughly 75% of Muslims American adults said there is a lot of discrimination against Muslims in the U.S”[3]

---

[1] THIRTEEN OIC REPORT ON ISLAMOPHOBIA, PRESENTED TO THE 47th SESSION OF THE COUNCIL FOREIGN MINISTERS. Naimey, Niger, 27-28 November 2020, p.4

[2] The Runnymede Trust. Islamophobia A challenge for us All. (London: 1997), p 5

[3] Pew Research Center. *U.S Muslims Concerned About Their Place in Society, but Continue to Believe in the American Dream*. (Washington 2017), p: 16-17

ٹرمپ انتظامیہ کے پہلے مہینوں کے دوران تقریبا 75 فیصد امریکی نوجوان مسلمانوں نے کہا کہ امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف بہت امتیازی سلوک ہوتا ہے۔ٹرمپ کی حکومت کے دوران سات مسلم اکثریتی ممالک کے مسافروں کے امریکہ میں داخلے پر پابندی لگا دی گئی تھی جو کہ مسلمانوں کے تعلیمی، تجارتی، معاشی تعاملات کو متاثر کرتی تھیں۔

2017 میں 74٪ مسلمانوں نے ٹرمپ کا رویہ مسلمانوں کی جانب غیر دوستانہ جبکہ 65 ٪ نے ان کے صدارتی نظام کو سنبھالنے کو ناپسند کیا ہے۔2007 میں جارج بش کے دور میں ناپسندیدگی 69 ٪ پائی جاتی تھی۔

نائن الیون کے بعد مغربی اخبارات اور میڈیا میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ایسی رپورٹیں شائع کی جاتی ہے کہ جس سے مسلمانوں کو متعصب، ترقی مخالف اور مغرب کا دشمن گردانا جاسکے۔ ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی ناپسندیدہ کام میں پکڑا جائے تو اس کی گرفتاری کو بہت اچھالتے ہیں، جیسے ابو حمزہ جب دہشت گردی کے الزام میں گرفتار ہوا تو مسلسل پانچ دن اس خبر کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ وہ قارئین جو مسلمانوں کی ثقافت سے واقف نہیں تھے، ان کو یہ لگا کہ ابو حمزہ واقعی مسلمانوں کا نمائندہ ہے اور مسلمانوں کے مقاصد کے لئے کام کر رہا ہے۔[1]

مغربی فلموں میں اکثر دہشتگرد فرد کے رول میں ایک داڑھی والا، قمیص شلوار میں مسلمان کو دیکھایا جاتا ہے، اس کی مثال The Dictator فلم ہے، جس میں مسلمانوں کو ترقی مخالف، عورتوں کا دلدادہ، غیر سنجیدہ، آمریت پسند اور کم سمجھ دیکھایا گیا ہے۔اسی طرح مغرب کے جنونی طبقہ کے مطابق اسلام خون خرابہ اور فساد کی تعلیم دیتا ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات بھی امت مسلمہ کو اسی چیز کی تعلیم دیتے ہیں۔توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک مختصر ڈرامہ "فتنہ" بنائی گئی۔ آغاز میں آپ ﷺ کا توہین آمیز خاکہ دیکھایا گیا، پھر سورۃ الانفال کی آیت نمبر 60 دیکھائی گئی۔

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴾[2]

اور ان سے لڑنے کے لیے جو کچھ قوت سے اور صحت مند گھوڑوں سے جمع کرسکو سو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر رعب پڑے، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے، اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔

---

[1]Abu Hamza al-Masri, Wikipedia, Last modified July 18, 2025, 6:51AM http://en.wikipedia.org/wiki/Abu-Hamza

[2]الانفال: 60

اس کے فورا بعد نائن الیون کا حادثہ دیکھایا جاتا ہے۔اس کو دیکھنے سے یہ تاثر ذہن میں بیٹھتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کو فساد کرنے کا حکم دیتا ہے۔[1]

اس طرح ایک ڈرامہ "Submission" جو کہ مختصر بارہ منٹ کے دورانیہ پر مشتمل ہے، اس میں دیکھایا گیا ہے کہ اسلام میں عورتوں کے ساتھ تشدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآنی آیات کی بے حرمتی اس طرح سے کی گئی ہے کہ وہ قرآنی آیات جن میں عورتوں کی نافرمانی پر ان کو معمولی سرزنش کرنے کا حکم ہے ان کو عورتوں کے برہنہ جسم پر لکھا گیا ہے اور اس کے جسم پر مارنے کے نشانات بھی موجود ہیں۔ جس کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور مسلمان اپنی عورتوں کے ساتھ ایسا برتاؤ ہی رکھتے ہیں۔

اسی طرح کی بے شمار فلمیں جس میں مختلف موضوعات کا سہارا لے کر اسلاموفوبیا کو فروغ دینے کی چال چلی گئی ہے۔ نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کرنے سے تمام فلمیں آپ کے سامنے آئیں گی۔[2]

اسلاموفوبیا کو پھیلانے میں مغربی اخبارات اور میڈیا کے ساتھ مستشرقین کا بھی اہم کردار ہے۔ اپنی تحریرات میں اسلام، مسلمان یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں لکھی، جن کو دین اسلام سے ناشناس فرد پڑھ لیں تو اسلام کے بارے میں منفی تاثر ذہن میں بیٹھا لیں۔ قرآن کے بارے میں ایک جرمن مستشرق Theodor Noldeke نے اپنی کتاب The History of Quran میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ قرآن مجید آپ ﷺ کی ذاتی تصنیف ہے اور وحی آپ ﷺ سے بے قابو ہیجانی حالت میں صادر ہوتی ہے جیسے وہ Uncontrollable Excitement کا نام دیتا ہے۔[3]

اسی طرح افسانوی ادب میں بھی اس مذموم عمل کو کیا گیا جیسا کہ ناول The age of Reinvention میں مصنفہ Karine Tuil نے تین مسلمان کرداروں کے منفی پہلوؤں کو سامنے رکھا ہے۔ "سمیر طاہر" ایک عیاش شخص، "نوال" جو غیر مردوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ "فرانسوا" جس کا انتہاپسندی کی طرف رجحان ہے۔ مجموعی طور پر اس ناول میں مسلمانوں کی کردار کشی گئی۔

---

[1] وقاص، عتیق ظفر، عصر حاضر میں دعوت اسلام کو درپیش اسلاموفوبیا کا چیلنج اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل، اسلامک سائنسز جلد 4 شمارہ 2، 2021

[2] Repeat Replay, List of islamophobic Movies, accessed July 18, 2025, 7:15PM https://repeatreplay.com/list

[3] Theodor Noldeke. *The Quran: An introductory Eassy*. ed. N.A. Newman, (Interdiciplinary Bibical Research Institute 1992), p.5

مبحث اول

اسلاموفوبیا کا ارتقاء صلیبی جنگوں تک

اس اصطلاح کا استعمال سب سے پہلے 1997ء میں برطانوی ادارے Runnymede Trust Commission کی رپورٹ میں Islamophobia : A Challenge For us All کے عنوان سے ہوا۔ لیکن اس اصطلاح کو مقبولیت 9/11 کے بعد ملی۔ اہم بات یہ ہے کہ اسلاموفوبیا کی اصطلاح تو نئی ہے لیکن مفہوم کے لحاظ سے پرانی ہے اور اس وقت سے موجود تھی جب دعوت اسلام کا پھیلنا شروع ہوا۔ عہد نبوی ﷺ میں جب قریش کے سردار جن میں عتبہ، شیبہ اور ابو سفیان وغیرہ نے ابو طالب سے رجوع کیا، انہوں نے کہا! اے ابو طالب "تمہارے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دی اور ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہمارے خیالات کو احمقانہ کہا، لہذا آپ اس کو ہم سے روک دیجیے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ کیجیے"۔[1]

اس سوچ کے تحت مختلف اوقات میں اسلام مخالف مظاہر سامنے آنے لگے۔ کیرن آرم سٹرنگ کے مطابق "اسلاموفوبیا کی تاریخ صلیبی جنگوں سے ملتی ہے۔[2]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلاموفوبیا اپنے مفہوم کے لحاظ سے دور نبوی ﷺ میں بھی موجود تھا۔ جب آپ ﷺ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا شروع کیا تو دشمنان اسلام نے مخالف محاذ سنبھالا، آپ ﷺ پر مختلف الزامات لگائے مثلاً کاہن، جادوگر، شاعر وغیرہ۔ اور اسی طرح مختلف ادوار میں اسلاموفوبیا کی سوچ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا جانے لگا، وقت کے ساتھ اسے تقویت ملتی گئی اور باقاعدہ طور پر اس اصطلاح کو 9/11 کے بعد استعمال کیا گیا۔

عہد نبوی ﷺ میں "اسلاموفوبیا" کے مظاہر

اسلاموفوبیا سوچ کا آغاز دور نبوی ﷺ سے ہی ہو گیا تھا، جیسا کہ آج کے دور میں دین اسلام پر مختلف اعتراضات اور مسلمانوں کی مخالفت کی جاتی ہے جس کی مختلف وجوہات ہیں۔ اسی طرح عہد رسول ﷺ کے دور میں بھی کئی وجوہات تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اعلانیہ طور پر اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا اس وقت یہود و نصاری اپنی کتب کی تعلیمات کے مطابق جانتے تھے کہ آخری نبی آئے گا اور وہ اس کے آنے کا انتظار بھی کر رہے تھے پھر جب آپ ﷺ نے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا تو اہل کتاب یعنی یہود و نصاری نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا

---

[1] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، مترجم: قطب الدین احمد (لاہور: اسلامی کتب خانہ، 1985) ج1، ص257

[2] Karen Armstrong. *Muhammad: A Prophet for our Time*. (New York: HarperOne, 2007), p:50

آخری نبی، بنی اسرائیل کے بجائے بنو اسماعیل سے کیسے آسکتا ہیں۔ حسد و تعصب کی بنیاد پر کہ نبی، بنی اسرائیل سے کیوں نہیں آیا انہوں نے آخری نبی پر ایمان لانے سے انکار کر دیا، حالانکہ قرآن گواہی دیتا ہے کہ ان کی کتب میں نبی ﷺ کے آنے کی خبر موجود تھی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾[1]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان (پیغمبر آخر الزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں، مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

قرآن کی اس آیت نے ان کا حسد و بغض کا پردہ چاک کیا اور اسی بیماری میں انہوں نے اسلام کے متعلق غلط باتیں پھیلائی۔ نعوذ باللہ آپ ﷺ کو کاہن، جادو گر کہنے لگے، اہل کتاب کے علاوہ اس مہم میں مشرکین مکہ شامل تھے جو آپ ﷺ کو صادق وامین کے لقب سے پکارتے تھے لیکن جب آپ ﷺ نے ان کو وحدہ لاشریک کی طرف بلایا تو فوراً دشمنی پر آگئے۔ پہلے پہل آپ ﷺ نے خفیہ تبلیغ کی اور اس کی مدت تین سال تھی، رسول اللہ ﷺ کی صحابیوں کی یہ حالت تھی کی جب انہوں نے نماز پڑھنی ہوتی تو وہ گھاٹیوں میں اپنی قوم سے چھپ کر پڑھتے، ایک بار سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز پڑھنے گئے مشرکین کی ایک جماعت نے وہاں آکر ان پر عیب لگایا، نفرت کا اظہار کیا یہاں تک کہ ان سے لڑنے لگے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور اس شخص کا سر زخمی ہو گیا اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔ پھر اللہ تعالی نے اعلانیہ تبلیغ کا حکم دیا۔[2]

قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾[3]

سو تو کھول کر سنادے جو تجھے حکم دیا گیا ہے اور مشرکوں کی پروانہ کر۔

اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ اسلام کی جو تعلیمات آپ ﷺ تک پہنچی ہیں ان کو کھلم کھلا بیان کیا جائے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اس کے حکم کا اظہار کیا جائے اس کے بعد اللہ نے سورہ شعراء کی یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾[4]

---

[1] البقرہ:146

[2] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، مترجم: قطب الدین احمد، ج1، ص256

[3] الحجر:94

[4] الشعراء، 214

اور اپنے قریبی خاندان والوں کو اللہ سے ڈرائے۔

جب آپ ﷺ نے اپنے قوم پر اسلام کا اظہار کیا تو آپ ﷺ کی قوم نے نہ آپ ﷺ کا رد کیا نہ ہی دوری اختیار کی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جب ان کے بتوں کی برائی ان کو بتلائی تو آپ ﷺ سے دشمنی اور مخالفت میں ان سب کے دل ایک ہو گئے اور قریش کے سردار عتبہ، شیبہ، ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی یہ سب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہا کہ اے ابو طالب آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں ہیں لہذا آپ انہیں روک دیں یا ہمارے درمیان نہ آئے۔ ابو طالب نے ان کو حسن تدبیر سے واپس لوٹا دیا اور آپ ﷺ اسی طرح دین اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ قریش آپ ﷺ کے خلاف ایک دوسرے کو اکساتے اور ایک بار پھر ابو طالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی ابو طالب پر قوم کی جدائی اور دشمنی شاق گزری۔ چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا اور کہا اے میرے بھتیجے! مجھ پر اور خود پر رحم کرو، ایسا بوجھ مجھ پر مت ڈالو جو میں برداشت نہ کر سکوں۔

جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: چچا جان واللہ اگر میری دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند رکھ دیں کہ میں اس معاملہ کو چھوڑ دوں، یہاں تک کہ اللہ خود اس کو غلبہ دیں یا میں مر جاوں تو بھی اسے نہ چھوڑوں گا۔[1]

قریش نے ایک دوسرے کو ابھارا تو ہر ایک قبیلے والے مسلمانوں کو ایذائیں دینے لگا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والدین کو شہید کر دیا گیا مسلمانوں کے ساتھ مقاطعہ کر دیا گیا، جو بھی مسلمان ہوتا اس کو مارتے گرم ریت پر لٹاتے اور مار مار لہولہان کر دیتے تھے۔

اس وقت کے مطابق اسلام کی بری تصویر کس طرح دنیا کے سامنے پیش کی جائے اس مقصد کے تحت قریش ولید بن المغیرہ کے پاس اکھٹے ہوئے اور کہا کہ حج کا مہینہ قریب آنے والا ہے تمام لوگ مکہ آئیں گے آپ ﷺ کا علم بھی ان کو ہو چکا ہو گا آپ ﷺ کے متعلق کوئی ایک رائے پر اتفاق کر لیتے ہیں۔ چند لوگوں نے کہا؛ ہم کہیں گے کہ وہ کاہن ہے ولید نے کہا ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے وہ کاہن نہیں، اس شخص میں کاہنوں والی گنگناہٹ نہیں۔ لوگوں نے کہا وہ پاگل ہے ولید نے کہا، نہیں وہ پاگل بھی نہیں۔ لوگوں نے "شاعر" کہا، ولید نے کہا، نہیں وہ شاعر بھی نہیں۔ لوگوں نے "جادوگر" کہا، ولید نے کہا، ہم نے جادوگر دیکھے ہیں یہ شخص نہ ان کی طرح جھاڑ پھونک کرتا ہے نہ گرہ لگاتا ہے۔ لوگوں نے کہا: تب ہم کیا کہیں گے؟ ولید نے کہا کہ اس کے بارے میں سب سے مناسب بات یہ کہہ سکتے کہ وہ

---

[1] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ج 1، ص 258

"جادوگر" ہے اس نے ایسا کلام پیش کیا ہے جو جادو ہے، اس سے باپ بیٹے، بھائی بھائی، شوہر بیوی اور کنبے قبیلے میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔[1]

ایسے حالات میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انتہائی مشکلات اور مشرکین مکّہ کی سازشوں کا مقابلہ کرنا پڑا جن کا اصل مقصد یہی تھا کہ اسلام اور مسلمانوں سے لوگوں کو متنفر کیا جائے اس وقت کا میڈیا حج کا موسم تھا جس میں ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور ان لوگوں کو جو بھی بتایا جاتا یہ لوگ واپس جا کر اپنے علاقے والوں کو بتاتے، جس طرح آج میڈیا "اسلام دشمنان، اسلام مخالف خبریں نشر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام سے لوگوں کو بددل کیا جاتا ہے فلموں اور ڈراموں میں دہشت گردوں کو داڑھی، قمیص شلوار میں دیکھایا جاتا ہے جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام ایک امن مخالف دین ہے بالکل اسی طرح اس وقت کے میڈیا کو مشرکین مکہ نے اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور اسلاموفوبیا اپنے مفہوم کے لحاظ دور نبوی ﷺ میں موجود رہا۔

مشرکین مکّہ کا مسلمانوں سے مخالفت کا انداز و منہج

جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو غلام تھے، اور کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے قبیلے کا زور اور رشتہ داروں کی جماعت نہ رکھنے کے سبب بہت کمزور سمجھے جاتے تھے۔ ایسے لوگوں کو اسلام سے مرتد بنانے کے لیے یعنی دین اسلام کو چھوڑ دینے کے مقصد کے تحت مشرکین مکّہ نے جسمانی تکلیف دینا شروع کی، جو لوگ کسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کو عام لوگوں کی طرح تکلیف پہنچانا اس لیے اندیشہ ناک تھا کہ کہیں ان کے قبیلے والے حمایت پر اٹھ کھڑے نہ ہوں ان کے رشتہ داروں کو آمادہ کیا گیا کہ وہ خود اپنے مسلمان ہو جانے والے رشتہ داروں کو سزا و ایذاء دے کر مرتد بنائیں۔ مسلمانوں کا مذاق اڑانے اور ان کو برا کہنے کے لیے عام طور پر تیاری کی گئی کہ دوسروں کو اسلام سے نفرت ہو اور دین اسلام میں داخل ہونے کی جرات نہ کرے۔[2]

جیسا کہ[3] حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو ایک غلام تھے جب ان کے مالک کو پتہ چلا کہ انہوں نے اسلام قبول کیا ہے تو آپ کو قسم قسم کی تکلیفیں دینی شروع کیں، گرم ریت پر لٹا کر چھاتی کے اوپر گرم پتھر رکھ دیا جاتا تھا، مشکیں باندھ کر کوڑوں

---

[1] مبارک پوری، صفی الرحمان، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبہ السلفیہ، 1995) ص117

[2] اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ اسلام، (لاہور: دارالاندلس 1426ھ)، 1/111

[3] آپ ابو عبداللہ بن رباح الحبشی ہیں۔ صحابی اور مؤذن رسول ﷺ ہے۔ اولین مسلمانوں میں سے ہے، ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہے 20ھ/641ء کو وفات ہوئے (سیر اعلام النبلاء، 1/347، ح: 76)

سے پیٹا جاتا، بھوکا رکھا جاتا، گلے میں رسّی باندھ کر لڑکوں کے سپرد کیا جاتا۔ مکّہ کے گلی کوچوں میں پہاڑوں میں لیے لیے پھرتے۔ ان تمام تکالیف کے باوجود (أحد أحد) کا نعرہ لگائے جاتے تھے۔[1]

[2] عمار رضی اللہ عنہ اپنے والدین کے ہمراہ مسلمان ہوگئے تھے، بنو مخزوم، عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کو لے کر سخت دوپہر کے وقت گرم زمین پر تکلیف دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاس سے گزرتے تو فرماتے:

((صبرًا آل یاسر فإن موعدکم الجنة))[3]

اے یاسر کے گھر والوں صبر کرو تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ماں کو ان کے اسلام لانے کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے دانہ پانی بند کیا اور گھر سے نکال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے ناز و نعمت سے پلے تھے۔ حالات کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کی کھال اس طرح ادھر گئی جیسے سانپ کچلی چھوڑتا ہے۔[4]

مشرکین نے ظلم کی ایک یہ بھی صورت اختیار کی کہ صحابہ کو اونٹ اور گائے کے کچی کھال میں لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دیتے اور بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے ہوئے پتھر پر لٹا دیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی راہ میں اس ظلم کا نشانہ بنے، جب بھی مشرکین کو کسی کے مسلمان ہونے کا پتہ چلتا اس کو اذیت میں مبتلا کرتے، مگر اسلام ایسی طاقت کا نام ہے کہ کسی کو بھی مرتد بنانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ یہ سب اسلاموفوبیا ہی تھا یعنی اسلام کے پھیل جانے کا اتنا خوف تھا کہ ظلم کے زور پر اسلام کو پروان نہ چڑھنے کی ناکام کوشش کی گئی۔

مشرکین مکّہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخیاں

مشرکین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اذیت دینے سے باز نہ آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط[5] نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈال کر اس قدر کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔

---

[1] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ج 1، ص 326

[2] آپ عمار بن یاسر بن عامر العنسی ہیں۔ بنی مخزوم کے مولی ہے۔ صحابی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حذیفہ سے استفادہ کیا جبکہ شاگردوں میں حسن بصری اور جابر بن عبداللہ مشہور ہیں۔ 37ھ /657ء کو وفات ہوئے (، ابن حجر، الاصابہ، دار الکتب العلمیہ، 4/ 473)

[3] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، 1/ 328

[4] مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، ص 128

[5] یہ ابو الولید عقبہ بن ابی عمرو ہے۔ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھا، جنگ بدر میں گرفتار ہوا اور بعد میں قتل کیا گیا (البلاذری، انساب الاشراف 1/ 65)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ[1] کو خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شر سے بچایا اور قریش سے مخاطب ہو کر کہا:

((أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ)) [2]

کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لپٹ پڑے اور خوب زدو کوب کیا۔

امیہ بن خلف کا وطیرہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو لعن طعن کرتا۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔[3]

﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ﴾ [4]

ہر لعن طعن اور برائیاں کرنے والے کے لئے تباہی ہے۔

مشرکین مکہ نے مسلمانوں کا مکہ میں رہنا دوبھر کر دیا تو مسلمانوں کو بھی اس ظلم سے نجات کے لئے سوچنا پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ "اصحمہ" نجاشی کا بادشاہ ایک عادل بادشاہ ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا، لہذا پانچ نبوی کو بارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ لوگ رات کی تاریکی میں روانہ ہوئے تاکہ قریش کو اس کا علم نہ ہو۔ رخ بحر احمر کی بندرگاہ شعیبہ کی جانب تھا۔ قریش کو جب علم ہوا اور پیچھا کیا تب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے نکل چکے تھے۔[5]

ہجرت حبشہ کے بعد مشرکین نے اپنی سرگرمیوں میں مزید اضافہ کیا اور نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن اللہ تعالی نے جبرائیل امین کے ذریعے آپ کو خبر دی اور کفار کی اس چال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔

واقعہ یوں ہوا کہ ابو جہل ایک پتھر لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں تھے جب سجدہ میں ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھا لیکن ناکام لوٹا۔ قریش کے لوگوں نے کہا: اے ابو الحکم تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا میں مارنے ہی لگا تھا کہ ایک اونٹ میرے آڑے آگیا بخدا میں نے کبھی کسی اونٹ کی ایسی کھوپڑی، گردن اور دانت نہیں دیکھے۔ وہ مجھے کھانا چاہتا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جبرائیل امین تھے اگر ابو جہل قریب آتے تو اسے دھر پکڑتے۔[6]

---

[1] آپ ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا، جبکہ شاگردوں میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مشہور ہیں۔ (الاصابہ، 2/ 341)

[2] البخاري، الجامع الصحیح، کتاب تفسیر القرآن، باب: ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات، ح:4815

[3] مبارک پوری، الرحیق المختوم، 126

[4] الھمزہ: 1

[5] مبارک پوری، الرحیق المختوم، 132 –133

[6] ایضا، 142

ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو ہر طرح سے دین اسلام سے ہٹ جانے کی کوشش کیں دین اسلام کے پیغمبر ﷺ کو جادوگر، شاعر، کاہن کہلوا کر اسلام کا ڈر لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کیں۔ اپنا میڈیا (حج کا مہینہ) استعمال کیا اور جو لوگ حج کے لئے آتے، ان کو اسلام کے خلاف ابھارا تا کہ یہ لوگ اسلام کو امن مخالف مذہب سمجھے اس سے بھی کام نہ ہوا تو نبی اکرم ﷺ کو قتل کے منصوبے بنانے لگے اللہ تبارک تعالی نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کی اجازت دی۔ آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرما لی۔ یہ سب اسلام کا ڈر (اسلاموفوبیا) ہی تھا جو مکی دور میں موجود تھا کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا تھا لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے جو مشرکین کو گوارا نہ ہوا۔ آج دور حاضر میں بھی اسلاموفوبیا کی یہی وجہ ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد کے حالات

مدینہ کا اصل نام یثرب تھا۔ یہ مکہ سے تین سو میل شمال میں واقع تھا۔ اس کی آبادی دو گروہوں اوس و خزرج پر مشتمل تھی۔ حج کے دنوں میں آپ ﷺ کی ملاقات قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا: بخدا یہ تو وہی نبی ہے جس کا تذکرہ یہود ہم سے کرتے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کو اپنی قوم کے نفاق کے بارے میں بتایا اور مدینہ آنے کی دعوت دی تا کہ آپ ﷺ کی برکت سے اتفاق پیدا ہو جائے۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمالی۔

مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کر کے کفار کے ایذارسانیوں نجات ملی اور وہاں اسلام ترقی کرنے لگا آپ ﷺ نے میثاق مدینہ کے نام سے دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ کیا۔ مواخات کی مثال دنیا کے سامنے رکھی۔ لیکن قریش کو چین نہ آیا اب ان کو یہ ڈر تھا کہ شام کی تجارتی شاہراہ جو مدینہ کے قریب سے گزرتی ہے، یہ قریش کے لئے بند ہو جائے گی۔ قریش نے تمام حجاز میں مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا اور مدینہ میں منافقین کے سردار عبد اللہ بن ابی کو کہلا بھیجا کہ: تم نے ہمارے شخص کو اپنے پاس پناہ دی ہے اسے وہاں سے نکال دو ورنہ ہم مل کر تم سب پر حملہ کریں گے تمہارے جوانوں کو قتل اور عورتوں پر قبضہ کریں گے۔ [1]

کفار کی یہ چال تو کامیاب نہ ہو سکی لیکن جب غزوات ہوئی تو جنگ بدر میں کفار کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو مزید ان کے غصہ میں اضافہ ہوا اور غزوہ احد کی تیاری کی اس دوران منافقت بھی عروج پر تھی مدینہ میں بظاہر مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دل میں منافقت بھری ہوئی تھی۔ اور ان کی یہ منافقت غزوہ احد اور خندق کے موقعہ پر سامنے آتی رہی۔

---

[1] مسعود، مفتی، سفیر ان خدا، (لاہور: خزینہ علم وادب، 2005)، 99

ان میں سب سے بڑا نام "عبد اللہ بن ابی سلول[1]" کا ہے۔ جنگ احد کے موقعہ پر اپنی منافقت ظاہر کی۔ آپ ﷺ ایک ہزار مسلمانوں کو لے کر مقام شوط پہنچے تو یہ اپنا ایک تہائی لوگوں کو لے کر مدینہ واپس ہوا۔ یہ سب منافقین تھے عبد اللہ بن ابی سلول نے کہا ہم خود کو خواہ مخواہ قتل کرائیں کیونکہ اس نے یہ رائے دی تھی کہ مدینہ میں رہ کر جنگ کی جائے لیکن کثرت صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے مدینہ سے باہر جنگ کی تھی۔[2]

بئر معونہ کے موقعہ پر ظلم کی انتہا کی گئی، عامر بن مالک نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے ساتھ نجد روانہ فرمائے، امید ہے؛ وہاں اسلام کی اشاعت ہو گی۔ آپ ﷺ نے چالیس صحابہ رضی اللہ عنہم روانہ فرمایا۔ ابو براء نے کہا: میں ان کا ذمہ دار ہوں لیکن بئر معونہ پہنچے تو عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رعل و ذکوان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے کا حکم دیا، انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سب صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے سوائے کعب بن زید رضی اللہ عنہ کے۔[3]

بنو نضیر نے نعوذ باللہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن نامراد ہوئے۔ اور ان کو جلاوطن کیا گیا۔ مسلمان ایک کے بعد ایک غزوہ میں کامیاب ہوتے گئے'بدر، احد، خندق۔ قرآن کی سورہ احزاب میں غزوہ خندق اور مسلمانوں پر اپنی نعمت، فرشتوں کی مدد، دشمنوں کو دور کرنے اور منافقین کا ذکر موجود ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا﴾[4]

اے ایمان والو! اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا، اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ دیکھ رہا تھا۔

کفار کی تمام چالیں ناکام ہوئیں اللہ نے اپنے دین کو سرخرو کیا۔ فتح مکہ ہوا، لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اسلام سارے عرب میں پھیل چکا تھا۔ آپ ﷺ کی زندگی کا مقصد رسالت اور دین حق کی اشاعت تکمیل ہو چکی تھی۔ حجۃ الوادع کے موقعہ پر آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے دین حق کے مکمل ہو جانے کی خبر دی۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[5]

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند فرمایا۔

---

[1] عبد اللہ بن اُبیّ بن سلول مدینہ کا ایک منافق سردار تھا، جو ظاہری طور پر مسلمان مگر دل سے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا۔

[2] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام 2/83

[3] ایضاً، 140

[4] الاحزاب: 9

[5] المائدہ: 3

آپ ﷺ کا اس دنیا سے رحلت فرمانے کا وقت قریب آ چکا تھا۔ بارہ ربیع الاوّل، 11 ہجری، بروز دوشنبہ (پیر) چاشت کے وقت، آپ ﷺ کے جسمِ اطہر سے روح پرواز کر گئی۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمرِ مبارک 63 سال تھی۔[1]

دور نبوی میں دشمنان اسلام نے اسلام کی شمع بجھانے کی بہت کوشش کی لیکن مسلمانوں کے حوصلے بلند تھے ایمان مضبوط تھے جنہوں نے صبر وبرداشت سے کام لیا۔ گھر بار کی قربانی اللہ کی راہ میں دی، استقامت سے کام لیا، جو اسلام کا بلاوجہ ڈر پھیلایا جارہا تھا اس کا ہمت سے مقابلہ کیا اسی ہمت کے بدولت اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

آج بھی اگر مسلمان ان اصولوں کو اپنائیں جو دور نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنائے تو بعید نہیں کی اسلاموفوبیا کا مقابلہ کر سکیں گے اور اسلام کی اُصل تصویر دنیا کو سامنے پیش کر سکیں۔

خلفاء راشدین کے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ:

خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا دور

جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تب منافقین نے دوبارہ سے سر اٹھالیا اور آپ ﷺ کے وصال کی خبر سنتے ہی منافقین کی سازش سے مدینہ میں خلافت کا فتنہ اٹھا لیکن حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اس معاملہ کو اپنی فراست سے سنبھالا اور اس طرح تمام مسلمانوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس طرح منافقین جو مسلمانوں میں پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہ ناکام ہوئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مسند خلافت پر آتے ہی مشکلات کا ایک پہاڑ سامنے آیا۔ ایک طرف مدعیان نبوت سامنے آئے، دوسری طرف مرتدین اسلام اور انکار زکوٰۃ کی جماعت۔ مسلیمہ کذاب نے دس ہجری میں نبوت کا دعوی کیا اس وقت آپ ﷺ حیات تھے۔ آپ ﷺ کو خط لکھا کہ میں آپ کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں، نصف آپ کا، نصف میرا۔

اسی طرح آپ ﷺ کے وصال کے بعد طلیحہ بن خویلد، جس کو بنو غطفان کی مدد حاصل تھی، اسود عنسی نے یمن میں اور مسلیمہ بن حبیب نے یمامہ میں نبوت کا دعوی کیا۔ عورتوں میں سجاح بنت حارثہ تمیمیہ نے سر اٹھایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کر کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے طلیحہ کی جماعت پر حملہ کیا لیکن وہ شام بھاگ گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر مسلیمہ کذاب پر حملہ کیا اور وہ وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا اس جنگ میں بہت سے حفاظ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے۔

---

[1] مسعود مفتی، سفیران خدا، 180

مرتدین کی سرکوبی کے لئے علاء بن محضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیج کر منذر بن نعمان کو قتل کیا، حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے لقیط بن مالک کو، زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ نے شاہان کندہ پر شب خون مار کر فتح حاصل کی۔[1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور امن وسکون سے گزر گیا، لیکن خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بے شمار فتنے برپا ہوئے۔ اس وقت کابل سے لے کر مراکش تک زمینیں مسلمانوں کے پاس آچکی تھی ان محکوم قوموں کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے انتقام کا جزبہ تھا، مقابلہ کرنے سے عاجز تھے کیونکہ اتنی قوت نہیں تھی اس لئے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بچھایا ان میں یہودی اور مجوسی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں ایسا افتراق پیدا کیا جائے کہ ان کی قوت پاش پاش ہو۔ مصر اس وقت سازش کا مرکز تھا ایک یہودی النسل نو مسلم عبد اللہ بن سبا نے عجیب وغریب عقائد بنائے اور سب مفسدوں کی جماعت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر متحد کیا۔ تمام ملک میں اپنے داعی پھیلا کر فتنہ وبد امنی پیدا کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر الزامات لگائے کہ آپ نے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر دیا، نااہل افراد کو عہدہ دیا، اپنے خاندان کو فوقیت دی وغیرہ۔ یہ مفسدین چاہتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ معزول ہو جائے، ان کے مطالبات تھے جن کو پورا کرنے کے لئے بصرہ، کوفہ، اور مصر کے فتنہ پردازوں نے آپس میں طے کر کے حج کے وضع میں مدینہ کا رخ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان کی شکایات دور کریں اور ان کو واپس بھیج دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جائز مطالبات پورے کرنے پر راضی ہوں، اس بات پر یہ جماعت واپس ہوئی۔ لیکن کچھ دنوں بعد یہ جماعت "انتقام انتقام" کی صدائیں دے کر واپس آگئی کہ دربار رسالت کا ایک قاصد ہمیں ملا اس کے پاس خط تھا جو والی مصر کے پاس ہماری گردن اڑانے کے بارے میں تھا۔ خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ نے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن مفسدوں کی جماعت اور بضد ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ اس قدر غافل ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی لاعلمی میں یہ سب ہو؟ آپ خلافت کے لیے موزوں نہیں۔ ان مفسدوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چالیس دن سخت محاصرہ کیا دانہ پانی بند کیا آخر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلافت میں آتے ہی پہلا فتنہ تو قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا ہوا، عرض وتفتیش کے بعد مجرموں کا پتہ نہ چل سکا اس لئے کاروائی نہیں کر سکے۔ اور اس بے اعتدالیوں کا سبب عمال تھے آپ رضی اللہ عنہ نے تمام عثمانی عمال کو معزول کر دیا، دوسری طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ واپس ہو رہی تھی، تو انہیں راستے میں شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا علم ہوا تو واپس مکہ لوٹ گئی اور قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی دعوت شروع کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ کی تیاریوں کا علم ہوا تو انہوں نے

---

[1] ندوی، معین الدین، خلفائے راشدین (اعظم گڑھ: مطبع معارف 1927ء)، 37-39

[2] ایضا، 166-183

بھی قصد کیا دونوں جماعتوں نے مصالحت کی کوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے، صلح کی گفتگو ترقی پر تھی۔ دونوں جماعتوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو صلح کے حق میں نہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں سبائی انجمن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا گروہ شامل تھا یہ سمجھے کہ اگر یہ صلح ہوگئی تو ان کی خیر نہیں۔ اس لئے رات کی اندھیری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج پر حملہ کیا، فریقین یہ سمجھے کہ دوسرے فریق نے دھوکہ دیا اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ بالکل اسی طرح جنگ صفین میں بھی تحکیم کو نہیں مانا، حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما نے عہد کیا کہ عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما قرآن و سنت کے مطابق جو فیصلہ کریں گے وہ تسلیم ہوگا، یہ سنتے ہی خوارج میں دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر کہا: ہم خدا کے سوا کسی کا فیصلہ نہیں مانتے اور شامی فوج پر حملہ کیا۔[1]

خلفاء راشدین کے دور میں بھی اسلام مخالف جماعتیں موجود تھی جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مختلف بہانے سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کی کوششوں میں تھا۔ مسلمانوں میں اتفاق کو ختم کرنا، ان کو آپس میں لڑوانا، غلط فہمیاں پیدا کرنا، ان کا اولین مقصد تھا جو کبھی مدعیان نبوت، کبھی منکرین زکوۃ، کبھی خوارج کی صورت میں سامنے آیا۔ یہ سب اسلام کا ڈر جو غیر ارادی طور پر ان کے ذہنوں میں تھا اس کا مختلف طرح سے اظہار کر رہے تھے، لیکن مسلمانوں نے استقامت سے کام لیا اپنی جانیں قربان کر دی مگر ہمت کے چٹان بنے رہے، تبھی آج ان کا نام زندہ ہے۔ آج کے مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھنا چاہیے اور اسلاموفوبیا کا مقابلہ ان کی سیرت سے صبر و تحمل، خود اعتمادی سے کرنا چاہیے۔

خلافت راشدہ کے بعد

منافقین اور خفیہ سازش کرنے والوں نے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کو بہت تکالیف دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تھوڑا سنبھل گئے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سازش کرنے والوں پر سختی فرمائی، عہد عثمانی رضی اللہ عنہ و عہد علی رضی اللہ عنہ میں ان شر پسندوں کو پھر موقع ملا، اور ان کی شرارتوں کے باعث حضرت عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوئی۔

خلفاء راشدین کے دور کے بعد اب بنو امیہ کے دور میں باقاعدہ طور پر اسلام کے خلاف نفرت و تعصب سے بھرے مناظراتی لٹریچر کا آغاز ہوا۔ اسلام کو ایک غیر الہامی مذہب قرار دینے کے لئے مختلف کتابیں لکھی گئی۔

نفرت و تعصب کی بنیادوں پر مناظراتی لٹریچر کا باقاعدہ آغاز مسیحی عالم یوحنا دمشقی نے شروع کیا 675ء میں دمشق کے مسیحی خاندان میں پیدا ہوا اور اس کا عربی نام "یحیٰی بن منصور" تھا۔ اس کا والد خلیفہ عبد الملک کے دربار میں اعلیٰ عہدہ دار تھا، اور پورے شام کے علاقے کے محصول کا سربراہ تھا۔ یوحنا دمشقی ایک ماہر فلکیات، ریاضی دان، ماہر موسیقی اپنے وقت کا مسیحی مستند عالم سمجھا جاتا تھا۔ یوحنا نے کئی موضوعات پر لکھا۔ اس کی ایک کتاب "بدعتوں کے متعلق"

---

[1] ندوی معین الدین، خلفائے راشدین، 228-240

کے سووں باب " اسماعیلیوں کی بدعت " میں آپ ﷺ، حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بت پرست قرار دیا، قرآن کی اکثر آیات پر تنقید کرتے ہوئے اسے من گھڑت قرار دیا۔ اس نے دین اسلام کے خلاف بھی کئی موضوعات لکھے۔ قرآن مجید کو بھی حضور ﷺ کی طرف سے لکھی ہوئی کتاب سمجھا اور اسے منگھڑت قرار دیا نعوذ باللہ۔ یوحنا دمشقی نے لاطینی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا اس مقصد کے لیے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کی آسمانی کتاب نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اپنی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اور ایک رسالہ لکھ کر اس میں آپ ﷺ پر تہمت لگائی کہ آپ ﷺ نے ایک پادری کے ساتھ مل کر بائبل کو مسخ کر کے قرآن بنایا اور اس کی نسبت "عبد المسیح بن اسحاق الکندی" کی طرف کر کے اسے تاریخی حیثیت دینا چاہا۔[1]

عہد عباسی میں "استاذ سیس" نامی شخص جو کہ خراسان سے تعلق رکھتا تھا نے نبوت کا دعوی کیا۔ ہرات، بادغیس اور سجستان کے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ خزیمہ بن خازم علیہ السلام نے بائیس ہزار کے لشکر سے اس فتنہ کو ختم کیا۔[2]

جب سے اسلام دنیا میں پھیلنا شروع ہوا تو اسلام مخالف حضرات نے اپنی کوشش تیز کر دی اور آپ ﷺ کی ذات مبارک پر حملے کیے۔ جب اسپین میں مسلمانوں کی حکومت قائم تھی تو "پروڈ ویاسکل" نے کتاب لکھی جس میں مسلمانوں کو عذاب الٰہی قرار دیا۔ ان کا "نظریہ" یہ تھا کہ مسلمانوں کا آنا عیسائیوں کے گناہوں اور ان کے ایمان کی کمزوری کا نتیجہ ہے، اور اللہ (یا ان کے مطابق "God") نے مسلمانوں کو ایک سزا کے طور پر بھیجا ہے تاکہ عیسائیوں کو سبق ملے۔[3]

صلیبی جنگوں کا اسلاموفوبیا کی تشکیل میں کردار

پہلی صلیبی جنگ 1096ء میں ہوئی، جب عیسائیوں نے مسلمانوں سے بیت المقدس چھیننے کے لئے کی اور یہ جنگ 1099ء تک جاری رہی۔ لیکن عیسائیوں کی مسلمانوں سے دشمنی پرانی ہے، جب سے اسلام پھیلنا شروع ہوا تو اسی وقت سے یہود و نصاریٰ کو اپنی قوت کھو جانے کا خوف ہوا تو فوراً اسلام کے خلاف اعلان جنگ کر دیا مسلمانوں نے ان کی مضبوط ترین مملکت کو شکست دے کر ان پر قبضہ کر لیا، تو عیسائیوں کے دل میں مسلمانوں کے لیے نفرت شدید ہو گئی۔ اسلام مخالفانہ کاروائیوں کے باوجود اسلام دنیا میں پھیلتا چلا گیا۔ اسلامی سلطنت شام، عراق، ماوراء النہر، ایران

---

[1] خدیجہ عزیز، اسلاموفوبیا کی اساسی اور تدریجی تشکیل 11/9 کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ (مقالہ برائے پی۔ایچ ڈی 64، یونیورسٹی آف پشاور 2012)، 64

[2] معین الدین، شاہ، تاریخ اسلام (لاہور: مکتبہ اسلامیہ 2011) 3 / 33

[3] سید صباح الدین عبد الرحمان، اسلام میں مذہبی رواداری، (اعظم گڑھ: دار المصنفین شبلی اکیڈمی 1998)، 180

،ہندستان، مصر اورافریقہ کے بعض حصوں میں قائم ہوئی، پھر اسپین، فرانس اور سسلی میں ان کی حکومت قائم ہو گئی۔ مسلمانوں کی یہ کامیابی دیکھ عیسائی ان کو پسپا کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔[1]
اور اس طرح صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا جو کہ گیارہوں صدی سے کر تیرہوں صدی کے دوران ہوئی یہ صلیبی جنگیں بہت تباہ کن تھیں بہت سے لوگوں کو عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا اگر وہ انکار کرتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ ان صلیبی جنگوں کے تین مرحلے تھے۔

پہلا مرحلہ

اس مرحلہ میں آٹھ جنگیں ہوئی "پہلی جنگ" 1096ء کو ہوئی۔ پوپ اربن دوم نے عیسائیوں کو اکسایا تھا، بیت المقدس، فلسطین اور اس سے ملحقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور یہاں موجود تمام مرد، عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا، مسجد اقصی میں جن لوگوں نے پناہ لی تھی ان کو بھی قتل کر دیا۔ "دوسری جنگ "1147ء سے 1149ء تک رہی اس کا مقصد مسلمانوں کو عیسائیوں کے پاس مقبوضہ علاقوں کو آزاد کرانے سے روکنا تھا۔ عماد الدین زنگی کے وفات کے بعد فوج کی کمان ان کے بیٹے نورالدین زنگی نے سنبھال کر عیسائیوں کو ناکام کر دیا۔ "تیسری جنگ "1189 سے 1192ء تک لڑی گئی اس جنگ میں یورپ کے تمام عیسائی شامل تھے، عیسائی فوجوں کی کمان انگلستان کے بادشاہ (رچرڈ شیر دل) فرانس کا بادشاہ (فلپ) اور جرمنی کا بادشاہ (فریڈرک) کے ہاتھ میں تھی۔ اس کا مقصد مسلمان جنرل صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں بیت المقدس کو آزاد کرنے روکنا تھا، لیکن عیسائی ناکام ہوئے۔ "چوتھی صلیبی جنگ" 1202 سے 1204ء میں ہوئی اس جنگ میں عیسائیوں میں ہی نااتفاق ہوئی۔ "پانچویں صلیبی جنگ" 1218 سے 1221 تک ہوئی عیسائیوں نے مصر پر حملہ کیا، لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ "چھٹی جنگ " 1228 سے 1229 تک ہوئی، اس کی سربراہی جرمنی کا بادشاہ فریڈرک دوم کر رہا تھا، جنگ نہیں ہوئی 'لیکن مصلحتا ملک کامل ایوبی نے بیت المقدس عیسائیوں کے حوالے کر دیا مسلمانوں نے 1244ء میں دوبارہ بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ ساتویں جنگ فرانس کے بادشاہ لوئی نہم نے کی لیکن ان کو شکست ہوئی۔ آٹھویں جنگ میں لوئی نہم اور انگلستان کا بادشاہ ایڈورڈ شامل تھے اور تیونس پر حملہ کیا۔[2]

---

[1] سر جارج ڈبلیو، مترجم: عبدالحلیم شرر، خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز (لاہور: دارالابلاغ پبلشرز 2010ء)، 23

[2] جارج ڈبلیو، خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز، ص:25-26

دوسرا مرحلہ

تیرہویں صدی کے آواخر سے لے کر چودھویں صدی کے شروع میں ظہور پذیر ہوا۔ مسلمانوں کی حکومتوں پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے انگریز، فرانسیسی، ہسپانوی ،جرمن حکومتوں نے مہم شروع کر دی۔ مسلمانوں کو قتل کر کے مراکش، شام، فلسطین، ملائیشا، انڈیا، سینی گال، فلپائن پر قبضہ کر لیا۔[1]

تیسرا مرحلہ

صلیبی مہمات کا تیسرا مرحلہ "نو مولود عیسائی انتہا پسند"(Reborn Christians) کا ہے اس میں جارج بش[2]، ٹونی بلیئر[3]، نیکولا سرکوزی[4] اور دوسرے عیسائی حکمرانوں نے مسلمانوں کے خلاف نہ صرف منصوبے بنائے بلکہ ان پر عمل کرتے ہوئے ایران، عراق کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا، اس کے تیل پر قبضہ کر دیا اس طرح متحدہ امارات، سعودی عرب، بحرین و قطر کے ذخائر پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ بش اور بلئیر نے اس بات پر فخریہ اعلان کیا کہ وہ نو مولود عیسائی ہیں، اور وہ اپنا فرض سمجھ کر یہود کی مدد اور مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں۔[5]

مغرب اپنی سیاسی، فکری اور عسکری طاقت سے مسلمان ممالک کو مغلوب رکھنے اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقیدے پر بھی حملہ کر رہا ہے۔ آج مغربی ممالک میں مسلم آبادیوں کی نقل مکانی سے ان کو یہ خدشہ لاحق ہوا ہے کہ کہی تمام مغرب مسلم دنیا میں تبدیل نہ ہو جائے۔ اس لئے مغربی دنیا مسلمانوں کے خلاف مختلف حربے بروکار لانے میں متحرک نظر آتی ہے۔

تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام دشمن عناصر کا وجود اُسی وقت سے ہے جب نبی کریم ﷺ نے دینِ اسلام کی دعوت کا آغاز فرمایا۔ ابتدائی مخالفت کرنے والوں میں نمایاں طور پر یہود اور نصاریٰ شامل تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہودی قبائل نے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف متعدد سازشیں کیں، عہد شکنی کی، اور اسلام کو کمزور کرنے کی کوششیں کیں۔

---

[1] سر جارج ڈبلیو، خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز، ص 26

[2] سابق امریکی صدر، نائن الیون کے بعد (War on Terror) شروع کی، افغانستان اور عراق پر حملے کیے، جس پر عالمی سطح پر شدید تنقید ہوئی۔

[3] سابق برطانوی وزیر اعظم، جارج بش کا قریبی اتحادی تھا، اور امریکہ کے ساتھ مل کر افغانستان اور عراق کی جنگ میں شامل ہوا۔ برطانیہ کے اندر اور باہر اس فیصلے پر سخت تنقید کی گئی۔

[4] فرانس میں اسلام اور مہاجرین کے حوالے سے سخت پالیسیوں کے لیے مشہور، پردہ پر پابندی جیسے اقدامات کیے، جن پر اسلاموفوبیا کو فروغ دینے کے الزامات لگے۔

[5] جارج ڈبلیو، خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز، ص: 27

نصاریٰ اُس وقت کی سپر پاور رومی سلطنت (Byzantine Empire) سے وابستہ تھے، جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے خلاف متعدد جنگیں لڑیں۔ جب یہ قوتیں مسلمانوں کے ہاتھوں **غزوۂ موتہ، یرموک**، اور شام و مصر کی فتوحات میں شکست کھا گئیں، تو ان کی دشمنی اور نفرت مزید شدید ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے عسکری محاذ پر شکست کے بعد فکری، تہذیبی، اور نفسیاتی جنگ کا آغاز کیا۔

اسلامی تہذیب و تمدن کو زک پہنچانے کے لیے مغرب نے ایک طویل المدتی منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کو علمی، اخلاقی اور تہذیبی طور پر کمزور کرنا شروع کیا۔ استعمار (Colonialism) کے دور میں مسلمانوں کو تعلیمی اور عدالتی نظام سے محروم کر دیا گیا، اور ان کی زبان، لباس، ثقافت، اور دینی شعور کو مٹانے کی کوشش کی گئی۔

جب ان کی ظاہری جنگیں اور سیاسی سازشیں مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکیں، تو انہوں نے مسلمانوں میں فکری غلامی، مغربی تعلیم کی اندھی تقلید، اور دینی شناخت سے دوری پیدا کرنے کی چال چلی، جو بدقسمتی سے مؤثر ثابت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے ہی ان کی چالوں سے مسلمانوں کو باخبر کر دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [1]

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی اُنہیں دوست بنائے گا، تو وہ (بھی) انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ آیت ہمیں متنبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کی دینی، فکری اور تہذیبی شناخت کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی غیر اسلامی طرزِ فکر اور تہذیبی تسلط سے بچیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو اخلاق، علم، اتحاد اور ایمان کے ہتھیاروں سے دوبارہ لیس کریں تاکہ وہ عالمی سطح پر اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔

---

[1] المائدہ:51

مبحث دوم

اسلاموفوبیا کا ارتقاء جدید دور میں

صلیبی جنگیں یورپ اور مسلم دنیا کے درمیان ہونے والی وہ طویل جنگیں تھیں جنہوں نے مغربی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مستقل نظریاتی اور ثقافتی تعصبات کو جنم دیا۔ تیرہویں صدی کے بعد، جب صلیبی جنگوں میں یورپی طاقتوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا، تو یہ نفرت اور خوف نئی شکل میں آگے بڑھا، جو بعد میں استشراق(Orientalism)، استعمار(Colonialism)اور جدید میڈیا کے ذریعے اسلاموفوبیا کی شکل میں ظاہر ہوا۔ صلیبی جنگوں میں یورپ کی شکست اور مشرقِ وسطیٰ میں اسلامی قوت کی برتری نے مغربی ذہن میں مسلمانوں کے خلاف مستقل دشمنی کو جنم دیا۔ بعد میں مستشرقین نے سائنسی اور علمی لبادے میں اسلام کی تصویر کو مسخ کرنے کا بیانیہ تشکیل دیا جس سے اسلاموفوبیا کو فروغ ملا۔[1]

صلیبی جنگوں کے بعد مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کو غیر مہذب اور دقیانوس کے طور پر پیش کیا گیا، جس کی وجہ سے اسلاموفوبیا کو مزید تقویت ملی۔

1۔ صلیبی جنگوں کے بعد اسلاموفوبیا کے ابتدائی محرکات

یورپ میں شکست کا ردعمل

جب صلیبی جنگوں میں یورپ کو شکست ہوئی، تو یہ صرف عسکری ناکامی نہیں تھی بلکہ ایک تہذیبی اور مذہبی جھٹکا بھی تھا۔ یورپ نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے اسلام کو ایک "دشمن تہذیب" کے طور پر پیش کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں کو"وحشی"،"بربر"،اور"خونخوار" کے طور پر دکھایا گیا تاکہ یورپی عوام کے اندر مسلمانوں کے خلاف جذبات پیدا کیے جا سکیں۔[2]

یہ بیانیہ کیتھولک چرچ اور بادشاہوں نے فروغ دیا تاکہ عوام میں اتحاد اور مذہبی جوش کو برقرار رکھا جا سکے۔

گیارہویں صدی کے یورپ کا سماجی اور سیاسی پس منظر کافی تاریک تھا، پوپ کو ایک دشمن کی ضرورت تھی تاکہ باہمی اختلافات میں گھری ہوئی گروہوں کی توجہ ہٹائی جا سکے، اور مشرق میں لاطینی اور یونانی کلیسا کو دوبارہ متحد کر کے پوپ کی برتری قائم اور برقرار رکھی جا سکے۔ جب مسلمانوں کے خلاف بازنطینی سلطنت کی مدد کے لیے ایک درخواست

---

[1] Edward W. Said. *Orientalism*, (New York: Patheon Books, 1978) P: 52

[2]Esposito, John L., and Dalia Mogahed. *Who Speaks for Islam? What a billion Muslims Really Think*. (New York: Gallup Press,2007), p:46

موصول ہوئی، تو پوپ اربن دوم نے انتہائی چالاکی سے اسے اپنے مقاصد کے حصول کے ایک موقع میں تبدیل کر دیا۔ مسلمانوں کو دشمن بنا دیا گیا۔ پوپ اربن دوم نے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے مختلف علامتی اور مذہبی حربے ایجاد کیے اور استعمال کیے، اس نے مسلمانوں کو ایک شیطانی نسل کے طور پر پیش کیا جو ان کے علاقوں پر قابض تھی۔ اور یہی بیانیہ آج تک زندہ ہے۔ مذہب کا کردار اس وقت تقریباً وہی تھا جو آج کے دور میں سیاسی نظریات کا ہے۔[1]

"مسلمانوں کو مذہبی اور سیاسی حریف کے طور پر دیکھنے کا مغربی رجحان ہی اسلام کے خلاف بیشتر معاندانہ بیانیے کی بنیاد ہے، تاہم، جدید دور میں مذہبی وجوہات کے بجائے سیاسی محرکات زیادہ غالب آ گئے ہیں۔[2]

تاریخی شواہد یہ ثابت کرتے ہیں کہ عیسائی دنیا میں مسلمانوں کے خلاف دشمنی کی جڑیں صلیبی جنگوں سے پہلے، بلکہ ساتویں اور آٹھویں صدی میں بھی موجود تھیں، اگرچہ اس وقت یہ مخالفت زیادہ شدت اختیار نہیں کر سکی تھی۔ تاہم، نویں صدی کے وسط میں یہ رجحان تبدیل ہونا شروع ہوا۔[3]

مسلمانوں کے زیرِ حکومت اور آرتھوڈوکس بازنطینی علاقوں میں عیسائیوں نے مغرب میں اسلام مخالف بیانیے کی بنیاد رکھنے میں مدد دی، جن کا حقیقت میں مسلمانوں کے اصل اعمال، اقوال یا عقائد سے تعلق نہیں تھا۔ اور یہ سب کچھ اسلام کا مذاق اڑانے، عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنے، اور عرب ثقافت سے محفوظ رکھنے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔[4]

گیارہویں صدی کے آغاز میں، مسلمانوں کے خلاف عیسائی دشمنی انتہا پر نہیں تھی۔ مسلمان ابھی تک یقینی طور پر عیسائیت کی بقا کے لیے کوئی بڑا خطرہ بھی نہیں سمجھے جاتے تھے۔ صلیبی جنگوں کے آغاز کے ساتھ ہی صورت حال میں تبدیلی واقع ہوئی۔ پوپ اربن دوم نے مسلمانوں کی تصویر کو عیسائی دشمنی کے مرکزی نقطے کے طور پر متعین کیا۔ تاریخ کے اسی موڑ پر مسلمانوں کو عیسائیت اور عیسائی دنیا (Christendom) کا بنیادی دشمن بنا دیا گیا۔

---

[1] Mastnak, Tomaz. *Western Hostility toward Muslims: A History of the Present in Islamophobia / Islamophilia: Beyond the Politics of Enemy and Friend*. Ed, Andrew Shryock (Bloomington and Indianapolis: Indiana Universty Press, 2010) p: 33

[2] Green, Todd H. *The Fear of Islam: An Introduction to Islamophobia in the West*. (Minneapolis: Fortress Press, 2015), p:36

[3] Mastnak, *Western Hostility toward Muslims: A History of the Present in Islamophobia*, p: 31

[4]lyonos, Jonathan. *Islam through western Eyes: From the Crusades to the War on Terrorism* (New York: Columbia University Press, 2014), p: 52

اس وقت "مسلم دنیا کو محض ایک متضاد نظام (antithetical system) ایک سماجی دجال (social Antichrist)" کے طور پر پیش کیا گیا۔

گیارہویں صدی کے آخر میں، عیسائی دنیا میں اتحاد اور امن کے لیے ایک مضبوط کوشش جاری تھی۔ اسی وقت مسلمانوں کو عیسائیت اور عیسائی دنیا کا دشمن قرار دیا گیا۔ درحقیقت، مسلمانوں کو دشمن بنا کر پیش کرنا ہی عیسائی دنیا کے اتحاد کی بنیاد بنا۔ وہ متحدہ عیسائی معاشرہ، جس نے صلیبی جنگوں کی شکل میں حقیقت اختیار کی۔ یہ نئی مقدس جنگ (Holy War) اس وقت تک ممکن نہیں تھی جب تک دشمن کی یہ تصوراتی تصویر مکمل نہ کر لی جاتی۔[1]

علمی اور ادبی دنیا میں اسلام کی منفی تصویر

تیرہویں صدی کے بعد، مغربی یورپ میں مسلم دنیا کے خلاف ایک منظم فکری یلغار شروع ہوئی۔ مغربی علماء اور پادریوں نے اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا شروع کیا۔ "لیجنڈ آف صلاح الدین" جیسی کہانیاں لکھی گئیں جہاں صلاح الدین ایوبی کو ایک عظیم مگر غیر مہذب حکمران کے طور پر پیش کیا گیا۔

[2]ڈانٹے (Dante) کی مشہور کتاب "The Divine Comedy" میں حضرت محمد ﷺ کو دائرۂ جہنم میں دکھایا گیا، جو یورپی عوام کے اندر اسلام کے خلاف نفرت کو مزید بڑھانے کا ذریعہ بنا۔

2۔ استشراق اور اسلاموفوبیا کی علمی بنیادیں

مستشرقین (Orientalists) کی تحقیقات

تیرہویں اور چودھویں صدی میں مستشرقین (Orientalists) نے اسلام پر تحقیقات کا آغاز کیا، لیکن یہ زیادہ تر تعصب پر مبنی تھیں۔ رابرٹ آف کیٹن (Robert of Ketton) نے قرآن کا پہلا لاطینی ترجمہ 1143 میں مکمل کیا، لیکن اس میں کئی تحریفات شامل کی گئیں تاکہ اسلام کو غیر معقول مذہب کے طور پر پیش کیا جا سکے۔[3]

---

[1] mastnak, The New Crusades, p: 205

[2] ڈانٹے الگیری ایک مشہور اطالوی شاعر، مصنف، اور فلسفی تھے۔ ان کی پیدائش فلورنس، اٹلی میں تقریباً مئی 1265ء میں ہوئی۔ وہ اپنی تصنیف "دی ڈیوائن کامیڈی" کے لئے مشہور ہیں، جو اطالوی ادب کی ایک اہم نظم اور قرون وسطیٰ کی عظیم ترین ادبی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ یہ نظم تین حصوں انفرنو، پورگاتوریو، اور پیراڈائسو پر مشتمل ہے۔ ڈانٹے نے نظم کی شکل میں انسان کی روحانی اور دنیوی منزل کی عکاسی کی ہے۔ ان کی نظم میں جہنم، پورگاتوری اور جنت کے سفر کو ایک علامتی شکل میں پیش کیا گیا۔

[3] روبرٹ آف کیٹن ایک انگریزی ماہر فلکیات، مترجم اور پادری تھے، جن کا لاطینی ترجمہ قرآن 1543ء میں شائع ہوا اور چار صدیوں تک معیاری سمجھا گیا۔ ان کی ترجمہ کاری کو چرچ نے مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا، جس سے مغرب میں اسلام کی تفہیم متاثر ہوئی۔

[1] ریمنڈ مارٹینی (Raymond Martini) جیسے پادریوں نے اسلام پر تنقیدی کتابیں لکھیں اور مسلمانوں کو "کافر" اور "دھوکہ باز" قرار دیا۔

اسلامی سائنس اور فلسفے کے خلاف ردعمل

مسلمانوں کی علمی ترقی، جیسے ابن رشد (Averroes) اور ابن سینا (Avicenna) کی تعلیمات نے یورپی مفکرین کو متاثر کیا، لیکن ساتھ ہی ساتھ اسلام کے خلاف تعصب بھی برقرار رہا۔ یورپی یونیورسٹیوں میں اسلامی سائنس پڑھائی جانے لگی، مگر اسلام کو ایک غیر مہذب 'مذہب' قرار دیا جاتا رہا۔ یونانی فلسفہ، جو مسلمانوں نے محفوظ کیا تھا، یورپ میں دوبارہ متعارف کرایا گیا، لیکن مسلم اسکالرز کے کاموں کو نظر انداز کیا گیا۔ گیارہویں صدی سے لے کر سترہویں صدی کے وسط تک، مغربی مصنفین کے طنزیہ حملے اکثر ایک مستقل احساسِ کمتری (inferioritycomplex) کا نتیجہ تھے۔ سترہویں صدی کے دوران، عرب تہذیب کے ساتھ ساتھ مسلم ریاستیں سیاسی طور پر مغرب کے لیے خطرہ بننا بند ہو گئیں، اور مغرب نے نئے سیکولر نظریات کو فروغ دینا شروع کیا، جنہوں نے مذہب کو مسجد یا کلیسا تک محدود رکھا۔ لہٰذا، جدید دور میں مسلمانوں کے خلاف طنزیہ اور تحقیر آمیز رویے کسی احساسِ کمتری سے نہیں، بلکہ یورپی مرکزیت پر مبنی ثقافتی برتری (Eurocentric sense of cultural superiority) کے احساس سے جنم لیتے ہیں۔[2]

3۔ نشاۃِ ثانیہ (Renaissance) اور اسلاموفوبیا

عثمانی خلافت اور مغربی خوف

تیرہویں صدی کے بعد اسلاموفوبیا کا ایک بڑا محرک عثمانی سلطنت کا عروج تھا۔ عثمانیوں نے قسطنطنیہ (1453) فتح کیا، جس نے مغربی عیسائی دنیا کو ایک اور تہذیبی دھچکا دیا۔ مغرب میں "ترک فوبیا" (Turkophobia) کی اصطلاح عام ہوئی، جس میں عثمانیوں کو وحشی اور سفاک دشمن کے طور پر پیش کیا گیا۔ مغربی فنونِ لطیفہ اور ادب میں مسلمانوں کو ایک مسلسل خطرے کے طور پر دکھایا جانے لگا۔ تیرہویں صدی کے بعد اسلاموفوبیا کے ایک بڑے محرکات میں سے ایک عثمانی سلطنت کا عروج تھا۔ مغربی دنیا کے لیے یہ ایک نہایت تشویش ناک حقیقت تھی کہ ایک

---

[1] ریمونڈ مارٹینی 13ویں صدی کے ڈومینیکن پادری اور عالم تھے، جنہوں نے اپنی تصنیف *Pugio Fidei* (1278) میں عیسائیت کا دفاع اور اسلام پر تنقید کی۔ انہوں نے "روبرٹ آف کیٹن" کے لاطینی ترجمہ قرآن سے استفادہ کیا۔ ان کا کام قرونِ وسطیٰ میں اسلاموفوبیا کے تاریخی پس منظر اور عیسائی مسلم تعلقات پر اثرانداز ہوا۔

[2] Blanks, David R. and Michael Frassetto. *Western Views of Islam in Medieval and Early Modern Europe*. (New York: St. Martin Press, 1998), p: 14

مسلم خلافت یورپ کی سرحدوں تک نہ صرف پہنچ چکی تھی بلکہ اپنی فتوحات کے ذریعے یورپ کے قلب میں داخل ہونے کے امکانات بھی رکھتی تھی۔

1453ء میں عثمانی سلطان (محمد ثانی) جنہیں بعد میں "محمد فاتح "کے لقب سے جانا گیا' نے قسطنطنیہ کو فتح کیا، جو کہ اس وقت مشرقی رومی سلطنت (بازنطینی سلطنت) کا دارالحکومت تھا۔ یہ واقعہ عیسائی دنیا کے لیے تہذیبی، مذہبی اور سیاسی لحاظ سے نہایت اہم اور صدمہ خیز تھا، کیونکہ قسطنطنیہ کو صدیوں سے مسیحی تہذیب کا مرکز تصور کیا جاتا تھا۔ اور عیسائیت کا ایک مضبوط گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ عثمانیوں کی اس غیر معمولی عسکری کامیابی نے یورپ میں ایک خوف کی فضا پیدا کر دی، جسے بعد میں "ترک فوبیا" (Turkophobia) کا نام دیا گیا۔[1]

عثمانی فتوحات کے بعد مغربی دنیا میں ترکوں کو وحشی، غیر مہذب اور سفاک دشمن کے طور پر پیش کرنے کا عمل شروع ہوا۔ مختلف تحریروں، مذہبی خطبات، اور فنونِ لطیفہ میں عثمانی مسلمانوں کو ایسے دشمن کے طور پر دکھایا گیا جو یورپ کی تہذیب اور عیسائیت کے لیے سب سے بڑا خطرہ تھا۔

مغربی ادب اور فنونِ لطیفہ میں منفی تصویر کشی

مغربی ادب میں ترکوں کو اکثر ظالم اور غیر انسانی کرداروں کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔ شیکسپیئر جیسے بڑے ڈرامہ نگار کے کئی ڈراموں میں ترک کرداروں کو منفی انداز میں پیش کیا گیا۔ یورپی مصوروں نے عثمانی حکمرانوں اور سپاہیوں کی ایسی تصاویر بنائیں جن میں انہیں خوفناک اور خونخوار دکھایا گیا۔ عیسائی کلیسا نے ترکوں کے خلاف نفرت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ پوپ نے ترکوں کو "شیطان کی فوج"(Army of Satan) قرار دیا اور عیسائی عوام کو ان کے خلاف جنگ کے لیے ابھارا۔[2]

4۔ استعماری نظریات اور اسلاموفوبیا

سولہویں اور سترہویں صدی میں جب مغربی یورپی طاقتوں نے مسلم دنیا میں نوآبادیاتی مہمات (Colonial Campaigns) کا آغاز کیا تو اسلام کو ایک بڑی رکاوٹ سمجھا گیا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یورپی نوآبادیاتی طاقتوں نے اسلاموفوبیا کو اپنے استعماری منصوبوں کے لیے استعمال کیا۔

1830 میں فرانس نے الجزائر پر قبضہ کرتے وقت مقامی مسلمانوں کو نہ صرف ثقافتی طور پر پسماندہ بلکہ غیر مہذب اور وحشی (barbaric) قوم کے طور پر پیش کیا۔ اس استعماری بیانیے کو جواز بنانے کے لیے انہیں ایک 'ناکارہ' اور

---

[1] Angold, Michael. *The Fall of Constantinople to the Ottomans: Context and Consequences. (*London: Routledge.2014), p: 80-105

[2] سید صباح الدین، عبدالرحمن، اسلام اور مستشرقین (انڈیا: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، 1985) ،138

'پسماندہ' ثقافت کی نمائندگی کرنے والا دکھایا گیا تاکہ استعمار کی کارروائیوں کو اخلاقی طور پر جائز ٹھہرایا جا سکے۔ فرانس کی یہ حکمت عملی آج بھی استعمار کے اثرات کے طور پر عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کی صورت میں موجود ہے۔[1]

برطانیہ نے ہندوستان میں اپنے استعماری مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اسلام کو ایک "جنونی مذہب" کے طور پر پیش کیا۔[2]

قرونِ وسطیٰ کے Crusades اور Reconquista میں مسیحی بیانیے نے مسلمانوں کو licentious and barbaric, ignorant and stupid, unclean and inferior جیسے القابات سے پیش کیا جبکہ اسپین 1492 Reconquista میں انہیں "Other to be excised" یعنی "ہٹائے جانے والا غیر" قرار دیا گیا یہ بیانیہ آج بھی جدید مغربی دنیامیں اسلاموفوبیا کی مختلف شکلوں میں نظر آتا ہے۔[3]

عثمانی خلافت کے عروج کے بعد مغربی دنیا میں ترک فوبیا اور اسلاموفوبیا کو ایک مستقل نظریاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد مغربی ادب، فنونِ لطیفہ، اور مذہبی خطبات میں ترکوں اور مسلمانوں کو ایک "وحشی دشمن" کے طور پر پیش کیا گیا۔ مستشرقین نے اسلامی دنیا کو "مردِ بیمار" قرار دے کر نوآبادیاتی مقاصد کے لیے اسلاموفوبیا کو استعمال کیا۔ یورپی استعماری طاقتوں نے اسلام کو ایک "رکاوٹ" قرار دے کر اپنے سامراجی عزائم کی تکمیل کی۔

چنانچہ مغربی استعمار نے اسلاموفوبیا کو بطور ہتھیار استعمال کیا تاکہ:

1. اسلام اور مسلمانوں کو پسماندہ، دقیانوسی اور ترقی میں رکاوٹ کے طور پر پیش کیا جا سکے۔
2. نوآبادیاتی تسلط کو جواز فراہم کیا جا سکے کہ مسلمانوں پر حکومت کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ خود حکمرانی کے قابل نہیں۔
3. مسلمانوں کی ثقافت اور نظام کو کمزور کرنے کے لیے اسلام کو غیر ترقی پسند مذہب کے طور پر دکھایا جا سکے۔

---

[1] Said, *Orientalism*, p: 55-68

[2] Churchill, Winston S. *The River War: An Account of the Reconquest of the Soudan*. (London longmans, Green and Co), p: 248-249

[3] Carr, James. *Islamophobia, Neoliberalism, and the Muslim Other'*, Insight Turkey Vol. 23, No. 2 (2021)

مستشرقین اور "مردِ بیمار" کا نظریہ

سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں مستشرقین (Orientalists) نے اسلامی دنیا کے بارے میں ایک مخصوص بیانیہ تشکیل دیا جس کے مطابق عثمانی سلطنت کو "یورپ کا مردِ بیمار" (The Sick Man of Europe) کہا گیا۔ یہ اصطلاح پہلی بار انیسویں صدی میں روسی زار نکولس اول (Nicholas I) نے استعمال کی تھی۔ اس اصطلاح کے پیچھے مغربی طاقتوں کی یہ حکمت عملی کارفرما تھی کہ عثمانی خلافت کو زوال پذیر، کرپٹ اور پسماندہ دکھایا جائے تاکہ یورپ میں عوام کو یہ باور کرایا جاسکے کہ عثمانیوں پر غلبہ پانا آسان ہے۔ نوآبادیاتی مداخلت کو جواز دیا جاسکے کہ مسلمان خود حکمرانی کے قابل نہیں۔ اسلامی خلافت کے نظریے کو کمزور کر کے مسلمانوں میں فکری انتشار پیدا کیا جا سکے۔[1] یہی بیانیہ آج بھی کئی مغربی حلقوں میں جاری ہے، جہاں اسلاموفوبیا کو مسلمانوں کے خلاف ایک نظریاتی جنگ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

5۔ جدید ٹیکنالوجی کے دور میں اسلاموفوبیا

آج اسلاموفوبیا ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے۔ یہ اصطلاح بیسویں صدی کے اوائل میں "Etienne Diet" نے 1921ء میں استعمال کیا، پھر 1991 میں ایک امریکی رسالہ "Insight Magazine" میں یہ اصطلاح استعمال ہوئی تاہم اسے اہمیت اس وقت ملی جب 1997 میں رنی میڈ ٹرسٹ (Runnymede Trust) ایک برطانوی (جو نسلی اور ثقافتی تنوع کے مسائل پر کام کرتا ہے) ادارہ نے اپنے ایک تحقیقی رپورٹ میں اسلاموفوبیا کے متعلق بعنوان: "Islamphobia: A challenge for us all" رپورٹ متعارف کرائی۔

اس رپورٹ میں اسلاموفوبیا کو یوں بیان کیا گیا:

"مسلمانوں کے خلاف بے بنیاد دشمنی" کا اصطلاحی اظہار، جو اسلام کے خلاف شدید خوف یا نفرت کی وضاحت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں زیادہ تر مسلمانوں کا بے یقینی خوف پیدا ہوتا ہے۔"[2]

اس اصطلاح کو متعارف کرانے کی وضاحت کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا کہ برطانیہ میں بالخصوص اور یورپ میں عمومی طور پر مسلمانوں کے خلاف تعصب اتنی تیزی سے اور اتنی بڑی سطح پر بڑھ چکا ہے کہ لغت میں ایک نئی اصطلاح شامل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ اس سنگین سماجی مسئلے کی شناخت کی جاسکے اور اس کے خلاف اقدامات کیے

---

[1] ڈاکٹر رحیم حق، ایشیا کا مرد بیمار، جنگ، 02 اکتوبر، 2014

[2] Commision on British Muslim and Islamophobia. *Islamophobia: A Challenge for Us All* (London: Runnymede Trust, 1994)

جا سکیں۔ یہ اصطلاح عمومی زنوفوبیا[1] (Xenophobia) اور یہود دشمنی[2] (Anti-Semitism) کی بنیاد پر تشکیل دی گئی تھی۔

اسلاموفوبیا کی اصطلاح کی مخالفت

رنی میڈ ٹرسٹ کی رپورٹ کے بعد "اسلاموفوبیا" کی اصطلاح کو عوامی اور سیاسی حلقوں میں غیر معمولی شہرت ملی۔ تاہم، سیاست دانوں اور تجزیہ کاروں کی ایک بڑی تعداد نے اس اصطلاح کو مسترد کر دیا، کیونکہ وہ "اسلام پسندوں" (Islamists)، مسلمانوں یا اسلام پر تنقید کا اپنا حق برقرار رکھنا چاہتے تھے۔

2006ءمارچ میں 12 مصنفین نے ایک بیان جاری کیا جس میں انہوں نے اس اصطلاح کو غلط قرار دے کر کہا کہ مسلمانوں کے ساتھ جو بھی ہو رہا ہے وہ نسل پرستی کی ایک قسم ہے ،لہٰذا اسے الگ سے نام (اسلاموفوبیا) دینے کی ضرورت نہیں، مسلمانوں کی غلط حرکات ہی اس کا سبب بنی، اس لئے دین اسلام کے پیروکاروں کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے نہ کہ ان کے خلاف اٹھنے والی آواز کو خاموش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔[3]

ڈینیل پائپس (Daniel Pipes)، جو ایک "نئی قدامت پسند" (Neo-Conservative) امریکی مصنف اور سیاسی تجزیہ کار ہیں، ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں متعصبانہ خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اسلاموفوبیا کو مسترد کرتے ہوئے اسے "مسلم انتہا پسندوں کے تحفظ کا بہانہ" قرار دیا اور یہ سوال اٹھایا کہ "کیا اسلام کا خوف یقینی نہیں ہے؟

آج کے دور میں اسلام کے پیروکار غیر مسلموں کے خلاف دنیا بھر میں زبانی اور جسمانی جارحیت میں اگے ہیں مسلمانوں کو اس ناقابلِ اعتبار اصطلاح "اسلاموفوبیا" کو ترک کر دینا چاہیے اور اس کے بجائے دیانت دارانہ غور و فکر کرنا چاہیے۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ اسلام کے پیروکاروں نے اپنے مذہب کو قتل کی حوصلہ افزائی کرنے والے مذہب میں تبدیل کر دیا ہے۔ جیسا کہ القاعدہ کا نعرہ ہے "تم زندگی سے محبت کرتے ہو، ہم موت سے محبت کرتے ہیں"

اس لئے اسلام کا خوف یقینی طور پر موجود ہے اور مسلمانوں کو ایسی حکمتِ عملی تیار کرنی چاہیے جس کے ذریعے وہ اپنے مذہب کو اس خوف سے نجات دلا سکیں۔[4]

---

[1] زنوفوبیا ایک ایسا تعصب ہے جس میں کسی فرد یا گروہ کو صرف اس لیے ناپسند کیا جاتا ہے کیونکہ وہ "اجنبی" یا "غیر ملکی" ہوتے ہیں۔

[2] یہودیوں کے خلاف نفرت، تعصب، یا امتیازی سلوک کو اینٹی سیمیٹزم کہا جاتا ہے، خواہ وہ مذہبی، نسلی، یا سیاسی بنیاد پر ہو۔

[3] شہاب، محمد، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا (نئی دہلی: ایفا پبلی کیشنز 2010), 431

[4] Daniel Pipes. “Islamophobia, New York Sun, 7/13/2025 5:04,http://www.dinielpipes.org/3075/Islamophobia

2004 میں اقوام متحدہ نے اسلاموفوبیا پر قابو پانے کے لیے ایک کانفرنس منعقد کی، اقوام متحدہ کے سکریٹری کوفی عنان صاحب نے اسلاموفوبیا کو افسوس ناک، تکلیف دہ اور امتیاز پر مبنی رجحان قرار دیا۔[1]

جبکہ ڈاکٹر عبدالجلیل ساجد کے مطابق اسلاموفوبیا ازل سے ہے البتہ اس کی شکلوں اور طریقوں میں فرق رہا ہے۔

"Islamophobia have existed in varying strins throughout history, with each version possessing its own distinct features as well as similarties or adaptations from others."[2]

اسلاموفوبیا مختلف اَدوار میں مختلف شکلوں میں موجود رہا ہے، جہاں ہر شکل کی اپنی مخصوص خصوصیات ہوتی ہیں، جبکہ کچھ پہلو دوسروں سے مشابہ یا اُن سے اخذ شدہ بھی ہوتے ہیں۔

اسلاموفوبیا ایک پیچیدہ اور مسلسل مسئلہ ہے جو مختلف صورتوں میں ابھرتا رہا ہے۔ اس کی بنیاد خوف اور عدم تفہیم پر ہے، لیکن اس کا اظہار مختلف اوقات میں مختلف انداز میں ہوتا رہا ہے، جو کہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلاموفوبیا کی نوعیت صرف زمانے یا مقام تک محدود نہیں بلکہ اس کا ایک وسیع اور پیچیدہ پس منظر ہے۔

اسلاموفوبیا کی مثالیں

مسلمانوں کو بدنام کرنے ان کو خوفناک انداز میں پیش کرنے، تشدد کا نشانہ بنانے، قبرستان پر حملے، مسجد کے میناروں پر پابندی، آذان پر پابندی یہ سب اسلاموفوبیا کے واقعات مغرب میں پیش آتے رہتے ہیں۔ سوئٹرزلینڈ میں 2009ء میں قومی سطح کے ریفرنڈم کے زریعے مسجد کے مناروں پر پابندی عائد کی گئی۔ یورپ کے کئی شہروں میں شہریت دینے کے قوانین میں بھی امتیاز رکھا جاتا ہے۔ 2005ء میں فرانس میں مراکش کی ایک خاتون کی شہریت کی درخواست محض اس بنیاد پر رد کی گئی کہ وہ خاتون اسلامی رسوم ورواج پر عمل پیرا ہے حجاب کرتی ہے جو کہ فرانس کے اقدار سے میل نہیں کھاتی، جبکہ اس کا شوہر ایک فرانسیسی باشندہ تھا۔[3]

ستمبر 2007 کو نیویارک میں مقیم ایک ایران نژاد مسلم خاتون زہرہ عاصمی کو دہشت گردی کا الزام لگا کر مقامی باشندوں نے بے دردی سے مارا، اس کی دکان پر ڈاکہ ڈال کر دو ہزار ڈالر لوٹ لیا۔ کینڈا میں مقیم خاتون حلیمہ کو حجاب پہننے کی وجہ سے حملہ کیا گیا اور ملک چھوڑنے کا مطالبہ کیا گیا۔ فرانس کے ایک شہر آرا میں 148 مسلم قبروں کی بے حرمتی اس طرح سے کی گئی کہ کتبے پر خنزیر کا سر لٹکا کر اسلام مخالف نعرے لکھے گئے۔

---

[1] شہاب، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، 426

[2] Sajid, Abduljalil. Islamophobia: A New Word for an Old Fear, *Palestine-Israel Journal of politics*, vol.12, no.2-3:(2005)

[3] عبدالرحمان مومن، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، 484

برطانیہ میں اسلام مخالف جذبات کئی واقعات کے بعد نمایاں طور پر بڑھ گئے، جن میں سلمان رشدی تنازعہ (1988–1989)، پہلی خلیجی جنگ (1990–1991)، نائن الیون حملے (2001)، میڈرڈ بم دھماکے (2004)، لندن بم دھماکے (2005)، ڈنمارک میں گستاخانہ کارٹون تنازعہ (2005-2006)، چارلی ہیبڈو واقعہ (2015) جیسے واقعات شامل ہیں۔

یہ تمام واقعات اسلاموفوبیا کے بڑھنے کا سبب بنے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں پر جسمانی حملے، زبانی بدسلوکی املاک کو نقصان پہنچانے کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ یہ سلسلہ برطانوی مسلمانوں کے خلاف نفرت، علیحدگی اور عدم قبولیت کے جذبات کو ہوا دیتا رہا، یہاں تک کہ انہیں ایک الگ "سیاسی اکائی" بنا دیا گیا، جسے اکثر "مختلف اقدار" رکھنے والی برادری کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔[1] نائن الیون کے بعد مغربی اخبارات اور میڈیا میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ایسی رپورٹیں شائع کی جاتی ہے کہ جس سے مسلمانوں کو متعصب، ترقی مخالف اور مغرب کا دشمن گردانا جا سکے۔

ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی ناپسندیدہ کام میں پکڑا جائے تو اس کی گرفتاری کو بہت اچھالتے ہیں، جیسے ابو حمزہ جب دہشت گردی کے الزام میں گرفتار ہوا تو مسلسل پانچ دن اس خبر کو اس انداز میں پیش گیا کہ وہ قارئین جو مسلمانوں کی ثقافت سے واقف نہیں تھے، ان کو یہ لگا کہ ابو حمزہ واقعی مسلمانوں کا نمائندہ ہے اور مسلمانوں کے مقاصد کے لئے کام کر رہا ہے۔[2]

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ 'اسلاموفوبیا' کی اصطلاح کو مغربی معاشرے میں جنونی طبقہ نے لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کو بطور بیماری پھیلانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کسی خطرناک بیماری یا بری چیز کا نام ہے، اور اسلام کو ایسے مذہب کے طور پر پیش کیا جس کی تعلیمات فرسودہ، ترقی مخالف، عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اس سب میں میڈیا نے اہم کردار ادا کیا کسی ایک مسلمان کو غیر اخلاقی سرگرمی میں پکڑا تو اس مجرم کے مسلمان ہونے پر مغربی میڈیا خوب زور دیتا ہے حالانکہ کوئی بھی مذہب فساد، بدامنی، غیر اخلاقی جرائم کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ اسی طرح فلموں میں دہشتگرد کے رول میں ایک داڑھی والا، قمیص شلوار پہننے والا مسلمان دیکھایا جاتا ہے، کچھ فلموں میں صراحتا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی پہلو دیکھایا جاتا ہے۔ ادبی مواد کو پڑھ کر دیکھا جائے تو اسلام دشمنوں نے وہاں بھی اپنا بغض اور ضد دکھانے میں کسر نہیں چھوڑی۔ اس کا نتیجہ یہی نکلا کہ سادہ عوام جس کو اسلام کی حقانیت کے بارے میں کوئی علم نہیں وہ انہی ادھوری معلومات کو دیکھ کر اسلام کے بارے میں وہی تصور قائم کر لیتے ہیں جو انہوں

---

[1] عمید الزمان کیرانوی، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ص 522

[2] Abu Hamza al-Masri, *Wikipedia*, last modified, 10/14/2024, 6:04 PM, https://en.wikipedia.org/wiki/Abu_Hamza_al_Masri

نے دیکھا پڑھا ہوتا ہے۔ اور جب بھی کسی اسلام یا مسلمان کا نام سنتے ہیں تو غیر شعوری طور پر کراہت کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسلاموفوبیا کی بیماری لوگوں میں عام ہوتی جارہی ہے۔

اسلاموفوبیا درحقیقت کوئی حالیہ رجحان نہیں بلکہ اس کی جڑیں صلیبی جنگوں سے جڑی ہوئی ہیں، جن کا آغاز پوپ اربن دوم کے اعلانِ جنگ سے ہوا تھا۔ اس دور سے لے کر آج تک مغرب نے اسلام کو ایک نظریاتی، تہذیبی اور سیاسی خطرہ سمجھ کر مسلمانوں کے خلاف عسکری، فکری اور میڈیا کے ذریعے مسلسل محاذ کھولا۔ مغرب نے جہاں اسلام کو دہشت کے مذہب کے طور پر پیش کیا، وہیں مسلمانوں کی تہذیب، عقیدہ، اور شخصی آزادیوں کو بھی نشانہ بنایا۔ جدید دور کے رہنما جیسے بش اور بلیئر اسی صلیبی ذہنیت کے وارث ہیں، جنہوں نے اسلاموفوبیا کو جنگی ہتھیار بنا کر مسلمان اقوام کے وسائل پر قبضہ کیا اور عالمی رائے عامہ کو اسلام کے خلاف ہموار کیا۔ ان تمام مراحل کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اسلاموفوبیا کسی ایک واقعے یا نظریے کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک طویل، منظم اور مغرب کے سیاسی، تہذیبی اور استعمار پسند منصوبوں کا تسلسل ہے، جس کا مقابلہ صرف علمی شعور، فکری بیداری اور اخلاقی استقامت سے ہی ممکن ہے۔

باب دوم

اسلاموفوبیا پر انگریزی افسانوی ادب کا جائزہ

فصل اول: (The last Patriot) ناول کا جائزہ

فصل دوم: ڈراموں کا جائزہ

مبحث اول: (Submission) ڈرامہ کا جائزہ

مبحث دوم (Fitna) ڈرامہ کا جائزہ

فصل سوم: (The Dictator) فلم کا جائزہ

فصل اول

ناول کا جائزہ (The last Patriot)

مصنف کا تعارف

بریڈ تھور ایک امریکی مصنف ہیں، ان کی پیدائش امریکہ (شکاگو) میں 21 اگست 1969 میں ہوئی۔ جو سیاسی تھرلر اور جاسوسی ناولوں کے لیے مشہور ہیں۔ ان کی تخلیقات میں اسکاٹ ہارؤتھ نامی کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے، جو ایک سابق نیوی سیل اور سیکرٹ سروس ایجنٹ ہے۔ تھور کی کہانیاں تیز رفتار، سنسنی خیز اور عالمی دہشت گردی، خفیہ آپریشنز اور قومی سلامتی جیسے موضوعات پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان کے ناولوں کو بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ملی ہے اور وہ بیسٹ سیلر فہرستوں میں شامل رہے ہیں۔

موصوف کے چند مشہور ناول مندرجہ ذیل ہیں:

The Lions of Lucerne

اسکاٹ ہارؤتھ سیریز کا پہلا ناول، جہاں مرکزی کردار ایک اغوا شدہ امریکی صدر کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

Path of the Assassin

اس ناول میں اسکاٹ ہارؤتھ ایک خطرناک دہشت گرد کو روکنے کے مشن پر ہے جو امریکہ پر حملے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔

State of the Union

اس کہانی میں اسکاٹ ہارؤتھ کو ایک روسی سازش کو ناکام بنانا ہے جو امریکہ کی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔

Blowback

اس ناول میں اسکاٹ ہارؤتھ ایک قدیم ہتھیار کی تلاش میں ہے جو غلط ہاتھوں میں پڑنے پر دنیا کے لیے تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔

The Last Patriot

اس کہانی میں اسکاٹ ہارؤتھ ایک تاریخی راز کی کھوج میں ہے جو اسلام اور مغرب کے تعلقات کو بدل سکتا ہے۔ ہماری یہ تحقیق اسی ناول کے گرد گردش کرتی ہے۔[1]

ناول کا تعارف

ناول کا پلاٹ اسلام کی تاریخ اور مغربی سیاسی پالیسیوں کے درمیان موجود پیچیدہ تعلقات کے گرد گھومتا ہے، جس میں ایک تاریخی راز کو بنیاد بنا کر اسلام کے آخری نبی ﷺ سے متعلق متنازعہ دعوے کیے گئے ہیں۔ یہ ناول اسلامی

---

[1] Brad Thor, The Last Patriot, New york times 2008

عقائد کے خلاف بعض متنازع مفروضات اور اسلاموفوبک بیانیے کو بھی پیش کرتا ہے، جس کی وجہ سے اس پر شدید تنقید کی گئی۔ علمی لحاظ سے، یہ ناول مغربی لٹریچر میں "اسلام اور دہشتگردی" کے بیانیے کو سمجھنے کے لیے ایک اہم مطالعہ بن جاتا ہے، خاص طور پر جب مذہب، طاقت، اور سیاست کی باہم جڑی ہوئی حقیقتوں کا تجزیہ درکار ہو۔

کرداروں کا تعارف

Scot Harvath

مرکزی کردار، سابق Navy SEAL Lost اب ایک خفیہ امریکی ایجنسی کے لیے کام کرتا ہے۔ ناول میں اسے ایک قدیم اسلامی راز کی تلاش میں پیش کیا گیا ہے، جو بظاہر مغرب کے لیے "نجات دہندہ" ثابت ہو سکتا ہے۔

Professor Anthony Nichols

ہارورڈ یونیورسٹی کا ایک معروف ماہرِ اسلامیات ہے، جو ایک اہم مخطوطہ (محمد ﷺ نے "ایک آخری وحی" حاصل کی تھی جسے چھپا دیا گیا) دریافت کرتا ہے، جو اسلام کی بنیادوں سے متعلق متنازع نکات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی مخطوطے کی وجہ سے وہ قتل کر دیا جاتا ہے، اور یہی واقعہ کہانی کا نقطۂ آغاز بنتا ہے۔

Tracy Hastings

Harvath کی مددگار ساتھی، ذہین، بہادر اور محقق ہے جو تحقیقی اور خفیہ مہم میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

Al-Qaeda کے ایجنٹس / دہشتگرد گروہ

ناول میں مختلف دہشتگرد گروہ بطور مخالف کردار موجود ہیں۔ ان کا مقصد اس "راز" کو دنیا کے سامنے آنے سے روکنا ہوتا ہے۔

Thomas Jefferson

ناول میں اس کا کردار امریکہ کے تیسرے صدر، فلسفی اور مفکر کا ہے۔ جس نے اس آخری وحی کی تلاش کی تھی۔

CIA (Central Intelligence Agency) اور دیگر خفیہ اداروں کے افسران

کہانی میں حکومتی سازش اور پالیسی ساز اداروں کا گہرا عمل دخل دکھایا گیا ہے۔

مقالے میں اس ناول کو شامل کرنے کا مقصد

- مغرب میں اسلام کے خلاف بیانیے کی فکشنل شکل
- مذہب کو سیاسی مقصد کے لیے کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔
- تھرلر ادب میں اسلاموفوبیا کی نمائندگی
- مغربی معاشروں میں تاریخی اسلامی شخصیتوں کے خلاف بیانیہ کس طرح فروغ پاتا ہے۔

ناول میں اسلاموفوبیا کے مظاہر

ذیل میں اس ناول میں موجود اسلام پر کیے گئے مختلف شکل میں اعتراضات کا تنقیدی جائزہ لیں گے اور ان کے مدلل جوابات پیش کریں گے۔

اعتراض نمبر1

سب سے پہلے اس ناول کے بنیادی بیانیے پر بات کریں گے۔ مصنف نے ایسے حالات بنائے ہیں کہ جاسوس، نبی کریم ﷺ کی اس آخری وحی کو تلاش کرنے نکلتے ہیں جس میں ایسی ہدایات موجود ہیں جو امن و امان کے لیے لازم وملزوم ہے اور جس نے قرآن کی سابقہ متشدد آیات کو منسوخ کر دیناہے۔ اسی حوالے سے وہ قرآن کے اصول نسخ پر بھی سرسری سی بات کرتے ہیں۔ ان کا مزید یہ مانناہے کہ اس وحی کی موجودگی میں موجودہ اسلام کی شکل تبدیل ہو جائے گی اور اسلام کی وجہ سے ہونے والی لڑائیاں دنیا سے ختم ہو جائیں گی۔

جواب

یہ اعتراض جو اٹھایا گیا، عقل سے بالاتر ہے۔ اس میں عقلمندی کا کوئی عنصر محسوس نہیں ہوتا۔ اسلام نام ہی "امن" کا ہے اسلام کے معنی ہی "امن والے دین "کے ہیں۔ اسلام امن کا گہوارہ ہے اور اپنے ماننے والوں کو نا صرف امن فراہم کرتا ہے بلکہ جو بھی اس کے ضمن میں آئے اسے بھی کافر ہونے کے باوجود امن دیتا ہے۔

دنیا میں یہ کہاں کا اصول ہے کہ کوئی آپ پر حملہ آور ہو اور آپ اس کا مقابلہ نہ کریں حتی کہ دفاع بھی نہ کریں۔ اسلام تو معاہدات کا قائل ہے اور معاہدہ نبھانے کے اصول کی پابندی کرواتا ہے۔ اسلام تو کہتا ہے:

﴿لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ﴾[1]

اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جس کا عہد نہیں ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمیشہ وعدے کی پابندی کی جو غیر مسلموں کو ساتھ انفرادی طور پر کیے گئے اور جو حکومتی سطح پر کیے گئے۔ کیا ان لوگوں کو یہ باتیں سیرت طیبہ ﷺ میں سے نہیں نظر آتیں۔ کیا امن قائم کرنے کے لیے یہ مثالیں کافی نہیں؟

اعتراض نمبر2

صفحہ نمبر62 اور 63 پر ناول کے کرداروں کی قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ کو لے کر تفصیلی گفتگو ہے جہاں وہ بڑے واضح انداز میں قرآن اور صاحب قرآن پر اعتراض اٹھاتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ قرآن مجید کا پانچواں حصہ

---

[1] الخراساني، أبو العباس الحسن بن سفيان، كتاب الأربعين وهو ثالث الأربعينيات في الحديث الشريف، باب: التشديد في تضييع الامانة، (بيروت: دار البشائر الإسلامية1997ء) 1/53

تضادات اور مبہم روایتی پیرا گراف سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن کی ترتیب کے حوالے سے اعتراض کرتے ہیں کہ اس کو ترتیب نزولی کے لحاظ سے ترتیب دیا جانا چاہیے تھا تا کہ بعد والی آیات کو قابل عمل سمجھا جاتا اور پہلے والی آیات کو منسوخ قرار دیا جاتا۔ جبکہ قرآن کو بڑی سورتوں سے شروع کرتے ہوئے چھوٹی سورتوں کی طرف ترتیب لگائی گئی ہے۔

جواب

قرآن مجید چونکہ اللہ تعالی کا کلام ہے، اسی نے نازل کیا اور وہی اس کی ترتیب لگانے والا ہے وہی اس کو محفوظ بنانے والا ہے۔ معترضین یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جس چیز کا دعوی کیا ہے (یعنی قرآن کی حفاظت کا) اس کو پورا کر دکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [1]

بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی قرآن ایک معجزہ کی طرح ہو بہو اسی حالت میں موجود ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔ اور اس بات سے مستشرقین بخوبی آگاہ ہیں۔ قرآن کے محفوظ ہونے پر بہت سی تحقیقات ہو چکی ہیں، پرانے پرانے نسخہ جات کو دریافت کیا گیا اور ان کا موازنہ دور حاضر کے نسخوں سے کروایا گیا۔ مگر کہیں بھی کوئی تضاد یا اختلاف کا پہلو نظر نہیں آیا۔ اگر ایسا ہوتا تو مستشرقین کی طرف سے اعتراضات کا طوفان برپا ہو جانا تھا۔

اور جن آیات کو مذکورہ اعتراض میں مبہم قرار دیا ہے وہ پانچواں حصہ نہیں بلکہ چند ایک ہیں اور وہ بھی ان کے لیے مبہم ہیں جو قرآنی علوم کا رسوخ نہیں رکھتے۔ ورنہ قرآن کے علماء ان آیات کی تعبیر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آیات مبہم (متشابہات) جیسا کہ حروف مقطعات ہیں، ان کے متعلق مولانا تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مختلف صورتوں کے شروع میں یہ حروف اسی طرح الگ الگ نازل ہوتے ہیں، ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ ان کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ تعالی کے سوا کسی کو معلوم نہیں، یہ اللہ تعالی کی کتاب کا ایک راز ہے جس کی تحقیق میں پڑھنے کی ضرورت نہیں، عقیدے یا عمل کا کوئی مسئلہ ان کے سمجھنے پر موقوف نہیں۔"[2]

جمہور اہل سنت کے نزدیک حروف متشابہات جیسے اللہ کی صفات استوا، ید، ان کی ٹھیک ٹھیک کیفیت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جن کی کھود کرید میں پڑھنے کو خود قران نے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ اس کا کوئی ترجمہ کرنا مغالطہ پیدا کر سکتا ہے اس کی حقیقت ہمارے محدود عقل کے ادراک سے باہر ہے۔[3]

---

[1] الحجر:09

[2] تقی، محمد عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن 2022)، 41

[3] ایضا، 310

بات بڑی واضح ہے کہ اللہ تعالی نے اس کا معنی مرادی اپنے پاس رکھا ہے اور یہ آزمائش بھی ہے کہ ساتھ میں یہ فرما دیا کہ تم اس کی کھوج نہ لگاؤ۔ لہذا یہ فرق نہیں پڑتا کہ ان کے معانی کا جاننا ضروری ہے یا نہیں ، اور نہ ہی ان سے احکام وضع ہوتے ہیں۔

اعتراض نمبر 3

صفحہ نمبر 61 پر خفیہ وحی کی بات کرتے ہوئے یہ گفتگو کی جاتی ہے کہ جیسے ہی اس وحی کی اطلاع منظر عام پر آنے لگی اسی وقت حضرت محمد ﷺ کو زہر دے کر قتل کر دیا گیا (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اب وہ اس پر ہلکا سا تبصرہ کرتے ہیں کہ قتل اس لیے کیا گیا کہ اگر یہ وحی آشکار ہو جاتی تو جو جاہ و جلال اور دہشت محمد ﷺ کے ساتھیوں کی بنی ہوئی ہے وہ جاتی رہے گی۔ اور انہیں مجبوراً یہ حکم تسلیم کرتے ہوئے بالا دستی چھوڑنی پڑے گی۔

جواب

اسلامی تعلیمات اور واقعات کی تحفیظ جس قدر عرق ریزی کے ساتھ اور جس قدر ایمانی جذبے کے ساتھ کی گئی اس کی مثال کسی مذہب اور نظام میں نہیں ملتی اور اس بات کے شاہد خود معترضین و مستشرقین بھی ہیں۔ لہذا نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ایام ، مرض الموت کے حالات و کیفیات بھی تاریخ ، سیرت اور دیگر روایات میں محفوظ ہیں۔

محدثین نے باقاعدہ طور پر "مرض الموت میں نبی کریم ﷺ کی نماز کا بیان" نام سے باب قائم کیا ہے اور اس کے تحت آپ ﷺ کا آخری بیماری کی حالت میں نماز کے لیے مسجد میں تشریف لانے کے کیفیات ذکر کی ہیں۔ اسی طرح احادیث میں بھی وضاحت موجود ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

((لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ))[1]

جب رسول اللہ ﷺ کے لیے اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا اور آپ کے مرض نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے میرے گھر میں ایامِ مرض گزارنے کے لیے اجازت مانگی۔

اور اگر غزوہ خیبر والے زہر دیے جانے کا واقعہ نبی کریم ﷺ کی طبعی وفات کے ساتھ جوڑا جائے تو بھی یہ عجیب اعتراض ہے کہ خیبر کا معرکہ 7 ہجری میں وقوع پزیر ہوا اور آپ ﷺ کا وصال 11 ہجری میں ہو رہا ہے۔ لہذا اس بیانیے کا تو کوئی جوڑ نہیں بنتا کہ زہر دے کر قتل کیا گیا۔ پھر اتنے بڑے جملے کہہ دینا محض اپنے کہانی کو چلانے کے لیے ایک نہایت اوچھا عمل ہے۔ اور اس کے لیے ایک ایسی شخصیت کا استعمال کرنا جس کے اقوال و افعال قابل اتباع سمجھ جاتے ہوں اور جس پر دل و جان فدا کرنا عقیدہ کا لازمی جزء سمجھا جاتا ہو۔

---

[1] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ، ح: 4442

((لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))[1]

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور بیٹے سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

بریڈ تھور کا یہ دعویٰ تاریخی، حدیثی، سیرتی اور دینی روایت کے یکسر خلاف ہے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف پیغمبرِ اسلام ﷺ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا، اسلام کو ایک سیاسی سازش کے طور پر پیش کرنا، اور مسلمانوں کو انتہا پسندوں کے طور پر دکھانا ہے۔ ایسے مغربی دعوے علمی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلاموفوبک ذہنیت کی پیداوار ہیں۔ دینِ اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا پیغام مکمل، محفوظ، اور واضح ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی وفات ایک فطری اور مقدر شدہ امر تھا، جس پر امت کا اجماع ہے۔

اعتراض نمبر 4

صفحہ نمبر 28 پر ایک نو مسلم آدمی جس کا نام "ڈوڈ" ہے اسے شیخ عمر نامی مسلمانوں کا خفیہ چیف ہدایات دیتا ہے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات سے قائل کرتا ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم معصوم نہیں ہے ان کا قتل باعث ثواب اور ان پر بمباری کرنا اسلامی مفاد میں ہے۔ جس سے امریکہ میں امن و آشتی آسکتی ہے۔ چونکہ ڈوڈ امریکہ سے محبت کرتا ہے اس لیے اسے جذباتی طور پر بلیک میل کیا جاتا ہے کہ وہ اگر شیخ عمر کی کہی ہوئی باتوں پر عمل کرے گا تب ہی اس کے ملک میں بہتری آسکتی ہے اور لوگ اسلام کی طرف راغب ہو سکتے ہیں۔

جواب

ناول میں شیخ عمر جیسے کرداروں کو تخلیق کر کے قرآن و حدیث کی آڑ میں "قتلِ عام" کو مذہبی فریضہ قرار دیا جاتا ہے، اور نو مسلم افراد جیسے "ڈوڈ" کو اسلام کے نام پر جذباتی بلیک میلنگ کا شکار دکھایا گیا ہے۔ یہ تکنیک انگریزی غیر افسانوی ادب (فکشن) میں اسلاموفوبیا کو علمی رنگ دینے کا ایک جدید ہتھیار ہے۔ اس طرح کی کہانی بنا کر مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ کھڑا کیا جاتا ہے۔ اور قرآن و حدیث کا باقاعدہ نام لے کر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں ایسی تعلیمات موجود ہیں جو مسلمانوں کو قاتل اور بمبار بنا دیتی ہیں۔ پھر اسی کو عصر حاضر میں ہونے والے واقعات کے ساتھ اس انداز سے جوڑ دیا جاتا ہے کہ مشاہدہ کرنے والا بالکل وہی سمجھنے لگتا ہے جو وہ سمجھانا چاہتے ہیں۔

کوئی ایک ٹکڑا کسی بھی تعلیمات سے لے کر ایک غلط یا منفی تاویل کے ساتھ جوڑ دینا بہت آسان ہے اور اس سے جو نتیجہ اخذ کرنا چاہیں وہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہی وطیرہ اکثر مستشرقین کا رہا ہے۔ اسلام کی بھی یہی خوبی ہے کہ یہاں

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان، ح:15

سے جو چاہتا ہے اپنی من چاہی وضاحتیں لے لیتا ہے۔ جبکہ اسلام کا اصل منشاء معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث اور سنت رسول ﷺ کا باضابطہ مطالعہ ہو تا کہ اسلام کے کسی حکم کی غلط تشریح نہ ہو۔

اسلامی شریعت میں جنگ کے بھی اخلاقی اصول مقرر کیے گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام نہ صرف غیر جنگجو کفار کے قتل کو منع کرتا ہے بلکہ جنگی حالت میں بھی اخلاقی حدود کی پاسداری کا حکم دیتا ہے جیسا کہ اس حوالے سے واضح احادیث مبارکہ ہیں:

((فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ))[1]

نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روک دیا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ہے:

(وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغُلُّوا، وَضُمُّوا غَنَائِمَكُمْ، وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ)[2]

کسی بوڑھے ضعیف، چھوٹے بچے اور عورت کو قتل مت کرو اور اموالِ غنیمت میں چوری نہ کرو۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ میں آئے سب کو ایک جگہ جمع کرو۔ نیکی اور احسان کرو، اللہ محسنین کو پسند کرتا ہے۔

اسلام نے تو ہر حالت میں اخلاقی حدود کی پاسداری کی ہیں ، جنگی قیدیوں کے بارے میں حاکمِ وقت کو چار اختیارات دیے گئے ہیں: احسان کے طور پر بغیر معاوضہ چھوڑ دینا، فدیہ لے کر چھوڑ دینا (جس میں قیدیوں کا تبادلہ بھی شامل ہے)، قتل کرنا (اگر قیدی مسلمانوں کے لیے خطرہ ہوں)، غلام بنانا (اگر ان سے فائدہ کی توقع ہو اور ان سے حسن سلوک کیا جائے) ان میں سے کوئی بھی صورت لازم نہیں، بلکہ حالات کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر جنگی قیدیوں سے متعلق کوئی بین الاقوامی معاہدہ موجود ہو، جیسا کہ آج کل ہے (قتل اور غلامی کی ممانعت)، تو شریعت میں اس کی پابندی لازم ہے۔[3]

یہ احادیث اور اقوال واضح طور پر بتاتی ہیں کہ اسلامی جنگی نظریہ دہشتگردی یا اندھے تشدد پر مبنی نہیں، بلکہ اس میں انسانیت، عدل اور اصولوں کی پاسداری ہے۔ ناول میں "ڈوڈ" جیسے نو مسلم کردار کو جذباتی طور پر بلیک میل کر کے اسلام کو بمباری اور تشدد سے جوڑنا ایک خالصتاً تخیلاتی پروپیگنڈا ہے۔ ایسا تاثر دینا کہ اسلام صرف اس وقت کامیاب ہو گا جب غیر مسلموں کو بموں سے اڑایا جائے۔ اسلام میں امن کا قیام صرف دہشت سے ممکن ہے۔ یہ سب کچھ اسلام کے اصل عقائد، احکامات اور تاریخی مثالوں کے خلاف ہے۔

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب قتل النساء فی الحرب، ح:3015

[2] ابو داؤد، سیلمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، (بیروت: دار الفکر، 2001)، ح: 2614

[3] تقی عثمانی، آسان ترجمہ قران، 976

اعتراض نمبر 5

صفحہ نمبر 46 پر اسلام کے خلاف بڑے جارحانہ الفاظ ملتے ہیں جہاں یہ کہا جارہا ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر ﷺ کا قانون ہے اور قرآن میں لکھا ہے کہ جو کوئی ان کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتا وہ گناہ گار ہے اور نہ صرف وہ مجرم ہے بلکہ اس کا قتل کرنا بھی فرض ہے جہاں کہیں وہ ملیں انہیں مار دینا چاہیے، انہیں قید کر لینا چاہیے، اور مسلمان یہ سب کرتے ہیں اور وعقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اس حالت میں مرے گا تو گارنٹی کے ساتھ جنت میں جائے گا۔

جواب

یہ اعتراض سورۃ التوبہ سے لیا گیا ہے۔ جہاں آیت کا متن کچھ یوں ہے:

﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾[1]

مشرکوں کو مارو جہاں تم انہیں پاؤ اور انہیں پکڑلو اور قید کرلو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

مندرجہ بالا آیت پیش کر کے زبردست اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام تو اپنے علاوہ سب مذاہب کو قتل کرنے کا کہتا ہے۔ اس کی آڑ میں اسلام کو ایک دہشت گرد دین قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ ناول میں بھی اس کی غلط تشریح کی گئی۔ اس کے جواب میں مفسرین نے تفصیل سے وضاحت کی ہے کہ یہ حکم عام نہیں، بلکہ خاص حالات کے لیے ہے، اور اسے سیاق وسباق کے بغیر اخذ کرنا غلط فہمی ہے۔[2]

امام طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ أولئك الخائنون الذين انتهت مدة الأمان لهم، أما الذين لم يخونوا ولهم عهود مؤقتة بمدة معينة فلا يحل للمسلمين قتالهم، إلا بعد انتهاء هذه المدة"[3]

پس جہاں کہیں تم مشرکوں کو پاؤ، انہیں قتل کرو یہ وہ خیانت کرنے والے لوگ ہیں جن کی امان (امن کی مہلت) کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے خیانت نہیں کی، اور ان کے ساتھ ایک معیّن مدت کے لیے معاہدے موجود ہیں، تو مسلمانوں کے لیے ان سے قتال کرنا جائز نہیں، جب تک وہ مدت ختم نہ ہو جائے۔

---

[1] التوبہ: 05

[2] قریش کا حلیف قبیلہ "بنو بکر" نے مسلمانوں کا حلیف "بنو خزاعہ" پر حملہ کر کے صلح حدیبیہ کے معاہدے کو توڑا۔

[3] طنطاوي، محمد سید، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم، (القاهرة: دار نهضة مصر للطباعة والنشر والتوزيع، 1998ء) 6/206

مولانا تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو غیر مسلم مسلمانوں سے نہ جنگ کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی تکلیف دیتے ہیں، ان سے اچھا برتاؤ اور نیکی کا سلوک اللہ تعالی کو ہرگز ناپسند نہیں ہے، بلکہ انصاف کا معاملہ کرنا تو ہر مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ واجب ہے۔[1]

تفسیر الوسیط (طنطاوی)" میں ہے کہ:

والمراد بالمشركين أولئك الذين نقضوا عهودهم، لأن البراءة إنما هي في شأنهم. والعهد: ما يتفق شخصان أو طائفتان من الناس على التزامه بينهما"[2]

اور 'مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے عہد توڑ دیے، کیونکہ براءت (لاتعلقی کا اعلان) انہی کے بارے میں ہے۔ اور عہد اس معاہدے کو کہتے ہیں جس پر دو افراد یا دو گروہ آپس میں عمل کرنے پر متفق ہوں۔

یہ آیت عام قتل کا حکم نہیں ہے۔ مخصوص عہد شکن، دھوکہ دہندہ مشرکین کے لیے ہے۔ اس کے بعد والی آیات اسلام، صلح، اور امن کو اختیار کرنے والوں کے لیے نرمی اور راستہ چھوڑنے کی تعلیم دیتی ہیں۔ مفسرین (ابن کثیر، جلالین، مظہری) کے مطابق آیت کو سیاق وسباق کے بغیر بیان کرنا قرآن کے مفہوم کو مسخ کرنا ہے۔

اعتراض نمبر6

صفحہ نمبر210 پر ہارورتھ اور نکولس کی گفتگو میں یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام پر آج تک جس نے بھی بات کی ہے وہ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اسلام کے نام لیوا یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کے عقیدہ پر بات کرے۔ کبھی کسی نے منفی بیانات پیش کیے تو اس پر فوراً مرتد کے مقدمات ہو جاتے ہیں اور اس کے لیے زندگی کے تمام تر دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

جواب

اس کا بہترین اور منطقی جواب یہ ہے کہ اسلام یہ فوجی چھاؤنی کی طرح ہے۔ جس کے اپنے راز ہیں اور جس کی اپنی خاص حدود ہیں۔ جیسے آپ کسی بھی چھاؤنی میں بغیر اجازت کے گھس نہیں سکتے اور بغیر اجازت کے باہر نہیں آسکتے اسی طرح اسلام بھی مانتا ہے کہ مکمل تحقیق و تدقیق کے بعد اسے قبول کیا جائے اور جب قبول کیا ہے تو من و عن تسلیم کیا جائے پھر اس میں تردد نہیں کیا جائے۔ اور اگر کسی کے دل میں کوئی خلش باقی ہو تو اسلام اسے پھر سے مکمل تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔ مگر کوئی اپنے دل میں جو بھی خیالات رکھتا ہے خواہ اسلام مخالف ہی کیوں نہ ہوں، اسلام اسے برداشت کرتا ہے۔ مگر اب کوئی علانیہ طور پر اسلام کی حقانیت پر آواز اٹھانا شروع کر دے تو اسلام یہ بات

[1] تقی عثمانی، آسان ترجمہ قران، 1081

[2] طنطاوي، محمد سید، التفسیر الوسیط للقرآن الکریم، 6/213

برداشت نہیں کرتا۔ پھر اس پر مقدمہ بھی چلایا جاتا ہے، اسے وارننگ دی جاتی ہے کہ وہ اپنے خیالات پر نظر ثانی کرے اور اس سب کے باوجود وہ نہیں باز آتا تو اسلام آخری حل کے طور پر اسے سزا سناتا ہے۔ رہی بات مرتد کی تو جیسے ایک چھاؤنی میں رہنے والا فوجی بعد ازاں دشمن فوج کے ساتھ مل کر اپنے فوج کے راز افشاں کر دے اسی طرح اسلام کا ماننے والا کسی اور دین میں جاکر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دے تو اسلام یہ چیز برداشت نہیں کرتا۔

اسلام میں "ارتداد" یعنی دینِ اسلام کو چھوڑنے کی سزا کا تعین محض عقیدے کی تبدیلی کی بنیاد پر نہیں، بلکہ سیاسی بغاوت، فکری فساد، اور امت میں انتشار پھیلانے کے جرم کے طور پر ہوتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں مرتد کی سزا قتل ہے، لیکن یہ سزا ریاست کے دائرۂ اختیار میں ہے، انفرادی اقدام جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴾[1]

اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے، اور کافر ہو کر مرے، ان کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو جائیں گے۔

اگرچہ یہاں صریح سزا مذکور نہیں، مگر احادیث اور اجماعِ امت کی روشنی میں وضاحت ہوتی ہے کہ ارتداد محض فکری جرم نہیں بلکہ سماجی و سیاسی فساد بھی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))[2]

جو شخص اپنا دین بدل دے، اسے قتل کرو۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ عَلِيًّا، عَلَيْهِ السَّلَام أَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُحْرِقَهُمْ بِالنَّارِ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ»،وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ: وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو جو اسلام سے پھر گئے تھے آگ میں جلوا دیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا: مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں انہیں جلاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”تم انہیں وہ عذاب نہ دو جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہے“ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی رو سے انہیں قتل کر دیتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جو اسلام چھوڑ کر

---

[1] سورہ البقرہ:217

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب استتابة المرتدین، ح:3017

کوئی اور دین اختیار کر لے اسے قتل کر دو" پھر جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا: اللہ ابن عباس کی ماں پر رحم فرمائے انہوں نے بڑی اچھی بات کہی"[1]

الصارم المسلول جو ابن تیمیہ کی کتاب ہے اس میں واضح لکھا:

"فقتل المرتد الأولی.وسر ذلك أنا لا نجيز قتل كافر حتى نستتيبه بأن يكون قد بلغته دعوة محمد ﷺ إلى الإسلام فإن قتل من لم تبلغه الدعوة غير جائز۔"[2]

مرتد کو قتل کرنا مقدم (اولی) ہے۔ ہم کسی کافر کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتے جب تک کہ ہم اسے توبہ (اور اسلام) کی طرف بلانے کی مہلت نہ دیں، یعنی اس تک حضرت ﷺ کی دعوت اسلام پہنچ چکی ہو۔ کیونکہ جس کافر تک اسلام کی دعوت نہیں پہنچی، اس کا قتل جائز نہیں ہے۔

اسلام کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کرتا، لیکن جو شخص خود مسلمان ہو کر امت میں رہتے ہوئے اپنے ارتداد کا اعلان کرے، وہ گویا امت کا اعتماد توڑتا ہے، فکری بغاوت کرتا ہے، اور فتنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ لہٰذا اس سزا کا مقصد "آزادئ مذہب" ختم کرنا نہیں بلکہ اجتماعی نظام کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ مرتد کی سزائے موت کے پس پشت لاجک ایک اسلامی معاشرے کے نظام کو اسلام مخالف اور منفی پروپیگنڈا، سازش، فتنہ اور انتشار سے بچانے کے لئے ایک ایسی سزا ہے جس کے بعد مسلم معاشرے میں کسی کو اسلامی نظام میں دراڑ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکے۔ مرتد ہونا محض ایک شخص کا ذاتی فعل یا فیصلہ نہیں بلکہ اس سے پورا نظام اسلام اور ماحول متاثر ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر 7

صفحہ نمبر 256 پر پریزیڈنٹ اور ہاروتھ کے مابین جو گفتگو چل رہی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب کے ذہن میں اسلام کی جو شکل وجود میں آچکی تھی وہ تشدد پسندانہ تھی اور حضرت محمد ﷺ پر آخری وحی سے یہ واضح ہو چکا تھا کہ اب اس دین میں تشدد کے سوا کچھ نہیں اور محمد ﷺ نے یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دین کو چھوڑ کر عیسائیت کو کیوں نہ قبول کیا۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرتے تو یہ ان کا معاملہ بھی سینٹ پاؤل[3] جیسا ہو جانا تھا۔ وہ خود سے ایسا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے جو تلوار لٹکائی تھی اس کو اتارنا نہیں چاہتے تھے۔ مصنف کے مطابق نبی ﷺ نے ایک چھپا ہوا پیغام ترک کر دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلام کا عسکری پہلو ترک ہو، اور یہ کہ اگر وہ پیغام ظاہر کرتے تو اسلام کی جنگجویانہ فطرت ترک ہو جاتی۔

---

[1] ابوداود، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر، باب: الحکم فیمن ارتد، 4/126، ح: 4351

[2] ابن تیمیہ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم، الصارم المسلول على شاتم الرسول (السعودي المملكة العربية السعودية: الحرس الوطني 1998ء) 1/321

[3] مسلمانوں کے نزدیک سینٹ پال نے عیسائیت کو اس کی اصل توحیدی بنیادوں سے ہٹا کر، اسے ایک الگ مذہب کی صورت دے دی، جس میں تثلیث، کفارے، اور شریعت کی نفی جیسے تصورات شامل کیے۔

جواب

یہ دعویٰ تاریخی، عقلی اور دینی ہر لحاظ سے بے بنیاد ہے۔ یہ نظریہ کہ رسول اللہ ﷺ نے شعوری طور پر دین کی جنگجویانہ شکل کو باقی رکھا اور کوئی "نرم پیغام" چھپالیا، ایک ادبی تخیل ہے، کوئی مستند تاریخی حقیقت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی رحمت پر مبنی تھی، نہ کہ جنگ پسندی پر، قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ [1]

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

نبی کریم ﷺ کی دعوت کا مرکز امن، صبر، اور اصلاح تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا)) [2]

نبی ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے آسانی کو اختیار فرمایا، جب تک وہ گناہ نہ ہو۔

قرآن مجید کا مکمل پیغام محفوظ ہے، کوئی "چھپی ہوئی وحی" موجود نہیں۔

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ [3]

آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کی۔

تفسیر قاسمی میں ہے۔

لو كان محمد كاتما شيئا من الوحي لكتم هذه الآية وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ألا ترى أن الذي يعظم نفسه بالباطل يريد أن ينصر كل ما قاله ولو كان خطأ. فبيان الرسول ﷺ أن الله أحكم آياته ونسخ ما ألقاه الشيطان۔ [4]

اگر محمد ﷺ وحی میں سے کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے، تو یقیناً وہ اس آیت کو چھپا لیتے "اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

یہ جو تصور دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا پرامن پیغام چھپالیا تاکہ عسکریت باقی رہے، یہ مکمل طور پر مفروضہ، فکشن اور علمی دیانت کے خلاف ہے۔ اسلام میں جو بھی قتال کا حکم ہے، وہ دفاعی، محدود، اور شرائط کے ساتھ ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ میں 13 سال تک صرف دعوت و صبر کا راستہ اپنایا، مدینہ میں بھی صلح حدیبیہ جیسے معاہدے کیے۔ فتح مکہ کے دن بھی عام معافی دی۔ اسی طرح سلطنت اسلامیہ کے قیام کے بعد پھر جب جب دشمن میلی آنکھ سے دیکھتا تھا تو اس کے دفاع کے لیے مصلح لشکر موجود

---

[1] الأنبياء: 107

[2] صحیح بخاری، ر: 3560

[3] المائدہ: 3

[4] القاسمي، محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم، محاسن التأويل (بیروت: دار الكتب العلمي، 1418ھ) 7/259

ہو تا تھا۔ اگر یہ مذہبی اعتبار کے علاوہ بھی دیکھا جائے تو اپنا دفاع کرنا انسانی حق بھی ہے۔ اور یہ حق حاصل کرنے والا معترضین کو متشدد لگنے لگتا ہے۔

خلاصہ

ناول The Last Patriot ایک سنسنی خیز تھرلر ہے، لیکن اس کے پس پردہ بیانیہ میں "مذہب اسلام" کو ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ناول کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے آخری وقت میں کوئی ایسا پیغام دیا ہو تا جو جہاد کے خلاف ہو تا، تو آج کی دنیا بہت مختلف ہوتی، اور یہ پیغام اگر آج دریافت ہو جائے تو مغرب کی فتح ممکن ہے۔ اس خیالی مفروضے کو بنیاد بنا کر مذہب کو سیاسی تسلط، سیکیورٹی پالیسی، اور نظریاتی جنگ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ناول میں اسلام کی تاریخی شخصیتوں کی تخریب کاری کی گئی ہے۔ یہ تاثر دیا گیا ہے کہ اسلام کے بانی (نبی کریم ﷺ) نے آخری وقت میں ایسا پیغام دیا جو ان کے سابقہ پیغامات کے مخالف تھا (یعنی عدم تشدد کی حمایت)، اس جھوٹے دعوے کو بنیاد بنا کر کہا گیا کہ اگر یہ پیغام ثابت ہو جائے تو اسلام کی جہادی بنیاد ختم ہو جائے گی یہ خیال بذاتِ خود سیاسی طور پر مذہب کو کمزور کرنے کی کوشش ہے کہ اسلام "اصلاح" کے بغیر خطرناک ہے۔ ناول میں اسلاموفوبیا کو نظریاتی جنگ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے تاکہ مغربی دنیا میں مسلمانوں کے خلاف سیکیورٹی اقدامات، نگرانی اور امتیازی سلوک کو درست قرار دیا جاسکے۔ ناول میں مغرب کو ایک "نجات دہندہ" کی حیثیت دی گئی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مذہب کو نہ صرف نشانہ بنایا گیا، بلکہ اسے مغرب کی خارجہ پالیسی اور قومی سلامتی کی حکمت عملی کا حصہ بھی بنایا گیا۔ خفیہ ایجنسیوں اور مذہب کا استعمال کیا گیا ہے۔ امریکی خفیہ ادارے اور ایجنٹس ایک "قدیم اسلامی راز" کی تلاش میں ہیں تاکہ مسلم دنیا پر نظریاتی برتری حاصل کی جاسکے۔ یہ پلاٹ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح مذہب کو جاسوسی اور سیاسی کھیل میں گھسیٹا جاتا ہے۔ سیاسی استحکام کے لیے مذہب کی ساکھ خراب کیا گیا ہے۔ ناول میں ایسے خیالات شامل کیے گئے ہیں جن کے ذریعے عوامی رائے کو اسلام کے خلاف کیا جائے جیسے اسلام بذات خود تشدد کا مذہب اور نبی ﷺ نے اصل میں ایک مختلف پیغام دیا تھا، لیکن وہ چھپا دیا گیا۔ یہ سب خیالات سیاسی ذہن سازی کے واضح نمونے ہیں۔ تاریخ کو مسخ کرکے مذہب کی بنیاد پر پالیسی سازی کی گئی ہے۔

فصل دوم

ڈراموں کا جائزہ

مبحث اول:Submission“ ڈرامہ کا جائزہ

مبحث دوم: "Fitna"ڈرامہ کا جائزہ

مبحث اول

"Submission" ڈرامہ کا جائزہ

"Submision" ڈرامہ کا مختصر تعارف

2004 کی انگریزی زبان کی شارٹ ڈرامہ فلم "سبمیشن" جسے "تھیو وان گوگ" نے پروڈیوس اور ڈائریکٹ کیا تھا، اور اس ڈرامہ کے رائیٹر آیان ہرسی علی (پیپلز پارٹی فار فریڈم اینڈ ڈیموکریسی کے لیے ڈچ ہاؤس آف ریپریزنٹیٹوز کے سابق رکن) ہیں۔ اسے 29 اگست 2004 کو ایک ڈچ عوامی نشریاتی نیٹ ورک NPO 3 پر دکھایا گیا تھا۔ فلم کا عنوان عربی لفظ "اسلام" کے ترجمہ میں سے ایک ہے۔ لفظ اسلام کا ایک معنی "سپرد کرنا، سر تسلیم خم کرنا ہے' اور اسی پر ڈارمہ کا نام "Submission" رکھا گیا ہے اور ڈرامہ میں یہ دیکھایا گیا ہے کہ مسلمان عورتیں کس قدر مجبور ہیں، اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا کے اگے بھول جاتی ہے اور ان کے مردان کے ساتھ نہایت برا برتاؤ رکھتے ہیں۔ اس ڈرامہ میں ایک عورت کے برہنہ جسم پر قرآنی آیات لکھی گئی ہیں۔ ڈرامہ میں ایک عورت مختلف فرضی کرداروں کی کہانی بیان کرتی نظر آتی ہے۔ اس کے برہنہ جسم کو قرآن کی آیات سے پینٹ کیا گیا ہے۔ اس ڈرامہ میں مختلف مسلم خواتین کی کہانی سنائی گئی ہیں جن کے ساتھ مختلف طریقوں سے زیادتی ہوئی ہے۔ ڈرامہ یہ ظاہر کی کوشش کرتا ہے کہ اسلام میں خواتین کے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے، ان پر تشدد کیا جاتا ہے انہیں آزاد نہ سوچ کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے، اسلام ایک قدامت پسند مذہب ہے۔ مسلمان عورت مظلوم اور مجبور دکھائی گئی ہے۔ اسلامی احکام کو عورت کی آزادی کے خلاف پیش کیا گیا ہے۔ پردے، شوہر کی اطاعت، اور طلاق جیسے مسائل کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن کی آیات کو تناظر سے ہٹا کر عورت پر ظلم کی توجیہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

رد عمل

ایک ڈچ مورو کن مسلمان "محمد بوئیری" نے ڈرامہ پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے نومبر 2004 کو "تھیو وان گوگ" کو قتل کر دیا۔[1] جبکہ اس ڈرامہ کی رائٹر "ایان علی ہرسی" کو قتل کی دھمکیاں دی گئی۔ ایان "صومالیہ" میں 1969 پیدا ہوئی اس کا تعلق ایک مسلمان گھرانے سے تھا۔ 1992 میں جبری شادی سے بچنے کے لئے "ہالینڈ" میں سیاسی پناہ کی اجازت حاصل کی۔ 1995ء سے 2001ء کے درمیان خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتی اور ڈچ امیگریشن اینڈ نیچر لائزیشن

---

[1]Buruma, Lan. *Muder in Amsterdam: The Death of Theo van Gogh and the limits of Tolerance.* New York: Penguin Press, 2006. p:66

سروس میں کام کیا۔ جس میں "تھیووان گوگ" (مصنف اور ہدایت کار) کے ساتھ مل کر یہ ڈرامہ بنایا، جس کا وائس اوور بھی دیا۔ ڈرامہ میں خواتین کے جسم پر قرآن کی آیات لکھ کر عورت کو اسلام میں مجبور دیکھایا گیا۔ مسلمانوں کے جذبات کو جس ڈارمہ سے شدید تکلیف ملی جس کی وجہ سے "محمد بوئیری" نے تھیو کو قتل کر کے ہرسی کو قتل کرنے کے لئے خط میں پیغام چھوڑا۔ 2005 میں ٹائم میگزین نے ایان کو سو بااثر شخصیات میں سے قرار دیا۔ اس کے علاوہ ایان ہرسی نے اسلام کے خلاف کتابیں لکھی جن کے نام یہ ہیں:

Infidel: My life, Nomad: From Islam to America, Heretic: Why Islam Needs a Reformation Now.

ڈرامہ "سبمیشن" میں 'اسلاموفوبیا' کے مظاہر

یہ ڈرامہ 2004 میں ریلیز ہوا۔ اس کا دورانیہ تقریباً دس منٹ پر مبنی ہے۔ ڈرامہ کے شروع میں عورت کو دیکھایا جاتا ہے جس کے جسم پر زنا کی سزا ملنے کی وجہ سے کوڑوں کے نشان بنے ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی قرآن کی بے حرمتی اس طرح سے کی جاتی ہے کہ تھم نیل پر ایک برہنہ عورت کی پیٹھ پر یہ قرآنی آیت لکھی ہوتی ہے۔

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾[1]

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

پہلا کردار

ڈرامہ جیسے ہی شروع ہوتا ہے تو ایک خاتون جائے نماز پر کھڑی ہوتی ہے اس کے جسم پر ایسا لباس ہوتا ہے جس سے جسم کی ساخت نمایاں ہو رہی ہوتی ہے جبکہ چہرے پر کالا نقاب پہنا ہوتا ہے۔ سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد جائے نماز پر کھڑی ہو کر وہ عورت اللہ سے گلے شکوے بیان کرتی ہے۔ وہ بتاتی ہیں کہ دو سال پہلے دن کے وقت اس کی نظر ایک رحمان نامی آدمی پر پڑی تھی جو کہ بہت ہی خوبرو نوجوان تھا وہ خود کو قابو نہ کر سکی اور اس کی طرف دیکھتی رہی جہاں بھی جاتی اس کی موجودگی کا احساس ہوتا۔ ایک دن بازار میں اس آدمی نے اکیلے ملنے کا مشورہ دیا جس کی میں نے حامی بھر لی پھر ہمارا تعلق مزید گہرا ہوتا گیا اور وہ محبت اب ایک نئی زندگی کی صورت اختیار کر گئی تھی مطلب یہ کہ وہ حاملہ ہو چکی تھی مزید یہ بتاتی ہے کہ ہماری خوشی لوگوں سے برداشت نہیں ہوتی اور لوگ ہمارے پیٹھ پیچھے باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے اور رحمان کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی رحمت ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑے

[1] النور: 2

گی کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے بے انتہا محبت عزت اور اعتماد کا تعلق رکھتے ہیں تو پھر اللہ ہماری محبت کو قبول کیوں نہیں کرے گا، لیکن ہوتا یہ ہے کہ زنا کی وجہ سے اسے اسلام کے قانون کے مطابق 100 کوڑے کی سزا ملتی ہے۔ اور وہ اللہ سے یہ کہتی ہے کہ آپ کی قرآن میں لکھی ہوئی اس سزا نے میرا جسم اور روح کو بہت درد پہنچایا ہے کیونکہ قرآن میں یہ ہے کہ جو مرد عورت زنا کرے تو اسے سو کوڑے کی سزا ملنی چاہیے اور ان سے کوئی ہمدردی نہیں کی جائے اور انہیں ایمان والوں کی ایک جماعت کے سامنے سزا دی جائے۔

جواب

عورت جائے نماز پر کھڑی ہو کر سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتی ہے، لیکن اس دوران نہ صرف اس کا لباس اسلامی شرعی اصولوں کے خلاف ہوتا ہے بلکہ وہ نماز کے بنیادی آداب، طہارت، لباسِ ستر اور خشوع و خضوع جیسے لازمی تقاضوں کو بھی نظر انداز کرتی ہے۔ اس منظر میں وہ صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر اللہ سے شکوے اور گلے کرتی ہے، جو درحقیقت نماز کی روح کے خلاف ہے۔ اگر اس عورت کا مقصد واقعی نماز ادا کرنا تھا تو وہ ان شرائط کا اہتمام کیوں نہ کر سکی جنہیں ایک عام با عمل مسلمان بھی بخوبی جانتا ہے؟ اس کا یہ عمل نماز کی اصل روح اور مقصد کو مسخ کرنے کے مترادف ہے، اور دراصل اس منظر کا مقصد عبادت کی توہین اور اسلام کے تصورِ بندگی کو مجروح کرنا ہے، جسے ایک باشعور ناظر آسانی سے پہچان سکتا ہے۔

اس سین میں "عورت" کی زبان سے اللہ تعالیٰ پر گلہ، شکوہ اور اعتراض دلوا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی قوانین محبت، انسانی فطرت، یا جذبات کا لحاظ نہیں رکھتے۔ حالانکہ اسلام نے ایک طریقہ بنایا ہے کہ اگر آپ کی انکھوں کو کوئی اچھا لگتا ہے تو نکاح کا پیغام بھیجو، کیونکہ اس سے نسب کی حفاظت ہوتی ہے جسمانی اور روحانی پاکیزگی کا بھی ذریعہ ہے۔

زنا کی حرمت صرف اسلام نہیں، تمام آسمانی ادیان میں موجود ہے۔ اسلام زنا کو محض ایک "سماجی جرم" نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی، اور خاندانی نظام کو برباد کرنے والا گناہِ کبیرہ قرار دیتا ہے۔ تاہم یہ صرف اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ تمام سابقہ آسمانی مذاہب میں زنا حرام اور قابل سزا جرم رہا ہے۔ الہامی کتب کا جائزہ لینے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان میں تحریفات کے باوجود بھی روحانی، مذہبی، سیاسی، معاشرتی اخلاقی تعلیمات کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہیں۔

تورات (Old Testament) میں ہے کہ

If a man commits adultery with another man's wife (with the wife of his

neighbor) both the adulterer and the adulteress are to be put to death.[1]

اگر کوئی مرد کسی دوسرے شخص کی بیوی (اپنے پڑوسی کی بیوی) کے ساتھ زنا کرے، تو زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو سزائے موت دی جائے گی۔

اس آیت کے مطابق زنا کی سزا "موت" ہے، جو کہ اسلام کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔

انجیل میں محض ارادہ زنا کو بھی گناہ میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

But I tell you that anyone who looks at a woman lustfully has already committed adultery with her in his heart[2].

لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت کی نظر سے کسی عورت کو دیکھے، وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ پہلے ہی زنا کر چکا ہوتا ہے۔

ہندو مت میں بھی بے راہ روی پر سزاوں کا ذکر ملتا ہے۔ برہمن عورت سے زنا کرنے والے شودر کو چٹائی میں لپیٹ کر جلا دیا جائے۔ اسی طرح بادشاہ کی بیوی سے زنا کرنے والے کو مٹکے میں بند کر کے جلا دیا جائے۔[3]

قرآن کا قانونِ زنا عدل، توازن اور احتیاط پر مبنی ہے۔ یہ سزا صرف اس وقت نافذ ہوتی ہے جب چار بالغ، دیانتدار عینی گواہ زنا کو براہ راست ہوتے دیکھیں، یا ملزم / ملزمہ خود اعتراف کریں۔ جھوٹا الزام لگانے والے کو حدِ قذف (80 کوڑے) کی سزا دی جاتی ہے۔

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ (حنبلی فقیہ) فرماتے ہیں:

"وَلَا يَجِبُ الْحَدَّ لِلزِّنَا إِلَّا بِشُرُوطٍ أَرْبَعَةٍ ."[4]

حدِ زنا صرف چار عادل گواہوں قائم ہو سکتی ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام سزا دینے میں انتہائی محتاط ہے، اور اس کا مقصد صرف سماجی تطہیر ہے، نہ کہ اذیت رسانی۔ زنا صرف مذہبی اعتبار سے گناہ نہیں بلکہ سائنس اور طب کی روشنی میں بھی جسمانی و ذہنی بربادی کا سبب بنتا ہے۔

---

[1] The Bible, (New International Version) (Michigin: Zondervan 2011), Leviticus 20:10

[2] Matthew 5:28

[3] کوتلیہ چانکیہ، ارتھ شاستر، مترجم سلیم اختر، (لاہور: نگارشات پبلشرز مزنگ 2011)، ص308

[4] الحنبلی، منصور بن یونس بن صلاح الدین، کشاف القناع عن متن الإقناع، (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1418ھ) القناع عن متن الاقناع، الباب: فَصْلٌ وَلَا يَجِبُ الْحَدَّ لِلزِّنَا إِلَّا بِشُرُوطٍ أَرْبَعَةٍ، 6/95

Multiple sexual partners and unprotected sex are the leading causes of global STD spread[1]".

متعدد جنسی ساتھیوں کے ساتھ تعلقات اور بغیر حفاظتی تدابیر کے جنسی تعلق قائم کرنا دنیا بھر میں جنسی بیماریوں (STD) کے پھیلاؤ کی اہم ترین وجوہات ہیں۔

زنا کے ذریعے کئی خطرناک جنسی بیماریاں(Sexually Transmitted Diseases) پھیلتی ہیں، جیسے HPV ،Herpes Simplex Virus ، Gonorrhea، Syphilis، Chlamydia،HIV/AIDS Cervical) جو کہ خواتین میں رحم کے سرطان (Human Papilloma virus) Cancer) کا سبب بنتی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب ہو 'اخلاقی بے راہ روی کی سزا ضرور ہوتی ہے کیونکہ اس میں معاشرے کا نقصان ہوتا ہے، انسانی نسب کی حفاظت نہیں رہتی، لیکن آج مغرب نے مذہب کو صرف کلیسا تک محدود کر رکھا ہے معاشرے اور کاروبار کو صرف انسانی عقل کی بنیاد پر رکھا گیا ہے انسان کو اپنے لئے جو درست لگتا ہے وہ کرتا ہے اس وجہ سے بے شمار خرابیوں نے جنم لیا ہے۔

دوسرا کردار

ڈرامہ میں اداکارہ دوسرا کردار یہ بیان کرتی ہے کہ ایک دن میں کچن میں کام کر رہی تھی اور میری عمر 16 سال تھی میرے والد صاحب نے مجھے خبر دی کہ تمہاری شادی "عزیز" نامی ایک آدمی سے طے ہو گئی ہے وہ بہت نیک اور اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور تمہارا بہت خیال رکھے گا۔ میری شادی کا دن مجھ سے زیادہ میرے خاندان والوں کے لیے جشن کا دن تھا۔ شادی کی پہلی رات میرے شوہر نے ازدواجی تعلق قائم کرنے کی کوشش کی لیکن میں اس سے خود کو بچاتی اور دور کرتی۔ مجھے اس کی موجودگی سے گھن آتی تھی' لیکن اس وقت میں نے اللہ کے احکامات کی پاسداری کی، اللہ تعالی قرآن میں ایک شادی شدہ عورت کے لیے جو احکامات بیان کرتے ہیں، میں نے ان تمام احکامات کو مانا کیونکہ جب میں اپنے شوہر کو روکتی تو وہ اللہ کے احکامات میرے سامنے دہراتا، پھر میں اس کے اگے مزید مزاحمت نہ کر سکتی تھی۔

---

[1] World Health Organization, *Sexual and Reproductive Health*: Core Concepts, (Geneva: WHO, 2016), p: 18–21

جواب

اس کردار سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان عورت کی زبردستی شادی کرائی جاتی ہے اور شادی کے وقت اس کے گھر والے اس سے پوچھے بغیر اس کی شادی کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ بات بالکل بھی درست نہیں ہے۔

جیسا کہ ہدایہ میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں:

وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وإن لم يعقد عليها ولي بكرا كانت أو ثيبا عند أبي حنيفة و أبي يوسف " رحمهما الله " في ظاهر الرواية وعن أبي يوسف " رحمه الله " أنه لا ينعقد إلا بولي [1]

حنفی فقہ کے مطابق بالغ، عاقل، آزاد عورت کو اپنے نکاح کا اختیار حاصل ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت جمہور کے موقف سے ملتی ہے کہ نکاح کے لیے ولی ضروری ہے۔ اصل قول امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا عورت کے خود نکاح کرنے کے اختیار کو تسلیم کرتا ہے۔

قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ [2]

"اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ عورتوں کو زبردستی وارث بناؤ۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)) [3]

جس عورت کا شوہر نہ رہا ہو وہ اپنے ولی کی نسبت اپنے بارے میں زیادہ حق رکھتی ہے، اور کنواری سے اس کے (نکاح کے) بارے میں اجازت لی جائے اور اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے۔

حدیث مبارکہ ہے۔

((حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَلاَ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: إِذَا سَكَتَتْ» وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: " إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ البِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ، فَاحْتَالَ رَجُلٌ، فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ: أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا، فَأَثْبَتَ القَاضِي نِكَاحَهَا، وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ، فَلاَ بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا، وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ)) [4]

---

[1] المرغيناني، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل، الهداية في شرح بداية المبتدي، (بيروت: دار احياء التراث العربي، 1417ھ) باب: مدخل، 1/191

[2] النساء:19

[3] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب النکاح، ر:3476

[4] صحیح بخاری، کتاب الحیل، باب فی النکاح، ح:6968

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے اور کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے۔" پوچھا گیا: یارسول اللہ! اس (کنواری) کی اجازت کی کیا صورت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی اجازت ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کنواری لڑکی سے اجازت نہ لی گئی اور نہ اس نے نکاح کیا۔ لیکن کسی شخص نے حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ اس نے لڑکی سے نکاح کیا ہے اس کی مرضی سے اور قاضی نے بھی اس کے نکاح کا فیصلہ کر دیا۔ حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے کہ گواہی جھوٹی تھی اس کے باوجود اس لڑکی سے صحبت کرنے میں اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ نکاح صحیح ہوگا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت نے عورت کی بہت اہمیت ہے۔ اسلام سے پہلے معاشرے میں عورت کا مقام نہیں تھا۔ شادی کے معاملے میں اجازت دور کی بات اسے کچھ کہنے ہی نہیں دیا جاتا تھا'لیکن اسلام نے عورت کو عزت کا مقام دیا اور اس کی اہمیت واضح کی۔ اعداء اسلام 'لوگوں کو غلط معلومات فراہم کر کے اسلام کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کر رہے ہیں، یہ سب اسلاموفوبیا کو پروموٹ کرنے کی چالیں ہیں جو کبھی کامیاب نہ ہوں گی۔

تیسرا کردار

اس ڈرامے میں تیسرا کردار دکھاتے ہوئے عورت کی پیٹھ پر قرآن کریم کی یہ آیت لکھی ہوئی ہوتی ہے:

﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾[1]

اور تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرماؤ: وہ ناپاکی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک پاک نہ ہو جائیں پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس وہاں سے جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے، بیشک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

فلش بیک کر کے عورت کی برہنہ حالت میں تصویر دکھا کر جس میں قرآنی آیت لکھی ہوتی ہے ساتھ ہی وہ عورت یہ بتاتی ہے کہ اے اللہ آپ کی کتاب میں ایسا ہے کہ حیض کے دنوں میں عورتوں سے دور رہا جائے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائیں۔ یہ کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کو ناپاک کہا گیا ہے ان سے دور رہنے کا حکم ہے۔ اور یہ عورت کہ توہین ہے۔

جواب

اگر آیت کے پس منظر پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو عزت دی ہے۔

---

[1] البقرہ: 222

(عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا،وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ} إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)[1]

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی، جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ اس کے ساتھ گھر ہی میں اکٹھے رہتے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تاری یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجیے، یہ اذیت (کاوقت) ہے، اس لیے محیض (مقام حیض) میں عورتوں (کے ساتھ مجامعت) سے دور ہو"

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کو عزت دی ہے،یہودیوں کی یہ عادت تھی کہ وہ عورتوں کے ساتھ حالت حیض میں نہ کھانا کھاتے،نہ ہی گھر میں ان کے ساتھ رہتے،اسلام نے عورت کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا ہے۔ صرف حالت حیض میں مجامعت سے پابندی لگائی ہے باقی یہ کہ ان کو ناپاک سمجھ کر ان کے ساتھ کھانا نہ کھانے اور گھر سے نکالنے پر پابندی لگائی ہے۔

چوتھا کردار

اس ڈرامے میں چوتھا کردار بتاتے ہوئے ایک برہنہ خاتون، جس کے سینے پہ قرآن کی یہ والی آیت ہوتی ہے۔

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾[2]

مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو نیک عورتیں (شوہروں کی) اطاعت کرنے والی (اور) ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے اپنے بستر الگ کرلو اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو (اب) ان پر (زیادتی کرنے کا) راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔

عورت کے سینے پر اس آیت کو دکھاتے ہوئے عورت اپنا واقعہ بتاتی ہے کہ اے اللہ تو نے مردوں کو عورتوں کے لیے حاکم اور محافظ بنایاہے اور زیادہ طاقت عطا کی ہے اور میں اپنے شوہر کی یہ طاقت ہفتے میں ایک دوبار اپنے چہرے پر مکے کی صورت میں برداشت کرتی ہوں اور میرے شوہر اس طرح مجھ پر اپنی طاقت کو ظاہر کرتا ہے اور اسی دوران اسکرین پر اس عورت کا زخمی چہرہ اور جسم دکھایا جاتا ہے جو اس کے شوہر کے مارنے کی وجہ سے زخمی ہوتا ہے ساتھ ہی

---

[1] صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب الحیض، ح: 694

[2] النساء: 34

وہ عورت یہ بتاتی ہے کہ میرے شوہر کے ساتھ میری زندگی بہت مشکل ہے لیکن میں پھر بھی آپ (اللہ) کے احکامات کے آگے اپنا سر جھکاتی ہوں اور اپنے شوہر کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہوں اس کی ضروریات کا اور اس کی تابع دار بیوی ہونے کی بھرپور کوشش کرتی ہوں اور آپ نے جو حکم دیا ہے اپنی کتاب میں عورت کے لیے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے بستر اور امانت کی حفاظت کرو، میں بالکل ایسا ہی کرتی ہوں لیکن اس کے باوجود میرے شوہر میری وفاداری پر شک کرتا ہے مجھے بہت ڈراتا، دھمکاتا اور مارتا ہے اور کہتا ہے میں شکرگزار نہیں ہوں۔

جواب

اس سین سے یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ اسلام میں عورتوں کا کوئی مقام ہی نہیں، مردان پر حاکم ہیں ان کے ساتھ جو چاہے کرسکتے ہیں، یہاں تک کہ اگر ایک عورت اپنی شادی شدہ زندگی سے تنگ ہے پھر بھی وہ اس شادی کو نبھانے کی پابند ہے، حالانکہ ان باتوں میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ اسلام نے عورت کا مقام واضح کیا ہے۔ اور عورت کے ساتھ نرمی کرنے کی خصوصی تلقین کی ہے جیسا کہ اس حدیث مبارکہ سے واضح ہے:

((وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا))[1]

عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی اس لیے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

عورت کو "پسلی" سے تشبیہ دینا اس کی فطری نرمی، نزاکت اور ساخت کی علامت ہے۔ پسلی کا "ٹیڑھاپن" عیب نہیں بلکہ ایک فطری کیفیت ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ عورت کی طبیعت میں نرمی، احساسات اور جذبات زیادہ ہوتی ہے۔ اس حدیث کا پیغام یہ ہے کہ مرد کو چاہیے کہ عورت کی فطرت کو سمجھے، اس کے ساتھ تحمل، نرمی اور بھلائی سے پیش آئے، کیونکہ یہی اسلامی اخلاق کا تقاضا ہے۔

قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ﴾[2]

انہیں سمجھاؤ (نصیحت کرو)، پھر اگر نہ مانیں تو ان سے بستروں میں علیحدگی اختیار کرو، اور اگر تب بھی نہ سنبھلیں تو ہلکی مار (تنبیہ کے لیے) مارو۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، ح: 5186

[2] النساء:34

ڈرامہ میں قرآن کی اس آیت کے تحت مارنے کا جواز دیا جاتا ہے۔اس آیت میں "واضربوھن"کا مطلب آخری درجے میں ہلکی پھلکی تنبیہ ہے،نہ کہ مارپیٹ یا ظلم۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ

"أَيْ:إِذَا لَمْ يَرْتَدِعْن بِالْمَوْعِظَةِ وَلَا بِالْهِجْرَانِ، فَلَكُمْ أَنْ تَضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، كَمَا ثَبَتَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ:"واتَّقُوا اللهَ فِي النِّساءِ، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوطِئْنَ فُرُشكم أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْن فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبا غَيْرَ مُبَرّح "[1]

یعنی:اگر عورتیں نصیحت سے اور علیحدگی اختیار کرنے سے باز نہ آئیں،تو تمہیں اجازت ہے کہ انہیں ایسا مارو جو سخت نہ ہو۔جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:'اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو،بے شک وہ تمہارے پاس قیدی(کی حیثیت)رکھتی ہیں،اور تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو مگر ایسا مارنا جو سخت نہ ہو۔

حدیث مبارکہ ہے۔

((لَا يَضْرِبْ خِيَارُكُمْ نِسَاءَكُمْ))[2]

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کو نہ مارے۔

یہ حدیث ہمیں آپ ﷺ کی زندگی سے سبق دیتا ہے کہ خاندان کی بھلائی باہمی احترام اور نرمی سے قائم رہتی ہے، نہ کہ تشدد سے۔اسلام نے عورتوں کو مردوں کے مساوی قرار دیا ہے اور بتایا کہ ایک عورت اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور تقرب کو حاصل کرنے مرد کے برابر ہے۔اللہ انسان کی تقوی اور نیت کے اعتبار سے اس کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔مرد کو نیک اعمال کی بنا پر جنت ملے گی تو عورت بھی اپنی نیکیوں کے بدلے جنت کی مستحق ہو گی۔ اسلام نے عورت کو عافیت کے سائے میں جگہ دی۔زبردستی شادی نبھانے کا تصور بھی اسلام میں نہیں ہے،اگر شادی شدہ زندگی دونوں میاں بیوی کے کوششوں کے باوجود نہیں چل رہی تو اسلام نے طلاق اور خلع کا حق دیا۔بیوہ یا طلاق یافتہ سے نکاح کرنے کی ترغیب دی حالانکہ بہت سارے معاشروں میں اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے عورت کو وہ تمام حقوق دیئے جس کہ وہ مستحق ہے۔

پانچواں کردار

اگلے ہی سین میں دکھایا جاتا ہے کہ عورت کے پیٹ پر ایک سیاہ کپڑا ہوتا ہے جس پر یہ والی آیت لکھی ہوتی ہے۔

[1] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (دمشق: دار طيبة للنشر والتوزيع،1420ھ) باب:2،34/295

[2] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب النکاح،ح:2142

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ﴾[1]

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔

اس آیت کو دکھاتے ہوئے وہ عورت کہتی ہے کہ اللہ آپ چاہتے ہیں کہ عورتیں پردے میں رہیں اور اپنی زیب و زینت کسی کو نہ دکھائیں اپنی نگاہوں کو پست رکھیں۔ اے اللہ میں بالکل ایسا ہی کرتی ہوں اپنا چہرہ اور ہاتھ کسی کو نہیں دکھاتی یہاں تک کہ اپنی ٹانگوں کو بھی گھسیٹ کر نہیں چلتی کہ کہیں لوگ متوجہ نہ ہو سکے۔ ضرورت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہیں نکلتی اور جب بھی جاتی ہوں تو شوہر یا باپ کی اجازت لے کر چادر اوڑھ کر جاتی ہوں کبھی کبھار میرے دل میں گناہ کا تصور آتا ہے کہ میرے بال بھی کھلے ہو اور میری جسم پر دھوپ لگ رہی ہو میں بھی کسی خوبصورت "ساحلِ سمندر" پر بیٹھی ہوں۔ دنیا کا سفر کرنے اور تمام جگہوں اور لوگوں کے بارے میں سوچتی ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے یہ ساری چیزیں میں نہیں دیکھ پاؤں گی اور نہ ہی میں دنیا کے زیادہ لوگوں سے جان پہچان کر پاؤں گی کیونکہ ایسا کرنا میری "حیا" کے خلاف ہے اور کہیں میرا ایسا کرنے سے آپ ناراض نہ ہو جائیں تو میں خوشی سے سر سے پاؤں تک جسم کو ڈھکتی ہوں تاکہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔

جواب

اس سے یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ اسلام میں عورت قید ہو کر رہ جاتی ہے اسے گھر سے باہر جانے تک کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسلام نے عورت کو گھر میں قید قرار نہیں دیا، بلکہ شرعی حدود، ضرورت، اور پردے کی پابندی کے ساتھ گھر سے باہر نکلنے کی اجازت بخشی ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

يجوز خروجها في شئ مِنْ ذَلِكَ إلَّا مَعَ مَحْرَمٍ أَوْ زَوْجٍ[2]

اسے ان میں سے کسی کام کے لیے باہر نکلنے کی اجازت نہیں، مگر محرم یا شوہر کے ساتھ۔

فقہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے نزدیک ضرورت (خرید و فروخت، طبی علاج، تعلیم وغیرہ) کی صورت میں باہر نکلنا شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ پردہ مکمل، غیر متبرجہ کپڑے، مختصر مسافت، بلا ضرورت باہر نکلنا منع، تاکہ عورت کی عزت و حفاظت برقرار رہے۔

جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[1] الاحزاب: 33

[2] النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى، المجموع شرح المهذب (بيروت: دار الفكر 1423ھ) باب: الفوات والاحصار، 8/341

إن الْمَرْأَة عَورَة فَإِذا خرجت استشرفها الشَّيْطَان وَ أقرب مَا تكون من رَحْمَة رَبهَا وَهِي فِي قَعْر بَيتهَا[1]

بیشک عورت (اپنے وجود کے اعتبار سے) پردے میں رکھنے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے (لوگوں کی نظروں میں) نمایاں کرتا ہے، اور وہ اپنے رب کی رحمت کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصے میں رہتی ہے۔

قرآن کریم کی آیت "**وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى** یہ آیت ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے نازل ہوئی، لیکن عمومیت کے باعث پوری امت پر نافذ ہے۔

مولانا تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ

عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے لیے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے حاجت کے وقت عورت پردے کے ساتھ باہر جاسکتی ہے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہے۔

((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ))[3]

عورت جب بغیر ضرورت گھر سے نکلے تو شیطان اسے بہکانے کا سوچتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد بھی نبی کریم ﷺ نے مجھ سمیت اپنی ازواج کو جہاد میں لے جانے کے لیے قرعہ ڈالا۔

(عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الحَدِيثِ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الحِجَابُ)[4]

یہ ثابت کرتا ہے کہ پردے کی صورت میں ضرورت پر خواتین کا بیرونِ وطن یا گھر سے نکلنا جائز ہے۔ اسلام نے عورت کو کبھی غلام یا تابع نہیں بنایا، بلکہ اس کو قانونی، معاشرتی اور تمدنی سطح پر وہ تمام حقوق دیے جو اس کے فطری تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔ عورت کو پردہ کا حکم ضرور دیا، مگر یہ قید نہیں، بلکہ عزت و وقار کا محافظ ہے۔ یورپ نے

---

[1] السیوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين، الدر المنثور (بیروت: دار الفکر 973ھ) باب:6، 600/33

[2] تقی عثمانی، آسان ترجمہ قران، 823

[3] محمد ترمذی، سنن الترمذی (مطبعہ مصطفیٰ البابی)، ح 1173

[4] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، ح:2879

آزادی کے نام پر مذہب کو کچلا، معاشرت کو بگاڑا، اور عورت کو بازار کی زینت بنادیا۔ اس کے بر عکس اسلام نے آزادی کو اخلاق و شرافت کے دائرے میں رکھا۔[1]

ہاں اسلام نے بلاضرورت عورت گھر سے باہر جانے کو ناپسند فرمایا ہے لیکن اسلام کے اس حکم میں عورتوں کے لئے ہی فائدہ ہے وہ اس طرح سے کہ ان کی عزت و عصمت کی حفاظت رہے گی کیونکہ عورت بغیر پردہ کے اگر باہر گھومے گی تو اس کی مثال ایک قیمتی چیز کی ہے کہ جب کوئی انسان قیمتی چیز لے کر سرے عام باہر گھومے گا تو لازماً کسی کی نیت اس قیمتی چیز کے لئے خراب ہو جائے گی اور چوری ہو جائے گی اب کوئی عقل مند شخص لازماً یہ نہیں کہے گا کہ چوروں کو چاہیے کہ وہ باز رہے' بلکہ اس شخص کو کہا جائے گا کہ آپ کو قیمتی چیز لے کر باہر نہیں نکلنا چاہیے تھا' بلکل اسی طرح عورت کا معاملہ ہے۔ اعداء اسلام 'اسلام پر اعتراضات کرنے کے لئے اس قسم کے حیلے اختیار کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی نظر میں اسلام کی وقعت ختم ہو جائے اور عورت خود اپنے لئے قرآن کے اس حکم کو قید سمجھے جبکہ ' اسلام عورت کی عزت و عصمت کا محافظ ہے۔

چھٹا کردار

چھٹا کردار اس چیز پر مبنی ہوتا ہے کہ وہ عورت کہتی ہے میرے گھر ایک دن میرے والد کا بھائی جس کا نام "حکیم" تھا رہنے کے لیے آیا اور وہ جب گھر میں کوئی نہ ہوتا تو مجھے زیادتی کا نشانہ بناتا جب میں نے اپنی ماں سے اس بات کا ذکر کیا تو میری ماں نے یہ بات میرے والد کو بتائی میرے والد صاحب نے اس بات پہ میرا بھروسہ نہیں کیا اور کہا اپنی زبان کو خاموش رکھو اور میرے بھائی کی عزت کو معاشرے کے سامنے خراب مت کرو۔

جواب

اعداء اسلام 'اسلام کی قدر کو کم کرنے کے لیے اس قسم کے واقعات سنا رہے ہیں جس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ ایک مسلمان عورت جتنی بھی پردے میں ہو اور باہر کی دنیا سے اس کو دور رکھا جائے پھر بھی اپنے گھر میں ہی وہ محفوظ نہیں رہتی اور نہ ہی اس کے والد اور بھائی اس کے حق میں بولتے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل بھی درست نہیں اسلام کبھی بھی اپنی جوان بیٹیوں کو مردوں کے ساتھ تنہا رکنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کو زیادتی کا نشانہ بناتا ہے تو اسلام اس کی مذمت کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ ﴾[2]

---

[1] آزاد، ابوالکلام، اسلام میں آزادی کا تصور، (دار المصنفین: شبلی اکیڈمی 2010)، ص 22-48

[2] النور: 33

کسی عورت کو زنا پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

امام شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک:

إذا أكرهت المرأة على الزنا: فلا يقام عليها الحد عند جمهور الفقهاء، سواء أكان الإكراه تاماً أم ناقصاً[1]

"اگر عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، چاہے زبردستی مکمل ہو یا جزوی۔

یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مکرہ عورت کو گناہ نہیں، جب گناہ نہیں تو حد بھی دور ہو جاتی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

إن الحنفية لا يوجبون الحد في حالة الإكراه التام، ويوجبونه في حالة الإكراه الناقص.[2]

حنفی فقہاء کے نزدیک اگر زبردستی (مکمل اکراہ) یعنی ایسا دباؤ ہو کہ انسان کو کوئی چارہ نہ ہو، جیسے جان کا خطرہ ہو، تو ایسی حالت میں حد (سزا) لازم نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اکراہ ناقص ہو، یعنی صرف معمولی دباؤ یا دھمکی ہو (جیسے مارنے کا ڈر بغیر جان جانے کے)، تو اس حالت میں حد واجب ہوتی ہے۔

ہمارا معیار "اسلام" ہے کوئی "مسلمان" نہیں 'اسلام کا ہر حکم انسانیت کے بھلائی کے لئے ہے ۔اگر ایک مسلمان اسلام کے احکامات پر عمل درآمد ہوتا ہے تو اس کے لئے اجر ہے لیکن اگر کوئی مسلمان تعلیمات اسلامی پر عمل کرنے سے کوتاہی برتا ہے تو ایک کی غفلت کی بناء پر اسلام کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اگر وہ اسلام پر عمل کرتا تو کوئی غلط کام کرتا ہی کیوں ؟دوسری بات یہ ہے کہ انسانوں کے غلط اعمال کا تعلق ان کے مذاہب سے نہیں ہوتا کیونکہ دنیا کا کوئی بھی مذہب اپنے پیروکاروں کو غلطی کی طرف نہیں بلاتا، پھر اسلام تو آیا ہی انسانی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہے تو پھر ان کا یہ اشکال جو کہ اسلام کو دنیا کے سامنے برا بنانے کے لیے ہے کیسے صحیح ثابت ہو سکتا ہے۔

خلاصہ کلام

اس ڈرامے کا نام " سبمیشن " ہے جو کہ 2004 میں ریلیز ہوئی۔ ڈرامے کو" تھیووان گوگ "نے پروڈیوس کیا تھا۔ " سبمیشن " لفظ اسلام کے ترجمے میں سے ایک ہے جس کا مطلب ہے " سپرد کرنا " سر تسلیم خم کرنا ہے۔یہ ڈرامہ مسلمان عورت کے کرداروں پر بنایا گیا ہے کہ کس طرح ایک مسلمان عورت اپنی زندگی میں مختلف مقامات پر حالات کے اگے سر تسلیم خم کر دیتی ہے اور مجبور کر دی جاتی ہے۔ڈرامے میں قرآنی آیات کی بہت توہین کی گئی ہے، آیات کو عورت کے برہنہ جسم پر لکھا گیا ہے اور ساتھ ہی ایک اداکارہ مختلف مسلم خواتین کی کہانی بتاتی ہے جس میں سے کچھ عورتیں وہ ہوتی ہیں جن کی اجازت کے بغیر ان کی شادی کر دی جاتی ہے جس سے وہ ناخوش ہوتی ہیں، کچھ وہ ہوتی ہیں

---

[1] الزُّحَيْلِيّ، وَهْبَة بن مصطفى، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، (دمشق: دار الفكر، 1984ھ) 6/ 4448

[2] ایضا، 4449

جو شوہر کے ظلم وزیادتی کو برداشت کرتی ہیں، کچھ وہ ہوتی ہیں جن کے گھروں میں ہی ان کا کوئی عزیز رشتہ دار ان کو ہوس کا نشانہ بناتا ہے۔ڈرامے میں ان واقعات کا ذکر کر کے اسلام کے وقعت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو قابل مذمت بات ہے دین اسلام نے عورت کا مقام دنیا کے سامنے واضح کر دیا ہے چاہے وہ ماں بیٹی یا بہن بیوی کی صورت میں ہو،ماں کی صورت میں اس کی پاؤں کے نیچے جنت رکھ دی گئی ہے بیٹی کی صورت میں وہ رحمت ہے بیوی کی صورت میں وہ ساتھی ہیں وراثت میں اس کا ایک حصہ مقرر ہے ہر طرح سے اسلام نے عورت کو تحفظ دیا ہے۔

مبحث دوم

"Fitna" ڈرامہ کا جائزہ

ڈرامہ کا مختصر تعارف

اس ڈرامہ کا نام "فتنہ" ہے جو کہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے آزمائش، امتحان۔ یہ ڈرامہ 27 مارچ 2008 کو پانچ مختلف زبانوں میں ریلیز ہوا۔ جس میں ڈچ، انگلش، عربی، فارسی، ترکش شامل ہیں۔ اس ڈرامہ کے رائیٹر "Geert Wilders" جبکہ ڈائریکٹر "Scarlet Pimpernel" ہیں۔ اس کا دورانیہ 16 منٹ کا ہے۔[1] اس ڈرامہ کو دیکھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو ترغیب دیتا ہے کہ جو غیر مسلم ہے تم ان کو جہاں دیکھو قتل کرو، ان کے لیے جہنم کی اگ ہے۔ اور اس کے ثبوت کے طور پر قرآنی آیات کا سہارا لیا گیا ہے، مزید مسلمانوں کے علماء کی تقاریر، میڈیا کلپس اور اخبارات جس میں مسلمانوں کی جانب سے دنیا بھر میں غیر مسلموں کے ساتھ جو کاروائیاں ہوئی ہے ان کو دیکھا کر مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈرامہ کے مطابق اسلام دہشت گردی، سام دشمنی، ہم جنس پرستی کی مخالفت، عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک، اسلام کی تمام دنیا پر بالادستی اور کافروں کو محکوم بنانے کی تعلیمات اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے۔ ڈچ سیاستدان "[2] گرت ویلڈرز" نے اسلام کے خلاف "فِتنہ" نامی 16 منٹ کی فلم بنائی۔ اس ڈرامہ میں قرآن کی آیات کے ساتھ جرائم و دہشت گردی کی خبروں کو ملا کر یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کتنا خطرناک ہے۔ اس کی تعلیمات عورتوں کے ساتھ نامناسب سلوک، دہشت گردی، قتل و فساد کی تعلیمات فراہم کرتا ہے۔

ریلیز کے وقت کوئی چینل یا انٹرنیٹ کمپنی اس ڈرامہ کو دکھانے کے لیے تیار نہ ہوئی لیکن 2008 میں "لایو لیک" پر یہ فلم آن لائن آگئی اور تین گھنٹوں میں 30 لاکھ لوگوں نے دیکھ لی۔ اس چینل کی سائٹ پر کام کرنے والوں کو دھمکیاں ملنے کے بعد فلم ہٹا دی گئی۔ اس ڈرامہ "فِتنہ" کے خلاف معافی کی ویڈیوز بنا کر اصل فلم کو دبانے کی کوشش بھی کی گئی۔

---

[1] A short film by Geert wilders,7/12/2025, 10:13AM "https://archive.org/details/Fitna

[2] گرت ویلڈرز سیاستدان کو اکثر انتہا پسند دائیں بازو سے تعلق رکھنے والا کہا جاتا ہے، لیکن اس کی سیاسی پوزیشنیں زیادہ پیچیدہ ہیں کیونکہ وہ عورتوں اور ہم جنس پرستوں کے لیے مساوی حقوق کا حامی ہے، اسرائیل کے حق میں موقف اختیار کرتا ہے اور رائے کی آزادی کا پرجوش حامی ہے۔ تاہم، یہ آزادی مسلمانوں اور اسلام کے لیے نہیں ہے کیونکہ اس نے قرآن پر پابندی لگانے کا بھی تجویز کیا تھا۔

"فتنہ" ڈرامہ میں اسلاموفوبیا کے مظاہر

قرآن اور دہشت گردی

فلم کے ابتدائی مناظر میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ناپاک جسارت کی گئی، جہاں ایک مسلمان کی داڑھی، کلمہ طیبہ والی ٹوپی، اور اس پر بندھا بم دکھا کر یہ تاثر دیا گیا کہ نعوذ باللہ اسلام کا نبی دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے بعد مختلف آیاتِ قرآنیہ دیکھائی گئی جیسے

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ﴾[1]

اور ان کے لیے جتنی قوت ہوسکے تیار رکھو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو تاکہ اس تیاری کے ذریعے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اور جو اُن کے علاوہ ہیں انہیں ڈراؤ، تم انہیں نہیں جانتے اور اللہ انہیں جانتا ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾[2]

بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے ۔ جب کبھی ان کی کھالیں خوب جل جائیں گی تو ہم ان کی کھالوں کو دوسری کھالوں سے بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ چکھ لیں۔ بیشک اللہ زبردست ہے ،حکمت والا ہے۔

﴿ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ﴾[3]

جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں خوب قتل کرلو تو (قیدیوں کو) مضبوطی سے باندھ دو۔

ان آیات کو دہشت گردی کے واقعات مثلاً 9/11[4] ، میڈرڈ ٹرین[5] حملے، اور لندن بم دھماکوں[6] کے ساتھ جوڑ کر یہ ظاہر کیا گیا کہ مسلمانوں کی شدت پسندی کی جڑیں قرآن میں ہیں۔

---

[1] الانفال:60

[2] النساء:56

[3] محمد: 4

[4] 11 ستمبر 2001 کو امریکا کے تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون پر القاعدہ سے تعلق رکھنے والے 19 دہشت گردوں نے ہوائی جہاز اغوا کر کے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تقریباً 3000 افراد ہلاک ہوئے۔

[5] اسپین کے دارالحکومت میڈرڈ میں ٹرین بم دھماکے کو 11 مارچ 2004 کے واقعے کے طور پر جانا جاتا ہے، اور یہ یورپ کی تاریخ کے بدترین دہشت گرد حملوں میں سے ایک تھا۔ ہدف صبح کے وقت چار مختلف مسافر ٹرینیں بنی، حملے کی نوعیت دس بم، جو کہ بیگوں میں رکھے گئے تھے، ریموٹ کنٹرول یا ٹائمر کے ذریعے پھٹے، 193 افراد جاں بحق، 2000 سے زائد افراد زخمی ہوئے۔

[6] 7 جولائی 2005 کو لندن میں پبلک ٹرانسپورٹ (بس اور انڈر گراؤنڈ ٹرینز) کو نشانہ بنایا گیا، جس میں 52 افراد ہلاک اور 700 سے زائد زخمی ہوئے۔ حملہ آور برطانوی مسلمان تھے، جنہوں نے ان حملوں کو مغربی ممالک کی مشرقِ وسطیٰ میں مداخلت کا ردعمل قرار دیا۔

مزید یہ کہ بعض انتہا پسند افراد جیسے ابو حمزہ المصری[1] کو اپنے خطاب میں کہتے ہوئے دیکھاتے ہیں کہ اللہ اس بات سے خوش ہوتا ہے جب غیر مسلم کو مارا جاتا ہے اور ان کو گن گن کر مارو اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔

ساتھ ہی شیخ بکر السامرائی[2] کو دیکھاتے ہیں جو تلوار کو بلند کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "اے محمد کی قوم: اگر اللہ ہمیں اجازت دے تو ہم ہر یہودی کا سر قلم کریں گے، جب ہر پتھر کہے گا کہ اے مسلمانوں! یہ یہودی یہاں چھپا ہے آؤ اور اسے مارو۔ ہال میں موجود لوگوں کا ہجوم اللہ کے لیے جہاد کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

ڈرامہ میں یہ بھی دکھایا گیا کہ مسلمانوں کو دیگر مذاہب سے دشمنی ہے اور وہ بچوں کو بھی نفرت سکھاتے ہیں، جیسے "بسم اللہ" نامی بچی کا منظر[3]۔

اس کے بعد ایک بم دھماکے میں لوگوں کو اگ میں جلتا دیکھاتے ہیں، پھر ان کی لاشیں اور زخمی لوگوں کو دیکھایا جاتا ہے۔ کچھ برقعہ پہنے ہوئی خواتین کو دیکھاتے ہیں جو بینرز پکڑے ہوئے احتجاجی مظاہرے کر رہی ہوتیں ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے " Be Prepared The Real Hollocaust " اور "God Bless Hitler"۔ ساتھ ہی ایرانی شیعہ مسلمانوں کو دیکھایا جاتا ہے جو ہٹلر[4] کو سلام پیش کرتے ہیں۔

ڈچ فلم ڈائریکٹر "تھیو وان گوگ" کے قتل کو دیکھایا گیا ہے اس کا قتل محمد بوئیری نے کیا تھا۔ بوئیری کہتا ہے کہ اگر مجھے دوبارہ جیل سے نکل کر اسے مارنے کا موقع ملے جیسا کہ دو نومبر کو ملا تو میں دوبارہ بھی ماروں گا۔ اس کے بعد بوئیری کے حق میں احتجاج دیکھایا جاتا ہے لوگوں نے ہاتھوں میں قرآن اور خون الود تلواریں پکڑی ہوتی ہے۔ جو کہ "تھیو وان گوگ" کے ساتھ جو ہوا اس سے سبق حاصل کرنے کا اور اپنے خون سے ادائیگی کرنے کی تنبیہ کرتے ہوئے دیکھایا گیا ہے۔ مسلمانوں کے انٹرویو کو دیکھایا جاتا ہے جس میں مرتدین کے بارے میں اسلام کے احکام کو بتایا جاتا ہے کہ اسلام کے حکم کے مطابق اگر کوئی اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت یا یہودیت اختیار کرتا ہے تو اس کا قتل کر دیا جاتا ہے اس کو سزائے موت سنائی جاتی ہے۔ ان تمام منفی مناظر کے ذریعے اسلام کی امن، رواداری، اور انسانیت

---

[1] ابو حمزہ المصری (پ 1958) ایک مصری نژاد برطانوی مبلغ اور شدت پسند نظریات کے حامل خطیب تھا، جو لندن کی مسجد فنزبری پارک سے اپنے اشتعال انگیز خطبات کے سبب مشہور ہوا۔ اسے دہشت گردی کی حمایت اور نفرت انگیز تقریروں کے الزامات میں برطانیہ اور بعد ازاں امریکہ میں سزا ہوئی۔

[2] ایک عراقی عالمِ دین تھے جن کا تعلق شہر سامراء سے تھا۔ ان کا مکمل نام اکثر "شیخ بکر بن عبد اللہ السامرائی" کے طور پر ملتا ہے۔

[3] جس کی عمر تقریباً ساڑھے تین سال ہوتی ہے۔ جو یہودیوں کو بندر اور خنزیر کہتی ہے جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کہاں سے اسے معلوم ہوا تو کہتی ہے اللہ نے قرآن میں یہ بتایا ہے۔

[4] ہٹلر، ایڈولف (1889–1945) جرمنی کا آمر حکمران اور نازی پارٹی کا سربراہ، جس نے 1933 سے 1945 تک جرمنی پر حکومت کی۔ وہ دوسری جنگِ عظیم کا مرکزی کردار اور لاکھوں یہودیوں کے قتلِ عام (ہولوکاسٹ) کا ذمہ دار تھا۔ اس کی نسل پرستانہ اور فاشسٹ پالیسیوں نے یورپ اور دنیا کو شدید تباہی سے دوچار کیا۔

پر مبنی تعلیمات کو چھپانے اور اسلام کو عالمی امن کے لیے خطرہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی، جو سراسر جھوٹ بد دیانتی اور مذہبی تعصب پر مبنی پروپیگنڈا ہے۔

جواب

اسلام کے تصورِ جہاد کو دہشتگردی سے جوڑنا مغربی اسلاموفوبک بیانیے کا ایک مرکزی عنصر ہے، جس کا اظہار (Fitna) جیسی ڈراموں، فلموں اور مغربی ذرائع ابلاغ میں اکثر ہوتا ہے۔ ان ڈرامہ میں سورہ انفال60، سورہ محمد4 اور سورہ نساء 89 جیسی آیات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کیا گیا ہے، اور یوں تاثر دیا جارہا ہے کہ قرآن غیر مسلموں کے قتل کی تعلیم دیتا ہے۔ مثلاً "وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ" (الانفال:60) کو جارحانہ اقدام کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ آیت خالصتاً "دفاعی تیاری" کے ضمن میں نازل ہوئی ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں وضاحت کی ہے کہ یہ دشمن کے ممکنہ حملے سے بچاؤ کے لیے دفاعی حکمت عملی ہے، نہ کہ بلاجواز جنگ کا حکم ہے۔

جیسا کہ تفسیر رازی میں ہے:

إِنَّهُ لَمَّا اتَّفَقَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ بَدْرٍ أَنْ قَصَدُوا الْكُفَّارَ بِلَا آلَةٍ وَلَا عُدَّةٍ أَمَرَهُمُ اللَّه أَنْ لَا يَعُودُوا لِمِثْلِهِ وَأَنْ يَعُدُّوا لِلْكُفَّارِ مَا يُمْكِنُهُمْ مِنْ آلَةٍ وَعُدَّةٍ وَقُوَّةٍ، وَالْمُرَادُ بالقوة هاهنا: مَا يَكُونُ سَبَبًا لِحُصُولِ الْقُوَّةِ وَذَكَرُوا فِيهِ وُجُوهًا: الْأَوَّلُ: الْمُرَادُ مِنَ الْقُوَّةِ أَنْوَاعُ الْأَسْلِحَةِ[1]

جب بدر کے واقعے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ انہوں نے کفار کا رخ بغیر کسی (مناسب) اسلحہ اور سامانِ جنگ کے کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ آئندہ ایسا نہ کریں، اور کفار کے مقابلے کے لیے جتنا ممکن ہو اسلحہ سامان اور طاقت تیار رکھیں۔ یہاں "قوت" سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں، اور مفسرین نے اس میں مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہاں "قوت" سے مراد مختلف قسم کے ہتھیار ہیں۔

قرآن نے "قوۃ" کا عام لفظ استعمال کر کے بتایا کہ دفاع صرف ایک ہتھیار سے نہیں بلکہ ہر مؤثر ذریعے سے ہونا چاہیے، چاہے وہ جدید اسلحہ ہو، افرادی قوت ہو یا معاشی و اجتماعی ترقی کے وسائل ہوں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ہر ممکن دفاعی طاقت کا اہتمام کریں۔[2]

اسی طرح سورہ محمد (آیت 4) اور سورہ نساء (آیت 89) بھی جنگی حالات میں دی جانے والی ہدایات پر مشتمل ہیں، جو صرف میدانِ جنگ میں ریاست کی زیرِ قیادت لاگو ہوتی ہیں، نہ کہ عام زندگی یا انفرادی سطح پر۔ تفسیر ابن کثیر میں

---

[1] الرازي، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي، مفاتيح الغيب التفسير الكبير، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1420ھ) 15/ 499

[2] تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، 325

بھی ان آیات کو سیاق و سباق کے ساتھ جنگی ضوابط کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کا بنیادی پیغام امن، عدل اور انسانی جان کے احترام پر مبنی ہے۔ قرآن کہتا ہے: "جس نے ایک جان کو ناحق قتل کیا، گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا"۔ [1]

یہ آیت اس حقیقت کی مظہر ہے کہ اسلام کسی بھی بے گناہ انسان، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، کے قتل کو سختی سے منع کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث بھی اس حقیقت کو مزید واضح کرتی ہیں، جیسا کہ

((المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده---)) [2]

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اسلامی فقہ میں بھی جہاد کا اعلان صرف ریاست یا امام المسلمین کا اختیار ہے، نہ کہ کسی فرد، گروہ یا تنظیم کا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا يجوز غزو الجيش إلا بإذن الإمام مهما كان الأمر؛ لأن المخاطب بالغزو والجهاد هم ولاة الأمور، وليس أفراد الناس، فأفراد الناس تبع لأهل الحل والعقد، فلا يجوز لأحد أن يغزو دون إذن الإمام. [3]"

کسی لشکر کا حملہ کرنا امام (حاکم) کی اجازت کے بغیر جائز نہیں، چاہے معاملہ کچھ بھی ہو؛ کیونکہ غزوہ اور جہاد کا مخاطب عام لوگ نہیں بلکہ حکمران اور اولی الامر ہوتے ہیں۔ عوام کا فرض ہے کہ وہ اہلِ حل و عقد (علماء و قیادت) کی پیروی کریں، لہٰذا کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ امام کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نکلے۔

یہ عبارت اسلامی ریاست میں جہاد کے نظم و ضبط کو واضح کرتی ہے، جس کے مطابق جہاد کا اعلان اور قیادت صرف حاکمِ وقت یا اہلِ حل و عقد کا اختیار ہے، نہ کہ انفرادی سطح پر عام افراد کا، تاکہ انتشار، فتنہ اور غیر مجاز کارروائیوں سے بچا جا سکے۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا شَرَائِطُ جَوَازِ إِقَامَتِهَا فَمِنْهَا مَا يَعُمُّ الْحُدُودَ كُلَّهَا، وَمِنْهَا مَا يَخُصُّ الْبَعْضَ دُونَ الْبَعْضِ، أَمَّا الَّذِي يَعُمُّ الْحُدُودَ كُلَّهَا فَهُوَ الْإِمَامَةُ: وَهُوَ أَنْ يَكُونَ الْمُقِيمُ لِلْحَدِّ هُوَ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ وَلَّاهُ الْإِمَامُ." [4]

---

[1] المائدہ: 32

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون---، ح:10

[3] العثیمین، محمد بن صالح، (قاھرۃ: دار الکتب العلمیہ، 1417ھ) باب: ولا یجوز الغزو الا باذنہ الا ان یفجاھم عدو، 8، /22

[4] علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، (الناشر: دار الکتب العلمیۃ، 1327) باب: فی فصل شرائط جواز اقامتہ الحدود، 7/57

"جہاں تک حدود کے قائم کرنے کی جائز شرائط کا تعلق ہے، تو ان میں سے بعض ایسی ہیں جو تمام حدود پر لاگو ہوتی ہیں، اور بعض ایسی ہیں جو کچھ خاص حدود کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ شرط جو تمام حدود پر لاگو ہوتی ہے، وہ ہے امامت، یعنی یہ کہ حد نافذ کرنے والا شخص یا تو خود امام (حاکمِ وقت) ہو یا وہ شخص جسے امام نے اس کام پر مقرر کیا ہو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں عسکری طاقت کا استعمال مکمل ضابطوں اور ریاستی نظم و نسق کے تحت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں، اسلام کسی بھی عمر یا مذہب کے فرد پر ظلم، تشدد یا نفرت کی تعلیم نہیں دیتا۔ بچوں، عورتوں، اور غیر جنگی افراد پر ظلم کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ))[1]

جو رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام رحم، عدل اور انسان دوستی کا مذہب ہے، اور اس کی تعلیمات میں دہشتگردی یا نفرت کی کوئی گنجائش نہیں۔ درحقیقت، مغربی میڈیا اور فلموں میں قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، اور چند انتہا پسند افراد کے افعال کو پوری امت مسلمہ سے جوڑنا علمی خیانت اور گمراہ کن پروپیگنڈا ہے۔ فتنہ ڈرامہ اسی رویے کی ایک واضح مثال ہے، جس میں قرآن کی آیات کو سیاق و سباق سے الگ کر کے مسلمانوں کو دہشتگرد اور تشدد پسند ثابت کرنے کی کوشش کی گئی، جو حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ اسلامی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ ان اعتراضات کو بے بنیاد ثابت کرتا ہے۔

آج اسلام کے ساتھ دہشت گردی کی اصطلاح کا استعمال درست نہیں۔ نائن الیون میں جن طیاروں سے حملہ کیا گیا، وہ خودکش بمباروں کے ذریعے ہوا، اور اسے اسلام سے جوڑنے کے لیے مسلمانوں کے بارے میں یہ افسانہ تراشا گیا کہ وہ ایمان رکھتے ہیں کہ اگر وہ خودکش حملہ کریں گے تو جنت میں اعلیٰ مقام حاصل کریں گے۔ اسی بیانیے کو کئی ڈراموں اور فلموں میں بھی دکھایا گیا۔ تاہم، نائن الیون سے پہلے بھی دنیا کی تاریخ میں خودکش حملے ہو چکے ہیں، جیسے کہ سری لنکا کی تنظیم تامل ٹائیگرز (Tamil Tigers) جو کہ ہندو تھے، انہوں نے بھی متعدد خودکش حملے کیے، لیکن اس کے باوجود کسی نے ہندومت کو دہشت گردی کا مذہب قرار نہیں دیا۔[2]

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، ح:6013

[2] ڈاکٹر منور صابر، ففتھ جنریشن وارفیر اور اسلاموفوبیا، روزنامہ دنیا، 1 مارچ، 9:16pm
https://dunya.com.pk

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر جاپانی پائلٹوں نے امریکی جہازوں پر خودکش حملے کیے تو کسی نے بدھ مت پر دہشت گردی کا الزام نہیں لگایا۔[1]

اور یہ درست بھی ہے کیونکہ کوئی مذہب بھی دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا تو پھر اسلام کے ساتھ اس کو کیوں جوڑا گیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اعتدال پسند دکھانے کے بجائے مغرب کو اصل حقائق سے اگاہ کریں کہ اسلام "اعتدال پسند" ہی ہے۔ ظاہر ہے اسلام کا معیار " قرآن وحدیث" ہے کوئی بھی مسلمان اگر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے عمل کی وجہ سے اسلام پر اعتراض نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ معیار ہی نہیں ہے بلکہ اس معاملہ میں " قرآن" کو دیکھنا چاہیے۔ یہاں پر بھی کسی مسلمان کے عمل کی وجہ سے پورے دین اسلام پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے اور توہین رسالت کا مرتکب اگر کوئی ہوتا ہے تو سزا دینا عام عوام کا کام نہیں کہ ریاست کا کام ہے۔

اسلامی عالمگیریت

ڈرامہ کے درمیانہ حصہ میں ان قرآنی ایات اور امام کے خطبہ کا ذکر کیا گیا ہے جس میں اسلام کی عالمگیریت ثابت ہوتی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ اسلام کے پیروکاروں نے اس عالمگیریت کو حاصل کرنے کے لئے دنیا میں دہشت گردی پھیلائی، لوگوں کو مارا قتل عام کیا۔ پھر عبدالرحمان سلیم[2] کی تقریر کی ویڈیو دیکھائی جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ: اسلام کو تمام مذاہب پر بالادستی حاصل ہے اسلام کو یہودیت، عیسائیت، ہندومت اور بت مت پر برتری حاصل ہے اللہ کے نزدیک دین صرف "اسلام" ہے جو بھی اس کے علاوہ مذہب اختیار کرتا ہے وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں۔

اس کے فورا بعد ڈچ اخبار کی سرخیاں دیکھائی جاتی ہے جس میں اسلام کی مخالفت کرنے والے نامور شخصیات کو قتل کی دھمکیوں کا ذکر ہوتا ہے، جن میں سابق مسلمان، ایان علی، رشدی شامل ہیں۔ پھر سین دیکھاتے ہیں جس میں القاعدہ تنظیم[3] کے افراد توحید کے جھنڈے کے تحت یوجین آرمسٹرانگ[4] کا سر قلم کرکے اس کا کٹا سر ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے دیکھایا جاتا ہے۔

اور پھر سورہ انفال کی آیت نمبر 39 کا ذکر کی تلاوت کی جاتی ہے۔

---

[1] Victoria, Brian Daizan. *Zen at War*. (Lanham, MD: Rowman & Littlefield 2006), p:36

[2] رحمن یحیائی، سابق رکن Al-Muhajiroun، نے 2001 میں عسکری تربیت حاصل کی؛ 2006 و 2008 میں نفرت انگیز تقریر اور دہشت گردی کے الزام میں برطانیہ میں سزا یافتہ ہوا۔

[3] القاعدہ عسکریت پسند تنظیم ہے جو 1988 میں اسامہ بن لادن نے افغانستان میں سوویت افواج کے خلاف قائم کی۔ یہ تنظیم عالمی سطح پر دہشت گردی کی کئی بڑی کارروائیوں، بشمول نائن الیون کے حملوں کی ذمہ دار قبول کرتی ہے۔ Wright, Lawrence. *The Looming Tower: Al-Qaeda and the Road to 9/11*. Knopf, 2006.

[4] ایک امریکی کنٹریکٹر جو 2004 میں عراق میں عسکریت پسندوں کے ہاتھوں اغوا ہوا اور بعد ازاں قتل کر دیا گیا۔

﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾[1]

اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ شرک کا غلبہ نہ رہنے پائے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر یہ باز آ جائیں تو اللہ ان کے اعمال دیکھنے والا ہے۔

اس آیت کے بعد[2] آیت اللہ علی مشکینی کو جمعہ کے خطبہ میں خطاب کرتے ہوئے دیکھایا گیا ہے کہ "اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے، اس نے پہلے بھی ایسا کیا ہے اور آخر کار دوبارہ حکومت کرے گا۔

پھر ایران کے صدر محمود احمدی نژاد[3] کو دیکھایا گیا جو کہتے ہیں:

ایرانی انقلاب کا پیغام عالمی ہے، اور کسی مخصوص جگہ یا وقت تک محدود نہیں ہے۔ کوئی شک نہیں... اللہ نے چاہا تو اسلام فتح کرے گا، یہ دنیا کی تمام پہاڑی چوٹیوں کو فتح کر لے گا۔

ابراہیم مدیرس[4] کو ایک جماعت سے خطاب کرتے ہوئے دیکھایا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "ہم نے پہلے بھی دنیا پر حکومت کی ہے، اور اللہ کی قسم، وہ دن آئے گا جب ہم دوبارہ پوری دنیا پر حکومت کریں گے! وہ دن آئے گا جب ہم امریکہ پر حکومت کریں گے۔ وہ دن آئے گا جب ہم برطانیہ اور پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔!" ہمیں اللہ پر بھروسہ ہے۔

اس کے فورا بعد سین دیکھایا جاتا ہے کہ برطانیہ میں ڈنمارک کے سفارت خانے کے باہر مظاہرین کو ایسے نشانات اٹھائے ہوئے دکھائے گئے ہیں جن پر لکھا ہے: "اسلام دنیا پر غلبہ حاصل کرے گا" اور "آزادی جہنم میں جائے گی"۔

ان سینز کو دیکھا کر یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ اسلام دنیا میں ظلم و طاقت کی زور پر پھیلا ہے اور مسلمان جہاد اسی لئے کرتے ہیں کہ دنیا میں خوف پھیلا کر لوگوں کو مسلمان کر سکے۔

جواب

اس ڈرامہ میں "جہاد" کا مذاق اڑایا گیا ہے اعداء اسلام اس قسم کی فلم وڈرامہ بنا کر "جہاد" کی غلط تشریح عام عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اسلام کا جہاد دراصل ظلم وفساد کے خاتمے کے لئے اور عدل وقسط کے قیام کے لئے ہوتا ہے، نہ کہ مذہب کی تبلیغ کے لئے تلوار اٹھائی گئی ہو۔

---

[1] الانفال، 39

[2] آیت اللہ علی مشکینی (پ: 1921) قم ونجف میں تعلیم یافتہ، امام خمینی کے شاگرد اور 1983–2007 تک ایرانی اسمبلی ماہرین کے پہلے چیئرمین رہے؛ 2007 میں وفات پائی۔

[3] ایران کے سابق صدر محمود احمدی نژاد نے ایران یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی سے سول انجینئرنگ میں پی ایچ ڈی کی، وہ آردبیل کے گورنر اور تہران کے میئر رہ چکے ہیں۔ وہ 2005 اور 2009 میں صدر منتخب ہوئے اور امریکی واسرائیلی پالیسیوں پر سخت موقف رکھتے تھے۔

[4] ایک مقرر ہیں جن کا خطاب فلم میں بطور مسلم نمائندہ مسلم مبلغ پیش کیا گیا۔

اسلام میں جہاد کا حکم تدریجاً آیا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں رسول اللہ ﷺ کو مشرکین سے اعراض اور درگزر کرنے کا حکم دیا گیا۔ بعد میں نرمی، حکمت اور حسنِ نصیحت کے ساتھ دعوت دینے کا حکم نازل ہوا۔ جب کفار کی طرف سے مظالم شروع ہوئے تو دفاعی قتال کی اجازت دی گئی، جیسا کہ فرمایا گیا کہ ان مظلوموں کو جنگ کی اجازت دی گئی ہے جن پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ اگر دشمن صلح پر آمادہ ہوں تو صلح قبول کرنے کی ہدایت دی گئی۔ بعد ازاں جب حالات نے تقاضا کیا، تو باقاعدہ طور پر لڑائی میں پہل کا حکم دیا گیا تا کہ زمین سے فتنہ اور ظلم ختم ہو جائے، اور جہاں کہیں مشرکین ملیں، ان سے قتال کیا جائے۔[1]

یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا یا جہاد کا مقصد زبردستی لوگوں کو مسلمان بنانا ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جزیہ یا غلامی کا اختیار نہ دیا جاتا۔ جزیہ کی شق ظاہر کرتی ہے کہ اسلام قبول کرنا لازم نہیں، بلکہ دین پر باقی رہنے کی اجازت ہے۔ اسلامی تاریخ میں کہیں یہ مثال نہیں ملتی کہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہو۔ اسلام کی دعوت دی گئی لوگ رضاکارانہ طور پر مسلمان ہوئے، اور جو نہ ہوئے، ان کے بھی حقوق محفوظ رکھے گئے۔ لہٰذا اسلام تلوار سے نہیں، دعوت اور اخلاق سے پھیلا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کو جو قتال کی اجازت دی گئی ہے، وہ نہایت ہی ناگزیر حالت میں ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ زمین میں فساد و بگاڑ کریں، بلکہ اس جہاد کی اجازت کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمام مذاہب کی آزادی کو قائم رکھیں، بد امنی اور فساد کا خاتمہ کریں، پارسیوں، عیسائیوں، یہودیوں کی عبادت گاہوں اور مسلمانوں کی مساجد کو ہر طرح کے نقصانات سے محفوظ رکھیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ قتال اور جہاد کا حکم کوئی نیا حکم نہیں۔ پچھلے انبیاء اور ان کی امتوں کو بھی قتالِ کفار کے احکام دیئے گئے ہیں اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کسی مذہب اور دین کی خیر نہ تھی، سارے ہی دین و مذہب اور ان کی عبادت گاہیں مسمار کر دی جاتیں۔ جنگ میں بھی آپ ﷺ کے خصوصی احکامات ہوتے تھے کہ کسی کا ناحق خون نہیں بہانا، بچوں، بوڑھوں اور خواتین کا لحاظ رکھنا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغُلُّوا، وَضُمُّوا غَنَائِمَكُمْ، وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ))[2]

اللہ کے نام کے ساتھ روانہ ہو، اور اللہ کی مدد سے، اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر۔ کسی بوڑھے ضعیف شخص، بچے، کم عمر (نابالغ) یا عورت کو قتل نہ کرو۔ خیانت نہ کرو، مالِ غنیمت کو جمع کرو، اصلاح کرو اور بھلائی سے پیش آؤ۔ بے شک اللہ نیک عمل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

---

[1] ابو بکر محمد بن احمد ابی سہل السرخسی، کتاب المبسوط (بیروت: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ۱۹۷۸ء)، ۱۰/ 2

[2] أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود (بیروت: المكتبة العصرية 2005ء) ح: 2614

اس کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے، اس کی تعلیمات دیگر مذاہب کی طرح محض چند رسوم و عقائد کا مجموعہ نہیں ہے دیگر مذاہب انسانی تحریفات کا شکار ہے اور انسان کا خود ساختہ اپنے ہاتھوں بنایا ہوا قانون ہے جبکہ اسلام خالقِ کائنات کا نازل کردہ نظامِ حیات ہے، جس میں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق انسانیت کے لیے رہنمایانہ اصول بتلائے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کی تعلیمات کو ہر شخص اپنا سکتا ہے، کوئی بھی شخص ان اصول کو اپنا کر اس کے دامن رحمت و عافیت میں جگہ پا سکتا ہے۔ جہاد کا مقصد ہی روئے زمین سے ناانصافی، بد امنی، ظلم و جبر اور شر و فساد کا خاتمہ ہے اور ہر شخص آزادی کے ساتھ اس خدائی نظام کے تحت امن و سکون کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ تبلیغ اسلام کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو مجبور کر کے اسلام میں داخل کیا جائے۔

نیدرلینڈ میں اسلام

ڈرامہ کے آخری حصہ میں نیدرلینڈ میں اسلام سے متعلق بتایا گیا ہے کہ نیدرلینڈ میں اسلام کا جادو پھیل گیا ہے اس طرح سے کہ جمہوریت کی مخالفت کی جاتی ہے، ہم جنس پرستی کے بارے میں اسلامی نظریات قائم ہوئے ہیں۔ ایک نامعلوم آدمی نے لبرل ازم جمہوریت کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ: "مسجد ہالینڈ کی حکومت کے نظام کا حصہ ہو گی"

ایک خاتون کو دیکھایا جاتا ہے جو کہ سڑک پر برقعہ پہنے مکمل پردے میں جارہی ہوتی ہے پھر فوراً سے اخبار کی سرخی دیکھائی جاتی کہ "برقعہ پر کوئی پابندی نہیں"۔

اگلے سین میں مسلمانوں کی تعداد کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ نیدرلینڈ میں اسلام کس قدر پھیلا، 1909 میں صرف 54 مسلمان، 1960 میں 1399 ہوئی۔ 1990 میں چار لاکھ 58 ہزار، 2004 میں نو لاکھ 44 ہزار ہوئی، جبکہ پورے یورپ میں مسلمانوں کی تعداد 2007 میں 5 کروڑ چالیس لاکھ ہوئی۔ ان تعداد کو دیکھاتے ہوئے یورپ میں سڑکوں پر بے شمار حجابی خواتین کو دیکھایا جاتا ہے جو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے۔ ڈچ پولیس کو مسجد میں داخلہ سے قبل جوتے اتارتے ہوئے دیکھاتے ہیں۔

ایک ڈچ مسلمان کا ایک ویڈیو دیکھایا جاتا ہے جس میں وہ یہ خواہش کرتا ہے اگر اس کی ماں یا بہن زنا کرتی ہے تو وہ انہیں غیرت کے نام پر قتل کر دے گا۔ اسی طرح ایک اور مسلمان شخص کی ویڈیو دیکھائی جاتی ہے جو یہ بتاتا ہے کہ نیدرلینڈ میں زنا کرنے اور ہم جنس پرستی کی اجازت ہے لیکن اسلام میں اس طرح کا کام جرم سمجھا جاتا ہے۔

اگلے سین میں نیدرلینڈ میں موجود مساجد کو دیکھا کر آڈیو ریکارڈنگ لگائی جاتی ہے جس میں مساجد کے امام سیاسی جماعتوں، دنیاوی تصورات جیسے لبرل ازم[1] اور جمہوریت کی مذمت کرتے ہوئے دیکھایا گیا ہے کہ مسجد میں موجود

[1] لبرل اَزم ایک نظریہ ہے جو کہتا ہے کہ ہر فرد کو اپنی سوچ، زندگی، اور رائے کی آزادی ہونی چاہیے، جب تک وہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ آزادی قانون کے دائرے میں ہوتی ہے اور سب کے لیے برابر حقوق کی حمایت کرتی ہے۔

امام مسلمانوں کو اس قسم کا درس دیتے ہیں۔ ایک اور امام کی تقریر کی آڈیو چلائی جاتی ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ اگر شادی شدہ مرد وعورت زنا کریں یا ہم جنس پوستی کریں تو ان کو رجم کردو۔

اماموں کی ان تقاریر کے بعد نیدرلینڈ کے مستقبل کیا ہوگا؟ کا سوالیہ نشان لگا کر دو نوجوان ہم جنس پرستوں کو دیکھایا گیا ہے کہ جن کو پھانسی دی جارہی ہوتی ہے اور بچوں کو خون الود تلواروں کے تحت دیکھایا جاتا ہے، خواتین کے جنسی اعضاء کو کاٹتے ہوئے، فرش پر ایک عورت کا کٹا ہوا سر پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک برقعہ پہنی ہوئی عورت کو مرد غیرت کے نام پر قتل کر دیتا ہے۔

فلم کے اخر میں اخباروں کے سرخیوں کو پے در پے دکھایا گیا ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ:

- اسکولوں میں جہاد سکھایا جاتا ہے۔
- بیرونی ممالک سے اماموں کو فوراویزا پر بلایا جاتا ہے۔
- امام کو ہم جنس پرست پسند نہیں، ہم جنس پرستی کے خلاف ان کا رویہ شدت پسندانہ ہے۔
- مراکش کے لڑکوں کو مغربی تہذیب پسند نہیں ہے انہوں نے ایک ہم جنس پرست لڑکے کو پانی میں پھینک دیا۔
- حماس کے لوگ Rotterdam[1] میں ملاقات کرتے ہیں۔
- مکہ جانے کے لیے اسلامی سکول فری ٹرپ دیتے ہیں۔
- Amsterdam[2] میں غیرت کے نام پر قتل عام ہے۔
- محمد بوئیری نے جیل میں کہا کہ میرے ساتھی تیار ہیں۔
- مسجدیں دہشت گرد تنظیم اور شدت پسندانہ مسلمانوں کے چنگل میں ہیں ۔
- خودکش حملہ آور نیدرلینڈ میں ہیں۔
- ہم جنس پرستوں کو اونچے عمارتوں سے گراؤ۔
- مسجد نیدرلینڈ کو اسلامی ریاست بنانے میں لگی ہوئی ہیں۔

---

[1] روٹرڈیم یورپ کا سب سے بڑا بندر گاہی شہر ہے جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے، جن میں ترک، مراکشی، شامی ودیگر شامل ہیں۔ بعض حلقے مسلمانوں کو مشکوک ظاہر کرنے کے لیے حماس یا جہادی نظریات سے جوڑ کر اسلاموفوبک بیانیہ پھیلاتے ہیں۔

[2] ایمسٹرڈیم ،نیدرلینڈز کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ شہر میں 40 سے زائد مساجد، درجنوں اسلامی تنظیمیں، اسکولز، اور کیمونٹی سینٹرز فعال ہیں۔ فلم میں ایمسٹرڈیم میں honor killings مسلمانوں کے کلچر کا حصہ ہے کہ مسلمان معاشرے خواتین کے لیے خطرناک ہیں، اور اسلام عورتوں کے حقوق کا دشمن ہے۔ یہ دعویٰ اسلاموفوبیا کی واضح مثال ہے۔ غیرت کے نام پر قتل کو مذہب سے جوڑنا قرآنی تعلیمات، سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

- مسلمانوں کو پسند نہیں کہ ڈاکٹر ان کی عورتوں کا علاج کریں وہ ان سے کتراتے ہیں۔
- مسلمانوں کے انویسٹمنٹ کے لیے حلال فنڈز[1] متعارف کرایا گیا ہے۔
- القاعدہ تنظیم کہتی ہے ویلڈرز کو سزائے موت دی جائے جہاد کے نام پر، قرآن مسلمانوں کو قتل کی اجازت دیتا ہے۔

جواب

اسلام نے مسلمانوں کو غیر مسلم معاشروں میں امن، عدل، اور حسنِ سلوک سے رہنے کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ...﴾[2]

اللہ تمہیں ان لوگوں سے نیکی اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی۔

یعنی جو غیر مسلم مسلمانوں سے نہ جنگ کرتے ہیں نہ انہیں تکلیف دیتے ہیں، ان سے اچھا برتاؤ اور نیکی کا سلوک اللہ تعالی کو پسند ہے انصاف کا معاملہ کرنا تو ہر مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ واجب ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" وإذا دخل دَارَ الْحَرْبِ بِأَمَانٍ، أَوْ كَانَ مَأْسُورًا مَعَهُمْ فَأَطْلَقُوهُ وَأَمَّنُوهُ. لَمْ يَجُزْ أَنْ يَغْتَالَهُمْ فِي نفس ولا مال، وعليه أن يؤمنهم ".[3]

اگر مسلمان دارالحرب (غیر مسلم ریاست) میں امن یا معاہدے کے تحت داخل ہو، تو اس پر لازم ہے کہ عہد کی وفاداری کرے، دھوکہ نہ دے، اور فتنہ نہ پھیلائے۔

اسلامی فقہ کے مطابق، غیر مسلم ریاست میں رہنے والے مسلمان اگر وہاں پر امن، عدل، اور مذہبی آزادی پائیں، تو وہاں رہنا جائز ہے اور ان پر فتنہ انگیزی حرام ہے۔

---

[1] فلم میں اخبار کی سرخی دکھائی جاتی ہے: Muslims Introduce Sharia-Compliant Halal Funds in the Netherlands"۔ اشارہ یہ ہے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی، معیشت میں شرکت، اور اسلامی مالیات کا پھیلاؤ یورپ کے "روایتی سیکولر نظام" کے لیے خطرہ ہے۔ ان فنڈز کو وہ اسلامی غلبے کی خاموش حکمت عملی کے طور پر پیش کرتے ہیں حلال فنڈز وہ مالیاتی نظام ہے جو سود سے پاک ہو، شراب، جوا، اسلحہ، اور غیر اخلاقی کاروبار سے بچاؤ کرے، شریعت کے مطابق کمپنیوں میں سرمایہ کاری کی اجازت دے۔ معروف اسلامی فنڈز: Dow Jones Islamic Market Index، HSBC Amanah Funds Al FTSE Shariah Global Equity Index, Rayan Investment (UK).

[2] سورہ ممتحنہ:8

[3] ابن الفراء، القاضي أبو يعلى، محمد بن الحسين (لبنان: دار الكتب العلمية بيروت، 1421ھ)، الأحكام السلطانية للفراء، باب: فصل في قسمة الفيء والغنيمة، 152/1

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"إِذَا دَخَلَ قَوْمٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ بِلَادَ الْحَرْبِ بِأَمَانٍ فَالْعَدُوُّ مِنْهُمْ آمِنُونَ إلَى أَنْ يُفَارِقُوهُمْ أَوْ يَبْلُغُوا مُدَّةَ أَمَانِهِمْ وَلَيْسَ لَهُمْ ظُلْمُهُمْ وَلَا خِيَانَتُهُمْ.[1]"

غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کسی پر زیادتی نہ کریں، اور جب تک وہ کسی معاہدے کے تحت ہوں، پرامن طریقے سے رہیں۔

اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مقامی قوانین کی پاسداری کریں، دیانتداری سے رہیں، اور کسی قسم کی بدعہدی یا جارحیت کا مظاہرہ نہ کریں۔

دوسری بات یہ کہ اسلامی شریعت میں سزائیں اور حدود نافذ کرنے کا اختیار صرف ریاست یا امام المسلمین کو حاصل ہے، نہ کہ کسی فرد یا گروہ کو۔ اس لئے جو ایسا کرتے ہیں ان کو بنیاد بنا کر اسلام پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" لا يجوز لأحد إقامة الحد إلا للإمام، أو نائبه؛ لأنه حق الله تعالى."[2]

حدود صرف امام (ریاست) یا اس کے مقرر کردہ افراد ہی نافذ کر سکتے ہیں، عام افراد کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔

- اسی طرح "جہاد" کا مطلب صرف جنگ نہیں، بلکہ نفس کی اصلاح، ظلم کے خلاف کھڑا ہونا، اور علم کا حصول بھی جہاد ہے۔
- دینی رہنمائی کے لیے عالم دین کا تقرر کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے، خواہ وہ کہیں سے بھی ہو۔ نبی ﷺ نے بھی حضرت معاذؓ کو یمن، حضرت مصعبؓ کو مدینہ بھیجا۔
- مکہ مکرمہ کا سفر عبادت ہے۔ بچوں کو عمرہ یا حج کے لیے لے جانا دینی تربیت کا حصہ ہے، نہ کہ کوئی جرم۔
- ہم جنس پرستی پر اسلام کا مؤقف یہ ہے کہ اسلام ہم جنس پرستی کو صریح حرام اور فطرت کے خلاف قرار دیتا ہے تاہم اسلامی ریاست کے بغیر کسی فرد کو سزا دینے کا حق حاصل نہیں۔ اسلامی فقہ کے مطابق، سزائیں صرف ریاست کی اجازت سے دی جا سکتی ہیں۔ لہٰذا فتنہ ڈرامہ میں جو منظر نامہ دکھایا گیا کہ مسلمان اقلیت یورپ میں زناکاروں یا ہم جنس پرستوں اور غیرت کے نام پر قتل کر دے گی، وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور انفرادی جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔

---

[1] الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس، الأم (بیروت: دار المعرفة 1410ھ)، باب: المسلم يدل المشركين على عورة المسلمين، 4/ 263

[2] قدامة، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد، الكافي في فقه الإمام أحمد (بیروت: دار الكتب العلمية، 1414ھ)، باب: اقامته الحد، 4/106

- محمد بوئیری کا تھیو وان گوگ کو قتل کرنا اس کا انفرادی عمل تھا، اس کی بنیاد پر اسلام پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔
- مسلمانوں کے لئے اسلام محرم و نامحرم کے اصول دیتا ہے، مگر جان بچانے اور ضرورت کی صورت میں عورتوں کا مرد ڈاکٹر سے علاج جائز ہے۔ الضرورات تبیح المحظورات۔ [1]

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام امن، عدل، علم، اور احترام انسانیت کا دین ہے۔ چند افراد کے غلط عمل کو پورے مذہب پر لاگو کرنا ناانصافی ہے۔ اسلامی تعلیمات ہر موقع پر توازن، رواداری اور اصولی اختلاف کو سکھاتی ہیں، انتہا پسندی یا زبردستی کو نہیں۔

اسلام اور جمہوریت

آخر میں قرآن پاک کو دکھایا جاتا ہے اور ایک آدمی قرآن کے صفحے کو ہاتھ میں لیتا ہے اور پھر بلیک سین دکھایا جاتا ہے جس میں کسی نے کتاب کا صفحہ پھاڑا ہوتا ہے لیکن وہ آدمی کہتا ہے کہ یہ میں نے کسی عام کتاب کا صفحہ پھاڑا ہے کیونکہ میرا قرآن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خود اپنی کتاب سے ان نفرت آمیز آیات کو پھاڑے۔

کیونکہ مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اسلام کے لیے راستہ بنائیں مگر اسلام تمہارے لیے راستہ نہیں بناتا، تم چاہتے ہو کہ اسلام کو عزت ملے مگر اسلام تمہاری عزت نہیں کرتا۔ اسلام چاہتا ہے کہ وہ حکمرانی کرے اور لوگ اس کے تابع ہوں اور مغربی تہذیب کو تباہ کرے لیکن یورپ میں 1945 نازی ازم کو 1989 میں کمیونزم کو شکست دی اور اب اسلامک آئیڈلوجی کی باری ہے۔" کہ لوگوں کو مسلمان بنانا چھوڑ دو ،بلکہ ہماری آزادی کا دفاع کرو۔ Stop Islamisation آخر میں لکھا ہوا آتا ہے۔

آخری صفحے پر وہی داڑھی والی آدمی کی تصویر جو کہ شروع میں دکھائی جاتی ہے جس کا (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کے ٹوپی پر جو ٹائم بوم لگا ہوتا ہے وہ پھٹ جاتا ہے۔ اس دعویٰ میں اسلام کو ایک "خطرناک سیاسی نظریہ" کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو یورپی آزادی، لبرل ازم، اور جمہوریت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ یہ دعویٰ نہ صرف تاریخی و فقہی لحاظ سے بے بنیاد ہے بلکہ اسلام کے عدل، مشاورت اور رعایا کے حقوق پر مبنی نظام کی سراسر غلط تعبیر ہے۔

جواب

---

[1] عبد الرحمان بن صالح، کتاب القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير (المدينة المنورة: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية،، ۲۰۰۳)، 1/ 287

اسلامی ریاست کی بنیاد عدل (Justice)، شوریٰ (Consultation)، اور مساوات (Equality) پر رکھی گئی ہے، جو جمہوریت کی بنیادی اقدار سے متصادم نہیں بلکہ کئی مقامات پر ہم آہنگ ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾[1]

اور (اے نبی) معاملات میں ان سے مشورہ لیا کرو۔

یہ آیت "شوریٰ" یعنی اجتماعی مشورے کی بنیاد فراہم کرتی ہے، جو کہ جمہوری اصولوں کی جڑ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ ﴾[2]

اور ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں۔

اسلامی خلافت مشاورت پر مبنی ہوتی ہے۔ خلفائے راشدین کا نظام حکومت ریاستی مشاورت (consultative governance) پر قائم تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علیؓ کی خلافت میں اہم فیصلے عوام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مشیروں کے مشورے سے کیے جاتے تھے۔ خلیفہ کی بیعت، جو عوام کی طرف سے رضامندی کا اظہار تھا، کسی ڈکٹیٹر شپ نہیں بلکہ ایک شوریٰ پر مبنی جمہوری روایت کی بنیاد تھی۔[3]

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" فَإِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ الْعَقْدِ وَالْحَلِّ لِلِاخْتِيَارِ[4]."

پس جب اہل عقد و حل انتخاب کے لیے جمع ہوں ۔

یعنی حکمران کے انتخاب میں عوامی مشورہ اور رضامندی ضروری ہے۔ اگرچہ اسلام جمہوریت کی بنیادی قدروں جیسے مشورہ، انصاف، اور عوامی رائے کو تسلیم کرتا ہے، لیکن وہ مغربی جمہوریت کی کچھ لامحدود آزادیوں جیسے: توہینِ مذہب، ہم جنس پرستی کی قانونی حیثیت، اخلاقی انارکی کو مسترد کرتا ہے۔ اسلام کا تصورِ حریت ذمہ دار آزادی (Responsible Freedom) ہے، جو کہ انسان کو اللہ اور معاشرے کے ساتھ جوابدہ بناتا ہے۔

اس اعتراض کا حقیقت پر مبنی رد یہ ہے کہ اسلام جمہوریت کا مخالف نہیں بلکہ اس کی اصلاح یافتہ شکل کا حامی ہے جس میں قیادت شوریٰ سے، عدل سے اور عوام کی رضامندی سے چلتی ہے۔ اسلامی نظام حکومت میں بھی عوام کے حقوق،

---

[1] سورہ آلِ عمران:159

[2] سورہ الشوریٰ:38

[3] ابن تیمیہ، تقی الدین، السیاسۃ الشرعیۃ، تحقیق: محمد اسماعیل گودھروی (کراچی: دار انور القران 2017)، ص:23

[4] الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري، الأحكام السلطانية (القاهرة: دار الحديث 1356ھ)، باب: في وجوب اختيار الأصلح، 1/25

مشورہ، احتساب اور رائے کا احترام موجود ہے۔ اسلام کو ناززم [1] یا کمیونزم [2] جیسی مسلط کردہ اور جابرانہ نظریات کے ساتھ جوڑنا علمی خیانت ہے۔ یورپ کو اگر حقیقی خطرہ ہے تو وہ اسلام نہیں، بلکہ اس کے اندر بڑھتا ہوا نسلی تعصب، مذہبی منافرت اور اسلاموفوبیا ہے۔ اسلام ایک الٰہی ہدایت پر مبنی نظامِ عدل ہے، جو جبر یا تشدد سے نہیں بلکہ اصلاح، فلاح اور ہدایت سے تبدیلی چاہتا ہے۔

خلاصہ کلام

2008ء میں ایک متنازع ڈرامہ "فتنہ" ریلیز کیا گیا، جس میں قرآنِ مجید اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو انتہائی گمراہ کن انداز میں پیش کیا گیا۔ ڈرامے کے ابتدائی مناظر میں ایک داڑھی والے شخص کی ٹوپی پر "لا الہ الا اللہ" تحریر دکھائی گئی، جس کے ساتھ ایک ٹائم بم نصب ہوتا ہے۔ یہ سین براہِ راست یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآن اور پیغمبرِ اسلام ﷺ، اپنے پیروکاروں کو دہشت گردی اور قتل و غارت کی تعلیم دیتے ہیں، اور مسلمان ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔

ڈرامے کے پہلے حصے میں قرآن کی آیات اور بعض امام حضرات کی تقاریر کو نائن الیون جیسے سانحات سے جوڑ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان مذہبی بنیاد پر ایسے دھماکوں کے مرتکب ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی کتاب انہیں "یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر اقوام" کے خلاف جنگ کا حکم دیتی ہے۔ اس بیانیے کے ذریعے ایک گمراہ کن تصور عام کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ، مسلمانوں سے یہی چاہتا ہے کہ وہ غیر مسلموں کو قتل کریں تاکہ اس کی رضا حاصل کی جا سکے۔

مزید برآں، ایک بچی کا انٹرویو شامل کیا گیا، جس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ مسلمان بچوں کی پرورش نفرت اور عدم برداشت کے ماحول میں کی جاتی ہے، خاص طور پر یہودیوں کے خلاف۔ اس کے ساتھ ساتھ، ڈرامہ اسلام کو ایک ایسا مذہب ظاہر کرتا ہے جو عورتوں پر ظلم کرتا ہے، جیسے کہ "غیرت کے نام پر قتل" اور "عورتوں کو قید" میں رکھنا، جبکہ درحقیقت اسلام نے عورت کو عزت، وقار، وراثت، تعلیم اور تحفظ جیسے بنیادی حقوق دیے ہیں، جو اُس وقت کے دیگر معاشروں میں عورت کو حاصل نہ تھے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ تمام الزامات جہالت، تعصب اور فکری کج روی کا نتیجہ ہیں۔ اسلام کسی بھی قسم کی دہشت گردی، ظلم، یا انتہا پسندی کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، اگر کوئی مظلوم بدلہ لیتے

---

[1] ناززم ایک انتہا پسند سیاسی نظریہ تھا جو جرمن نسل کو برتر سمجھتا تھا اور مطلق العنان حکومت کی حمایت کرتا تھا۔

[2] کمیونزم ایک نظام ہے جس میں دولت، وسائل اور پیداوار کی ملکیت اجتماعی ہوتی ہے تاکہ سب کو برابر حقوق اور مواقع ملیں۔

ہوئے حد سے تجاوز کر جائے تو وہ بھی ظالموں میں شمار ہوتا ہے۔ اس لیے عدل وانصاف اسلام کا بنیادی اصول ہے، نہ کہ اندھا انتقام۔

ڈرامے میں یہ تاثر بھی دیا گیا کہ مسلمان دہشت گردی کے ذریعے دنیا میں اسلام کو پھیلانا چاہتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید صراحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے: دین میں کوئی جبر نہیں (البقرہ:256) ۔

اسلام میں کسی بھی شخص کو زبردستی دین میں داخل کرنے کی اجازت نہیں، تاہم اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اسے توبہ کا موقع دیا جاتا ہے؛ اگر وہ انکار کرے تو ریاست کی طرف سے سخت سزا دی جاتی ہے تاکہ دین کا وقار اور نظام محفوظ رہ سکے۔

ڈرامے میں اسلام کے زنا اور ہم جنس پرستی سے متعلق احکامات کو بھی ظلم کے طور پر پیش کیا گیا، حالانکہ اسلام دینِ فطرت ہے اور ہر وہ عمل جو انسانی فطرت، صحت اور معاشرت کے لیے نقصان دہ ہو، اسے ممنوع قرار دیتا ہے۔ اسلام نے صدیوں قبل ہی ان اعمال پر پابندی عائد کی، اور آج جدید طب بھی اس بات کی تصدیق کر چکی ہے کہ متعدد جنسی تعلقات اور ہم جنس پرستی جیسی بدفعلیاں ایڈز سمیت کئی مہلک بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔

مغرب جہاں ایک جانب آزادئ اظہار کے نام پر ہر قسم کے جنسی تعلق کو جائز سمجھتا ہے، وہیں دوسری طرف اسلام کی حدود پر تنقید کرتا ہے کہ زانی کو رجم کیوں کیا جاتا ہے یا ہم جنس پرستوں کو سزا کیوں دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ سزائیں دراصل معاشرے کی اصلاح اور برائی کی روک تھام کے لیے ہیں۔ بظاہر یہ ایک فرد کی جان کو نقصان پہنچانا لگتا ہے، لیکن حقیقت میں پورے معاشرے کو اخلاقی زوال، بیماریوں اور انتشار سے بچانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

فصل سوم

The Dictator فلم کا جائزہ

Release date: May 16, 2012 (USA)
Director: Larry Charles
Producers: Sacha Baron Cohen, Alec Berg, Jeff Schaffer, Anthony Hines, David Mandel
Languages: Arabic, English, Portuguese, Hebrew
Cast: Sacha Baron (Aladen), Anna Faris (zoey), Jason Mantzoukas (Nadal), Bobby lee (Mr. Lao), Ben Kingsley (Tamir Mafarad) [1]

"داڈکٹیٹر" یہ مووی امریکی مزاحیہ مووی ہے۔اس فلم کے ہدایت کار "لیری چارلس" ہیں۔اس فلم کا مرکزی کردار "آلادین" کو Sacha Baron نے نبھایا ہے۔یہ فلم 2012 کو ریلیز ہوئی تھی۔

The Dictator فلم کا مختصر تعارف

یہ مووی ایک گھنٹہ چوبیس منٹ کی ہے۔مووی کے شروع میں ایک نورتھ کوریا کے ڈیکٹیٹر Kim Jong IL جن کی پیدائش 1941 جبکہ وفات 2011 کی ہے وہ دیکھایا گیا ہے اور لکھا ہوا آتا ہے کہ یہ فلم ان کی یاد میں بنائی گئی ہے۔ اصل میں kim پورے کوریا کو متحد کرکے اپنی حکمرانی مسلط کرنا چاہتا تھا، اس سے پہلے کوریا پر جاپان کا قبضہ تھا، اس لیے اس کو جاپان اور امریکہ سے سخت نفرت تھی کیونکہ امریکہ، نورتھ اور ساوتھ کوریا کو متحد اور نیوکلئیر ویپنز بنانے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔امریکہ کی مخالفت کی وجہ سے آج بھی یہاں عالمی تجارت پر پابندی ہے اور ترقی پذیر ممالک میں شامل ہے۔یہاں تین طرح کے طبقات میں تقسیم ہیں۔ بنیادی (core)، ڈگمگاتی (wavering)، دشمن (hostile)۔ ان طبقات کی بنیاد پر یہ اپنے لوگوں کو رہائش، تعلیم، صحت، خوراک اور نوکری کے معاملات میں اہمیت دیتے ہیں [2]

جبکہ درحقیقت اس فلم میں ایک عرب مسلم ڈیکٹیٹر کو دیکھایا گیا ہے۔جس کا کوریا کے ڈیکٹیٹر سے دور دور تک کوئی مناسبت نہیں۔ فلم میں ایک فرضی عرب ملک "وادیا" کے آمریت پسند حکمران کی کہانی بیان کی گئی ہے جو جوہری ہتھیاروں کا مالک بننے کی کوشش کرتا ہے، اور مغرب کی نظر میں ایک خطرہ بنتا ہے۔اگرچہ فلم کو طنز و مزاح کے انداز میں بنایا گیا ہے، لیکن اس میں بار بار مشرقِ وسطیٰ کے مسلمانوں کو دہشت گردی، جہالت، جنسی جبر اور ظلم و ستم سے

---

[1]The Dictator (2012 film), last modified 7/2/2025, 10:35 https://en.wikipedia.org/wiki/The Dictator

[2]Collins, Robert. *Marked for life: SONGBUN, North Korea's Social Classification System*. Washington, D.C Committee for Human Rights in North Korea, June 6, 2012

جوڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اس فلم میں اسلام اور عرب ثقافت کو غلط انداز میں دکھا کر اسلاموفوبک جذبات کو ہوا دی گئی ہے، یہ سب فلم میکرز کی ایک سوچی سمجھی چال ہے کہ دیکھنے والوں کو اندازہ بھی نہ ہو اور مذاق مذاق میں مسلم کلچر کو بھی بدنام کیا جاسکے۔

Sacha Baronکا تعارف

فلم میں مرکزی کردار ادا کرنے والے اداکار کا نام "ساشا بیرن کوہن(Sacha Baron Cohen)ہیں۔ آپ 13 اکتوبر 1971 کو لندن کے ایک علاقے "ہیمر سمتھ" میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق یہودی گھرانے سے ہیں۔ ان کی والدہ، فوٹوگرافر ڈینیلا (Daniella) 1939 میں برطانوی مینڈیٹری فلسطین میں پیدا ہوئیں ۔ ان کے والد، بیرن کوہن(1932-2016) لندن میں بیلاروس کے اشکنازی یہودی خاندان میں پیدا ہوئے۔ اس کے دو بڑے بھائی ہیں۔ ایرن اور امنون، جس کے ساتھ وہ اکثر تعاون کرتا ہے۔

بیرن کوہن نے پہلی تعلیم سینٹ البنس کے آزاد کیتھولک سینٹ کولمبس کالج(St Columba's College)میں حاصل کی ۔ اس کے بعد انہوں نے کرائسٹ کالج، کیمبرج میں سام دشمنی پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے تاریخ کی تعلیم حاصل کی اور 1993 میں اعلی درجے کے دوسرے درجے کے اعزازات کے ساتھ گریجویشن کیا. انڈر گریجویٹ ہونے کے ناطے ، انہوں نے امریکی شہری حقوق کی تحریک میں یہودی کارکنوں کے کردار پر اپنا مقالہ لکھا۔ وہ کیمبرج یونیورسٹی امیچر ڈرامائی کلب (Cambridge University Amateur Dramatic Club)کے رکن تھے ، جہاں انہوں نے فڈلر آن دی روف اور سائرنو ڈی برجرک(Fiddler on the Roof & Cyrano de Bergerac)جیسے شوز میں پرفارم کیا، ساتھ ہی لیبر یوتھ موومنٹ ہیبونم ڈرور کے ساتھ شوز میں اداکاری کی۔

اپنی یہودی شناخت پر بحث کرتے ہوئے، بیرن کوہن نے کہا ہے کہ:

"میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں ایک مذہبی یہودی ہوں۔ مجھے اپنی یہودی شناخت پر فخر ہے اور کچھ چیزیں ہیں جو میں کرتا ہوں اور رسم ورواج رکھتا ہوں۔"

وہ کوشر رکھنے کی کوشش کرتا ہے، سال میں تقریباً دوبار عبادت خانہ میں جاتا ہے، اور عبرانی زبان میں روانی رکھتا ہے[1]

[1]Sacha Baron Cohen, Borat's easy… being me is odd, from: The Sunday Times, (2007), 8/4/2025, 9:00pm, https://Sachabaroncohen,borateasy

ساشا بیرون انگریزی کامیڈین، پرفارمنگ آرٹسٹ، اسکرین رائٹر اور فلم میکر ہیں۔ وہ اپنے فلموں کے مزاحیہ کرداروں کے لئے مشہور ہیں ۔ جن میں علی جی، برات، الادین کے کردار بہت مشہور ہیں۔ 2012 کے برٹش کامیڈی ایوارڈز میں، بیرن کوہن نے آؤٹ اسٹینڈنگ اچیومنٹ ایوارڈ حاصل کیا اور علی جی کے کردار میں ایوارڈ قبول کیا۔

2013 میں، انہیں کامیڈی میں بہترین کارکردگی کے لیے بافٹا چارلی چیپلن برٹانیہ ایوارڈ ملا۔ 2018 میں، دی ٹائمز نے انہیں 30 بہترین زندہ مزاح نگاروں میں شامل کیا ۔[1]

ان کا انسٹاگرام پر Sacha Baron Cohen کے نام سے اکاونٹ ہے، جس میں فالوورز کی تعداد 1.2M ہیں۔ جو ان کے مزاحیہ فلموں کو بہت سراہتے ہیں۔ ساشا بیرن انسٹاگرام پر اسرائیل کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ:

"اسرائیلی لوگوں کو 2023 میں ہولوکاسٹ کے بعد بہت اذیت کا سامنا ہیں جو کہ "حماس" کی طرف سے ہے، بہت سارے یہودیوں کو "حماس" نے ظلم، زیادتی، قتل کا نشانہ بنایا ہے۔ لہذا ان اسرائیلوں کو آزاد کیا جائے۔[2]

"اس طرح کی پوسٹ کر کے ساشا اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں۔ اپنی پوسٹ میں نسل پرستی کی کافی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں اور StopHateForProfit# کا استعمال کرتے ہیں لیکن یہ صرف اپنے مذہب اور لوگوں پر جب بات آتی ہیں، تب ہیں۔ اس بات کا ثبوت ان کی فلمیں ہیں جن میں یہ عربوں، مسلمانوں، تہذیبوں اور ثقافتوں کو نا مناسب انداز میں پیش کرتے ہیں۔ نادانستہ طور پر لوگ ان موویز کو دیکھتے ہیں اور مسلمان و عرب ممالک کے بارے میں یہی نظریات پال لیتے ہیں۔ ان کی فلموں کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح مزاحیہ انداز میں مسلم قوم کی توہین کر رہے ہیں۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بہت سارے مسلمان بھی ان کی فلموں کو کامیڈی سمجھ کر دیکھتے ہیں پھر دیکھنے کے باوجود بھی اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مسلمانوں کی توہین کی ہیں بلکہ کامیڈی سمجھ لیتے ہیں۔ حقیقت میں یہی فلم اسلاموفوبیا کو فروغ دیتی ہیں کیونکہ ان فلموں کے ذریعے قوموں کے بارے میں نظریات عام عوام کو منتقل ہوتے ہیں پھر وہ روزمرہ زندگی میں مسلمانوں سے ملتے ہیں اور اپنے قول و عمل کے ذریعے اسلاموفوبیا، نسل پرستی کا نشانہ بناتے ہیں۔

فلم کے مرکزی کردار کا تعارف

یہ فلم بظاہر ہنسی مذاق پر مبنی ہے لیکن اس میں اسلام، عرب دنیا اور آمریت پر گہرا طنزیہ حملہ کیا گیا ہے۔

---

[1] Sacha Baron Cohen, last modified 19 july 2025, 9:00pm https://e.wikipedia.orgSacha_Baron_Cohen

[2] Instagram, Sacha Baron Cohen

General Aladeen

الادین افسانوی اسلامی ملک وادیہ کا ظالم و آمر ہے۔اس کردار کو کئی عرب اور مسلمان حکمرانوں (خصوصاً معمر قذافی، صدام حسین) کی خصوصیات کے امتزاج کے طور پر دکھایا گیا ہے۔داڑھی، لباس، زبان، مذہبی اشارے سب اسلامی علامات کو مزاحیہ اور منفی انداز میں پیش کرتے ہیں۔اسلاموفوبیا کو ہوا دینے کے لیے کردار کے ذریعے مغربی بیانیہ یہ پھیلاتا ہے کہ مسلمان حکمراں، جاہل، جنسی بے راہ رو، انسانیت دشمن اور جدیدیت مخالف ہوتے ہیں۔

Nadal

الادین کا سابق نیوکلئیر سائنسدان، جو بعد میں باغی ہو جاتا ہے۔وہ Aladeen کی جہالت، تنگ نظری، اور مذہبی شدت پسندی سے تنگ آکر مغرب میں پناہ لیتاہے۔مغرب کو عقلیت و سائنسی سوچ کی علامت اور مسلم معاشروں کو پسماندگی کا نشان ظاہر کیا گیا ہے۔

Zoey

ایک امریکی، حقوقِ نسواں کی حامی (فیمنسٹ)، اشتراکیت پسند (سوشلسٹ)عورت ہوتی ہے۔فلم میں اسے Aladeen کی "نجات دہندہ" کے طور پر دکھایا گیا ہے۔سفید فام، روشن خیال، مساوات پسند مغربی عورت کی "مثالی تصویر"، اس کردار کے ذریعے مغربی معاشرے کو "مہذب" اور اسلامی معاشرے کو "جنگلی" ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

Tamir

Aladeen کا چچا اور اس کا سیاسی حریف، طاقت حاصل کرنے کے لیے وہ مغرب سے سازباز کرتا ہے۔یہ کردار مسلم دنیا میں اندرونی خیانت اور خود غرضی کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

فلم میں "اسلاموفوبیا" کے مظاہر

مطلق العنان طرزِ حکومت کا مذاق

اس فلم میں ایک "وادیہ[1]" نامی جگہ دیکھائی جاتی ہے جو تیل کی دولت سے مالا مال ہے اور اس ملک کا ظالم ڈیکٹیٹر "حافظ الادین" ہے اس فلم کو دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ظالم آمر کو لیبیا کے لیڈر "معمر القذافی"[2] سے مشابہت دی گئی ہے۔[3]

---

[1] فرضی جگہ ہے۔

[2] معمر قذافی (1942–2011)لیبیا کے انقلابی رہنما اور سیاستدان تھے، جنہوں نے 1969ء میں بادشاہ ادریس کو ہٹا کر حکومت سنبھالی، تقریباً 42سال تک لیبیا کے حکمران رہے اور اپنی حکومت کو "جمہوریہ " (Jamahiriya)کا نام دیا۔انہوں نے مغرب مخالف، عرب قوم پرست اور اسلام پسند نظریات کو اپنا کر کئی متنازعہ پالیسیاں اپنائیں۔2011ء میں نیٹو کی حمایت یافتہ بغاوت کے نتیجے میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور انہیں قتل کر دیا گیا۔

[3]Rajesh r, Broskhan. *IMDB's films reviews of "The Dictator" by Sacha baron Cohen demonstrate how humour can be a geopolitical signal*, YMER|| ISSN: 0044-0477, p: 5

فلم میں مطلق العنانیت [1] کو ایک عرب مسلم آمر کی شکل میں طنز اور تمسخر کے انداز میں پیش کیا گیا ہے، جو درحقیقت مغرب کی نظر میں اسلامی طرزِ حکومت کو بدنام کرنے کا ایک حربہ ہے۔ جیسا کہ الادین اپنے ملک میں الیکشن کرواتا ہے، لیکن ووٹ دینے کے لیے صرف ایک بیلٹ پیپر پر اپنی تصویر ہوتی ہے۔

"You can vote for me, or... me[2]".

آپ مجھے ووٹ دے سکتے ہیں، یا... مجھے۔

اس سین میں آمریت پر طنز کیا گیا ہے، جہاں عوام کو بظاہر ووٹ دینے کا حق ہے مگر اصل میں کوئی دوسرا امیدوار موجود نہیں۔ یہ جملہ سیاسی نظام میں جھوٹے انتخابات اور اختیار کی یکطرفہ گرفت کو مزاحیہ انداز میں ظاہر کرتا ہے۔

الادین کے کردار کو آمر کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جسے عوامی رائے، قانون، اور انسانی حقوق کی کوئی پروا نہیں:

"If you are the dictator, you can do whatever you want"!

اگر آپ آمر ہیں، تو آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

اس سین سے یہ تاثر دیا گیا مسلم دنیا میں طاقت، ظلم، اور فردِ واحد کی حکمرانی کو مذہبی جواز حاصل ہے۔

متعدد سینز میں اگر کسی شخص نے تھوڑا سا اختلاف کیا، تو الادین صرف "گلے کا اشارہ" کرتا ہے اور وہ شخص فوراً قتل کر دیا جاتا ہے۔

"What? You said the bomb should be pointy? I like it round[3]

کیا؟ تم نے کہا تھا کہ بم نوک دار ہونا چاہیے؟ مجھے تو یہ گول پسند ہے۔"

ان سب سین میں مطلق العنان حکمرانی کا ایسا کارٹون بنا کر دکھاتے ہیں، جس میں ایک اسلامی شناخت رکھنے والا حکمران دنیا کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔

اسلامی علامتوں اور شعائر کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ الادین کو عربی لباس، داڑھی، عمامہ میں دکھا کر یہ پیغام دیا گیا کہ اسلامی شکل رکھنے والا شخص دراصل احمق، جابر اور انتہا پسند ہوتا ہے۔ مذہبی اصطلاحات کا استہزاء کیا گیا۔ فلم میں "اللہ اکبر"، "ان شاء اللہ"، "جزاک اللہ" جیسے الفاظ کو خطرناک اور دہشتگردی سے جوڑنے والا مذاق بنایا گیا ہے:

"They were just saying Allahu Akbar... we thought they were about to blow us up"[4]!

وہ تو بس اللہ اکبر کہہ رہے تھے... ہمیں لگا وہ ہمیں اڑانے والے ہیں۔

---

[1] تمام اختیارات ایک فرد یا چھوٹے گروہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، جو اپنی مرضی سے حکمرانی کرتے ہیں، عوام کی رائے یا مشورے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

[2] Scene: Wadiyan Election Hall

[3] Scene: Nuclear program discussion

[4] Scene: Helicopter ride in New York

اس سین میں میں اسلامی الفاظ کو غلط سمجھنے اور تعصب پر مبنی خوف کو مزاحیہ انداز میں دکھایا گیا ہے۔ یہ کلچر اور زبان کی غلط فہمی سے پیدا ہونے والے نسلی تعصب (stereotype) پر طنز ہے۔

فلم کا مرکزی حصہ یہ ہے کہ آلادین کو اقوام متحدہ کے سامنے پیش ہونے اور نیوکلیئر ویپن پروگرام کے بارے میں وضاحت دینی ہوتی ہے کہ وہ اس پروگرام پر کام کر رہے یا نہیں، جو کہ ایک معمہ ہے الادین اس بارے میں انٹرویوز میں کھل کر بات نہیں کرتا کیونکہ اگر وہ حامی بھرتا ہے تو اقوام متحدہ اس پر پابندی لگادے گی انکار کی صورت میں باقی ممالک میں اسے کمزور جانیں گے۔

مزید بر آں، آلادین کو سماجی تعصب پر مبنی عمومی رائے (سٹیریو ٹائپکل) رکھنے والے کردار کا حامل دیکھایا گیاہیں جیسا کہ یہودیوں سے نفرت، عورتوں کے حقوق کی خلاف ورزی، تشدد پسندانہ سوچ، ترقی مخالف، غیر سنجیدہ اور ہتھیار کے ذریعے عوام کو ڈرا کر اپنے تابع کرنا وغیرہ۔ فلم میں مسلم کرداروں کو منفی اور تمسخرانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جس میں مسلمانون کے منفی امیجز شامل ہیں جو کہ اسلاموفوبیا کو فروغ دیتی ہیں۔

جواب

مطلق العنانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، قرآن کا نظریہ شوریٰ اور عدل پر ہے۔

﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ ﴾[1]

اور ان کے تمام کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ﴾[2]

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔"

حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حکمران عوام کا خادم ہے۔

((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[3]

تم میں ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

ان آیات و حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت، عدل، مشورے اور امانت داری پر قائم ہوتا ہے۔ حکمران کو عوام کا خادم اور ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، جو مشورے سے فیصلے کرے، امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرے اور عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی کرے۔ فقہاء کی آراء بھی یہ ہے کہ حکمران عوام کی خدمت کے لئے مقرر ہے۔

القاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

---

[1] الشوریٰ: 38

[2] النساء:58

[3] أبو داود، أشعث ازدی، سنن ابی داود، کتاب الخراج والفئ والامارۃ، باب مایلزم الامام۔۔ح:2928

"وقد عرَّف العلماء منصب الخليفة أنه رئاسة عامة لشخص مخصوص بحكم الشرع ليس فوق يده يد إلا يد الله سبحانه، والسلطان الذي يؤتاه صاحب الإمامة (الرياسة العامة) "[1]

علماء نے خلیفہ کے منصب کو یوں بیان کیا ہے کہ یہ ایک خاص شخص کی عمومی قیادت ہے جو شرعی قانون کے تحت کام کرتا ہے۔

فلم میں مطلق العنانیت کو ایک اسلامی طرزِ حکومت سے جوڑ کر پیش کیا گیا ہے تاکہ مغربی ناظرین کو یہ پیغام ملے کہ اسلامی علامتیں رکھنے والا شخص دراصل دہشتگرد، عورت دشمن، اور غیر جمہوری حکمران ہوتا ہے۔ یہ ایک خالص اسلاموفوبک بیانیہ ہے۔

داڑھی کا مذاق اڑانا

داڑھی کو بطور مذاق استعمال کرنا دراصل اسلاموفوبیا کا ایک مخصوص طریقہ ہے، جہاں ایک دینی علامت کو بنیاد پرستی اور جابر حکمرانی کی نشانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ داڑھی کا مذاق اڑا کر توہین کی گئی ہیں وہ اس طرح سے کہ پہلے حصہ میں ہی دیکھاتے ہیں کہ آلادین کی پیدائش 1973 میں ہوتی ہے جو کہ داڑھی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ طنزیہ انداز میں داڑھی کو اس کی شناخت قرار دیا گیا۔ اور سکرین پر لکھا ہوا آتا ہے:

"He was born in ’73 with a beard"!

وہ 73ء میں پیدا ہوا تو اس کے چہرے پر داڑھی تھی۔

یہ مذاق واضح کرتا ہے کہ داڑھی کو اس کے وجود کا ناگزیر حصہ بنایا گیا ہے جیسے کہ وہ خود ایک روایت یا رسم ہو۔

ایک اور منظر ہے جس میں جنرل الادین کی لمبی داڑھی کو طنز کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جب وہ داڑھی منڈواتا ہے تو لوگ اسے پہچاننا چھوڑ دیتے ہیں، اور فلم میں اشارہ دیا جاتا ہے کہ داڑھی ہی اس کی پہچان، شدت پسندی، اور ڈکٹیٹر شپ کی علامت تھی۔ اور وہ مایوس ہو کر کہتا ہے:[2]

"People don’t even recognize me without this beard!"

لوگ تو مجھے اس داڑھی کے بغیر پہچانتے ہی نہیں۔

داڑھی کو شدت پسندی، قدامت پرستی اور ظلم کی علامت کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

جواب

اسلام میں داڑھی ایک سنت مطبّق (مستند سنت) ہے، جو نہ صرف انبیاء ﷺ کی سنت ہے بلکہ فقہاء امت نے اسے واجب قرار دیا ہے:

---

[1] المهدي، القاضي حسين بن محمد، الشورى في الشريعة الإسلامية (عبد العزيز المقالح: مكتبة: أحمد بن محمد المهدي، 2006ء)، باب: البحث الثاني الشورى فی الوظائف العامة 1/112

[2] The Dictator, 00:31:00-00:33:00

صحیح بخاری میں حدیث ہے:

((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ))[1]

مشرکوں سے تمیز کرو، داڑھی چھوڑو، مونچھیں کاٹو۔

حقیقت یہ ہے کہ داڑھی اسلام کی سنت، شناخت، اور فطری مظہر ہے۔ داڑھی کو ظلم یا شدت پسندی کے ساتھ جوڑنا

بنیاد پرستی یا تشدد کے زاویے سے سراسر انحراف ہے۔ سائنسی اور مذہبی دونوں سطحوں پر اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ جو دراصل اسلاموفوبیا کے ایک مخصوص بیانیے کی عکاسی ہے۔ مغربی میڈیا میں داڑھی کو اکثر بنیاد پرستی کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات میں داڑھی رکھنا انبیاء اور صالحین کی سنت ہے، جسے علماء امت نے واجب یا مؤکد سنت قرار دیا ہے۔ اس طرح کے طنزیہ مناظر دراصل اسلامی شعائر کی تضحیک اور مسلمانوں کے مذہبی تشخص کو مشکوک بنانے کی کوشش ہے، جو اسلاموفوبیا کی علامتی جہتوں میں شامل ہے۔

خواتین کے ساتھ نامناسب سلوک

فلم کے ابتدائی سینز میں بتایا جاتا ہے کہ الادین کے پیدا ہوتے ہی ان کی والدہ کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ منظر اس تصور کو مستحکم کرتا ہے کہ عورت صرف تولیدی آلہ ہے، اس کے کوئی حقوق یا حیثیت نہیں۔ الادین کی پرورش صرف خواتین اور سرپرستوں کے زیر نگرانی ہوتی ہے، بالغ ہونے تک خواتین کے محاصرے میں رہتا ہے۔ اور اس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کی خواتین سے مخصوص "تعلق" جنسی اور جذباتی طور پر تیار کیا گیا، نہ کہ انسانی محبت یا تربیت کی بنیاد پر۔

یہ فلمی خاکہ عورت کو صرف بنیادی طور پر ایک جذباتی خدمت گار اور تولید پسند سمجھتا ہے۔

جواب

اسلام میں خواتین کو صرف تولید یا مرد کی خوشی کے لیے نہیں بلکہ اپنے حقوق، عزت، آزادیِ انتخاب اور معاشی، تعلیمی، سیاسی شراکت کے ساتھ مکمل انسان سمجھا گیا ہے، قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾[2]

اور جو حق ان پر ہے ویسا ہی حق مردوں پر ان کا، مہربانی کے ساتھ۔

اس آیت کے مطابق، مرد اور عورت برابر کے حقوق اور ذمہ داریاں رکھتے ہیں، نہ کہ صرف عورت پر ہے۔

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، ح:5892

[2] البقرۃ: 228

اسلام میں ماں اور والد کو عزت دینے کا حکم ہے:

﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾[1]

"اور آپ (اے نبی ﷺ) کے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ فقط اس کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ۔

والدہ کو پیدائش کے فوراً بعد قتل کرنا نہایت وحشیانہ عمل ہے جو سماجی اور اسلامی دونوں لحاظ سے ناقابل قبول ہے۔

اسلام میں خواتین کی انسانیت پر مبنی مقام تسلیم کیا گیا ہے وہ والدہ، بہن، بیوی، بیٹی، یا ماں ان کا کردار صرف تولید یا مرد کی خوشی نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي))[2]

تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو، اور میں تم سب سے بہترین ہوں جو میرے اہل کے لیے بہتر ہوں۔

یہ حدیث خواتین کے ساتھ عزت، محبت، اخلاقی رویے کی نشاندہی کرتی ہے۔ فلم میں عورت کو صرف بچوں کی پیدائش اور مرد کی تفریح کا ذریعہ سمجھا گیا ہے۔ اسلام عورت کو انسان، شہری، والدہ، شریک حیات کا مکمل مقام دیتا ہے، نہ کہ ان کا تعلق صرف مرد یا تولید تک محدود ہو۔ یہ منظر اسلاموفوبک روایت کا حصہ ہے، جو مسلمانوں اور اسلام کو روایتی یا غیر منطقی ساختوں میں پیش کرتا ہے، جبکہ حقیقی تعلیمات اس تصور کی سختی سے مخالفت کرتی ہیں۔

ظالم آمر، جمہوریت کی مخالفت

اس فلم میں آلادین کو آمریت پسند اور جمہوریت سے نفرت کا اظہار کرتے دیکھایا گیا ہے۔ اور اس کا یہ ماننا ہوتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اس کے ملک "وادیہ" میں کبھی جمہوریت نہیں آسکتی۔ ظلم کی انتہا یہ ہے زرا زرا سی بات پر لوگوں کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیتا ہے اور اپنے لیے تمام عیش و آرام کا سامان مہیا کیا ہے جبکہ عام عوام کا غربت میں مشکل سے گزر بسر ہوتا ہے رعایا اس سے نہایت ناخوش ہے اور اس کی مرنے کی دعائیں کرتے ہیں۔

UN سے خطاب کے دوران الادین کہتا ہے:

"I will tell you what democracy is! Democracy is the worst! Endless talking and listening to every stupid opinion! And everybody's vote counts, no matter how crippled or black or female they are[3]".

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جمہوریت کیا ہے! جمہوریت سب سے بدترین چیز ہے! نہ ختم ہونے والی باتیں اور ہر بیوقوفی بھری رائے کو" سننا! اور ہر کسی کا ووٹ شمار ہوتا ہے، چاہے وہ معذور ہو، سیاہ فام ہو یا عورت۔

---

[1] الإسراء:23

[2] أبو عيسى، سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، ح:3895

[3] The Dictator, 01:24:50

یہ جملہ کہہ کر وہ جمہوریت کو بے معنی اور مضحکہ خیز قرار دیتا ہے، جہاں ہر رائے قابلِ سماعت ہے۔ وہ مزید بیان جاری رکھتا ہے:

"Democracy looks like a midget in a chemo wig".

"جمہوریت بالکل ایسے لگتی ہے جیسے کیمو (کیموتھراپی) کی وِگ پہنے ایک بونا۔"

یہ جملہ فلم میں جمہوریت کو تحقیر آمیز اور مضحکہ خیز انداز میں بیان کرنے کے لیے کہا گیا ہے، تاکہ آمر کی سوچ پر طنز کیا جاسکے۔ جس میں جمہوریت کو کمزور، بے شعور اور مضحکہ خیز بتایا گیا ہے۔ اسی خطاب میں وہ اعتراف کرتا ہے:

"Democracy is flawed! She is not perfect! But democracy, I love you".

جمہوریت میں خامیاں ہیں! یہ کامل نہیں ہے! لیکن جمہوریت، میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

اس مکالمے میں دراصل طنز اور تضاد دونوں ہیں۔ شروع میں کردار جمہوریت کی خامیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے، لیکن آخر میں اچانک اس سے محبت کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس کا مقصد مزاحیہ انداز میں یہ دکھانا ہے کہ آمر بظاہر جمہوریت کی مخالفت کرتے ہیں، مگر خود غرضی یا مصلحت کے تحت اس کو اپنانے کا دعویٰ بھی کر لیتے ہیں۔

مسلمانوں کے حوالے سے، فلم میں بار بار مشرقِ وسطیٰ یا مسلم اکثریتی ممالک کے آمرانہ نظام کو نشانہ بنایا گیا ہے، اور یہ تاثر دیا گیا ہے کہ ایسے ممالک میں جمہوریت ایک اجنبی اور غیر فطری چیز سمجھی جاتی ہے۔ اس مکالمے میں بھی یہی stereotype چھیڑا گیا ہے کہ مسلم دنیا کے آمر جمہوریت کو کمزور اور ناقص قرار دیتے ہیں لیکن اس کے فوائد سے انکار نہیں کرتے۔

جواب

ان سینز میں مسلمان حکمرانوں کی یہ تصویر کشی کی گئی ہے کہ اسلام اور مسلمان جمہوریت کو نہیں مانتے، مسلمان آمریت کو پسند کرتے ہیں۔ جنہیں عوامی رائے، قانون، اور انسانی حقوق کی کوئی پروا نہیں۔ مسلمان آزادیِ اظہار اور حقوقِ نسواں کے مخالف ہیں۔ مسلمان ملک (بالخصوص عرب) تیل کی دولت سے مالا مال، لیکن غیر جمہوری اور ظالم ہیں۔ اسلام میں جمہوریت کے بنیادی عناصر جیسے مساوات، رائے دہی، عدل و انصاف مقبول ہیں، جبکہ مطلق العنانیت مسترد ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ﴾[1]

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حقداروں کو ادا کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

---

[1] النساء:58

یہ آیت حکمرانوں پر عوامی ذمہ داری، شفافیت، اور عدل کا حکم دیتی ہے۔ خلفائے راشدین کے انتخاب میں عوامی بیعت، مشورہ اور اتفاقِ رائے شامل تھا، جو اس وقت کے حساب سے ایک جمہوری عمل تھا۔

لیکن فلم میں اس طنز کا بنیادی مقصد اسلاموفوبیا کو پروان چڑھانا، یعنی اسلامی شناخت کو تنقید کا نشانہ بنانا تھا، نہ کہ صرف آمریت کی مزاحیہ تصویر کشی ہے۔ مزاح کے پردے میں اسلامی دنیا کو غیر جمہوری، ظالم اور جاہل کہنے کا موقع ملتا ہے، اور لوگ اس کو معمولی تفریح سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ یہ مغرب کی روایت ہے کہ انگریزی ادب کے غیر افسانوی پہلو میں تو اسلام کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے لیکن افسانوی پہلو کو بھی اپنے اس مذموم مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

جہالت کی انتہا

الادین ایک دن اپنے وزیر تعلیم سے کہتا ہے "میں چاہتا ہوں کہ ہماری نئی ڈکشنری میں 300 سے زیادہ الفاظ کی جگہ صرف ایک لفظ ہو اور وہ Aladeen" ہو۔ اور ان میں "پوزیٹو، نیگیٹو، گڈ اور بیڈ جیسے لفظ شامل ہوتے ہیں جب اس کی بات پر عمل کیا جاتا ہے تو اس سے عوامی گفتگو اور سچائی مسخ ہوتی ہے، بعد میں سین ظاہر ہوتا ہے کہ جب ایک ڈاکٹر مریض سے کہتا ہے Good news! You are HIV-Aladeen۔[1]

یہ سین اس کی کند ذہنی اور جہالت کو ظاہر کرتی ہے۔ نیوکلیئر بم بناتے ہوئے سائنسدان کو صرف اس بات پر قتل کرنے کا حکم دیتا ہے کہ اس نے بم کو کارٹون میں موجود بم کی طرح نوکیلا کیوں نہیں بنایا، پھر دوسرے سائنسدان کو اس بات پر مار دیتا ہے کہ اس نے نوکیلا تو بنایا لیکن سائز میں چھوٹا بنایا۔

یہ سین ہمیں مزاحیہ انداز میں یہ دکھاتا ہے کہ جب ایک ظالم حکمران (ڈکٹیٹر) اپنی مرضی سے زبان، الفاظ، سچ اور جھوٹ کو بدل دیتا ہے تو عوام سمجھ نہیں پاتی کہ حقیقت کیا ہے۔ وہ سب ڈر اور الجھن میں رہتے ہیں۔ یہ مغرب کی نظر میں مسلمان حکمرانوں کو ظالم، جاہل اور مذاق کے طور پر پیش کرنے کا انداز ہے، جو اسلاموفوبیا کا حصہ ہے۔

اسرائیل دشمن

فلم میں یہ دیکھایا گیا ہے کہ عرب میں بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی اسرائیل سے دشمنی اور نفرت کرنا سکھاتے ہیں۔ الادین کے نیوکلیئر ہتھیار بنانے کا مقصد بھی اسرائیل پر حملہ کرکے تباہ کرنا اور عرب کی زمین کو اسرائیل سے آزاد کرانا ہے۔ جنرل الادین نیویارک کے ایک ہیلی کاپٹر میں جاتا ہے، وہ ساتھ بیٹھے امریکی سیاحوں کے ساتھ عربی زبان میں اپنے پائلٹ سے مذاق کرتے ہوئے کہتا ہے:

I love it when you go 'boom boom' on the Zionists[2]

---

[1] The Dictator, 00:15:40-00:16:20
[2] The Dictator,2012. 00:28:00-00:28:40

مجھے بہت مزہ آتا ہے جب تم صیہونیوں پر بم گراتے ہو۔

اس سین میں صیہونیوں (Zionists) کا ذکر کر کے فلم ساز ایک طرف مسلمانوں کی اسرائیل دشمنی کو مزاح میں لپیٹ کر دکھاتا ہے، تو دوسری طرف ناظرین کو یہ تاثر دیتا ہے کہ ہر عرب یا مسلمان اسرائیل دشمن ہے۔ یہ دراصل ایک اسلاموفوبیائی تصور ہے جس کے ذریعے مغربی فلموں میں مسلمانوں کو دہشت گرد، اسرائیل مخالف، اور غیر مہذب دکھایا جاتا ہے۔

خواتین کا شوقین

اس فلم میں الادین کو خواتین کا دلدادہ دیکھایا گیا ہے اس کے چالیس خواتین پرسنل بوڈی گارڈز ہیں جو کہ ہر وقت اس کے ارد گرد موجود رہتی ہیں ان کے علاوہ ہر رات وہ ایک نئی لڑکی کے ساتھ گزرتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ کے باہر ایک طوائف (کال گرل) کو بھیجا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ ایک رات گزارتا ہے، اور صبح اسے قتل کا حکم دینے والا ہوتا ہے۔ اس سین سے یہ بتایا جارہا ہے کہ مسلمان مرد جنسی طور پر خطرناک اور اخلاقی طور پر گرا ہوا ہے عورتوں کو صرف استعمال کی چیز سمجھتا ہے۔

جواب

اسلام میں عفت اور حیا بنیادی اقدار ہیں۔ قران میں ہے کہ

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴾[1]

اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

((الحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الإِيْمَانِ))[2]

حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أي النظرة وقال العلاء بن زياد لا تتبع بصرك رداء المرأة فإن النظر يزرع في القلب شهوة وقلما يخلو الإنسان في ترداده عن وقوع البصر على النساء والصبيان[3]

اپنی نظر کو عورت کے لباس پر منتج نہ ہونے دو، کیونکہ یہ نظر دل میں شہوت بو دیتا ہے، اور انسان جب آپ خود اس سے باز رہو تو بھی نادراً ہی ہوتا ہے کہ وہ عورتوں یا بچوں کی طرف اپنی نگاہ سے پرہیز کرپائے۔

---

[1] الاسراء: 32

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، باب الحیاء من الإیمان، 1/ 22

[3] غزالی، ابو حامد، احیاء علوم الدین، (بیروت: دار المعرفة، 1908ھ)، 3/ 106

فلم میں دکھایا گیا شہوت پرست مسلمان حکمران دراصل مغربی میڈیا کے اس پرانے اسلاموفوبک بیانیے کو دُہراتا ہے، جس کے مطابق مسلمان مرد بے لگام، ظالم اور عورتوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ جبکہ اسلام کی اصل تعلیمات عورت کو عزت، تحفظ اور روحانی مقام دیتی ہیں۔ قرآن و حدیث میں زنا سے بچنے، حیا کو اختیار کرنے اور نکاح کے ذریعے پاکیزہ تعلق قائم کرنے کا حکم ہے۔ یہ فلم اسلامی تعلیمات کی مسخ شدہ تصویر دکھا کر مغرب کے سامعین میں اسلام کے خلاف تعصب پیدا کرتی ہے، جو اسلاموفوبیا کی ایک بڑی جڑ ہے۔

عرب کا مذاق

الادین جب اقوام متحدہ کے سامنے پیش ہونے جاتا ہے تو ہوٹل میں اس کی ملاقات امریکی ہیڈ آف سیکیورٹی سے ہوتی ہے جو کہ کہتا ہے "کہ اسے تمام عرب سے نفرت ہے اور جو بھی امریکہ سے باہر ہے وہ سب کو عرب یا ایلین کی نگاہ سے دیکھتا ہے مزید یہ کہ آپ (الادین) Empire Estate Building کو دیکھ لیں اس سے پہلے کہ آپ یا آپ کے صحرائے بندر نما کزن (عرب) اسے اڑا دے"۔

I hate Arabs. All of them. Even the ones outside America. Look at the Empire State Building let's blow it up before Aladeen does. Or you, desert monkey."[1]

مجھے عربوں سے نفرت ہے۔ ان سب سے بھی جو امریکہ سے باہر ہیں۔ ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ کو دیکھو، اس سے پہلے الادین اسے اڑا دے یا تم صحرائی بندر۔

اس سین میں نائن الیون کی طرف اشارہ کر کے اس کا ملبہ مسلمانوں پر ڈالا گیا اور عرب کو حقیر نظر سے دیکھا گیا ہے۔

ثقافتی تصادم

الادین امریکہ آ کر یہودی لڑکی سے جمہوریت کے اصول اور انسانی مساوات کے بارے میں سیکھتا ہے الادین، اپنی آمریت اور مردانہ غلبے کے مزاحیہ انداز میں "زوئی" کے اسٹور میں کام کرتا ہے۔ وہ خواتین ورکرز کے ساتھ تحقیر آمیز رویہ رکھتا ہے، اور مزدوروں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا۔ زوئی اسے روکتی ہے اور کہتی ہے کہ:

In this country, we believe in equality, in democracy. You can't treat people like that[2]

یعنی "اس ملک میں ہم مساوات، جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ تم لوگوں سے اس طرح سلوک نہیں کر سکتے۔" تمام انسانوں کے حقوق برابر ہیں چاہے رنگ و نسل، زبان سے الگ ہی کیوں نہ ہو۔

یہ مکالمہ اس بات کو چھیڑتا ہے کہ مسلم اکثریتی ممالک میں حکمران عوام کے ساتھ سخت اور غیر مساوی برتاؤ کرتے ہیں، اور وہاں جمہوریت یا شہری آزادیوں کی قدر نہیں کی جاتی۔

---

[1] The Dictator, 2012. 00:14:59

[2] Ibid, 00:44:33-00:46:00

جواب

اس سین میں یہ دیکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ عرب کی تہذیب وثقافت انسانی مساوات کی قائل نہیں جبکہ یہودی تمام انسانوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں چاہے جس زبان، نسل، رنگ سے ان کا تعلق ہو۔ یہ استعاراتی انداز میں اسلاموفوبیا اور مشترکہ مغربی بیانیے کو ظاہر کرتا ہے، جہاں مسلمانوں (بالخصوص عرب آمروں) کو جمہوریت مخالف، عورت دشمن، اور ظالم ظاہر کیا جاتا ہے۔

حالانکہ اسلام مساوات کا سب سے پہلا علمبردار دین ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[1]

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو جان سکو، تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

اسلام کسی نسل، قوم، رنگ، زبان یا جنس کی بنیاد پر فرق نہیں کرتا۔ یہ آیت دنیا کی پہلی عالمی مساواتی دستاویز کے طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ رسول ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع انسانی مساوات کا عالمی اعلان ہے۔

اسلامی حکومت میں شورائیت (اسلامی جمہوریت) کا اصول قرآن کریم میں موجود ہے۔

﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ ﴾[2]

اور ان کے کام آپس کے مشورے سے چلتے ہیں۔

اسلام جمہوریت کی اصل روح یعنی "شورائیت" کو اہمیت دیتا ہے، مگر اس کی بنیاد تقویٰ، دیانت اور عدل پر رکھتا ہے، نہ کہ سرمایہ دارانہ مفادات پر۔ فلم میں دکھایا گیا ثقافتی تصادم دراصل ایک جھوٹا تصوراتی ٹکراو ہے، جس میں مغربی اقدار کو اعلیٰ اور اسلامی اقدار کو پسماندہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف مساوات، جمہوریت (شورائیت) اور خواتین کے حقوق کا علمبردار ہے۔ فلم میں زوئی کا الادین کو "جمہوریت سکھانا" ایک مغربی تکبر (Western Superiority Complex) کو ظاہر کرتا ہے، جب کہ روحانی، اخلاقی اور الٰہی بنیادوں کے ساتھ جمہوریت اور مساوات کی اصل روح اسلام میں موجود ہے۔

غیر سنجیدہ کردار کا حامل

---

[1] الحجرات: 13

[2] الشوریٰ: 38

الادین کے کردار کو اس فلم میں غیر سنجیدہ اور بچوں کی ذہنیت کا حامل دیکھا کر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ عرب غیر سنجیدہ ہوتے ہیں۔ الادین بچوں جیسی گیمز کھیلتا ہے جس میں وہ یہودیوں کو قتل کر کے سر دھڑ سے الگ کرتا ہے۔ بات بات پر مذاق کرتا ہے۔اس کے کمرے میں مشہور خواتین کی تصویریں لگی ہوتی ہیں(مثلاً Oprah Winfrey) اور اسے ایک خواتین کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے والے حکمران کے طور پر دکھایا جاتا ہے۔ انتہائی غیر سنجیدہ فیصلے کرتا ہے، جیسے صرف مذاق میں وزیروں کو مروادینا یا ریس کے دوران حریفوں کو گولی مار دینا۔ اقوام متحدہ میں اس کی تقریر سنجیدہ نہیں بلکہ ایک مضحکہ خیز نمائش بن جاتی ہے۔اس کا حلیہ، طرزِ گفتگو، اور موضوعات سب اس بات کو تقویت دیتے ہیں کہ وہ جدی پشتی ڈکٹیٹر تو ہے، لیکن نہایت احمق اور عقل سے عاری ہے۔[1]

فلم میں جنرل الادین کا کردار صرف ایک شخص نہیں، بلکہ ایک اسلامی یا عرب حکمران کا علامتی خاکہ ہے، جسے مغرب میں "غیر معقول عرب آمر" کے طور پر دکھایا جاتا ہے۔یہ کردار نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کو غیر سنجیدہ، بے عقل اور ظالم ظاہر کرتا ہے بلکہ اسلام کے سیاسی وسماجی نظریے کو بھی ایک مضحکہ خیز،متشدد اور دقیانوسی نظام کے طور پر پیش کرتا ہے۔

سماجی آداب سے نا آشنا

اس فلم میں مرکزی کردار کو نہایت ہی بد تمیز اور بد تہذیب دیکھا کر مسلمانوں کو جاہل اور معاشرے میں رہتے ہوتے باقی قوموں سے حقیر دیکھایا گیاہے۔نہ صرف یہ کہ مسلم قوم بےوقوف ہے بلکہ وہ اس جہالت کو دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔الادین زوئی کے organic food store (خالص قدرتی خوراک کی دکان) میں غیر مہذب رویہ رکھتاہے۔ وہ گاہکوں سے بد تمیزی کرتا ہے، غیر اخلاقی انداز میں بات کرتا ہے اور صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتا۔

ایک سین میں وہ ریسٹورنٹ میں بد تمیزی اور کھانے کے آداب کی خلاف ورزی کرتا ہے، زوئی اور اس کے دوستوں کے ساتھ کھانے پر جاتا ہے اور کھانے کے دوران شور مچاتا، قہقہے لگاتا، اور ہاتھ سے کھانے پر مذاق کا نشانہ بنتا ہے۔جمہوریت اور آزادی جیسے تصورات کا مذاق اڑاتا ہے، زوئی جب انسانی مساوات اور آزادی جیسے مغربی اصولوں کی وضاحت کرتی ہے، تو الادین ان باتوں کو سنجیدگی سے نہیں لیتا، اور انہیں مضحکہ خیز انداز میں رد کرتا ہے۔

وہ عوامی جگہوں پر بے تکلفی سے لباس اتارنا، جسمانی اشاروں سے بات کرنا، اور دوسروں کی پرائیویسی کو نظر انداز کرنا جیسے کام کرتا ہے، جو کہ مہذب معاشروں کے خلاف سمجھے جاتے ہیں۔

جواب

[1] The Dictator, 01:13:00

فلم میں یہودی لڑکی "زوئی" کو مرکزی کردار "الادین" کو اخلاقیات اور معاشرے میں رہنے کے آصول سیکھاتے ہوئے دیکھا گیا ہے جس سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ یہودی قوم کے لوگ باقی رنگ نسل اور قوم کے ساتھ منصفانہ رویہ اور روشن مستقبل کے مواقع دیتے ہیں جبکہ مسلم قوم کو دوسرے قوموں سے نفرت اور تعصوبانہ رویہ رکھنے والا دیکھایا گیا ہے۔ اسلام نے ادب، تمیز، طہارت، گفتگو کے آداب، مہمان نوازی، کھانے پینے کے اصول، اور معاشرتی تعلقات پر مکمل رہنمائی دی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ﴾[1]

اے ایمان والو! کسی کے گھر میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کرو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء علوم الدین میں سماجی آداب کو دین کی روح قرار دیا ہے، اور کہا کہ:

اعلم أن الإنسان إما أن يكون وحده أو مع غيره وإذا تعذر عيش الإنسان إلا بمخالطة مَنْ هُوَ مِنْ جِنْسِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنْ تَعَلُّمِ آدَابِ الْمُخَالَطَةِ وَكُلُّ مُخَالِطٍ فَفِي مُخَالَطَتِهِ أَدَبٌ وَالْأَدَبُ عَلَى قَدْرِ حَقِّهِ وحقه على قدر رابطته التي بها وقعت المخالطة۔[2]

جان لو کہ انسان یا تو تنہا ہوتا ہے یا دوسروں کے ساتھ۔ اور جب انسان کا جینا اپنے جیسے (یعنی دوسرے انسانوں) کے ساتھ میل جول کے بغیر ممکن نہ ہو، تو پھر اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ میل جول (معاشرت) کے آداب سیکھے۔... پس ہر شخص کے ساتھ میل جول کا ایک خاص ادب ہوتا ہے، اور وہ ادب اس شخص کے حق (درجہ و مقام) کے مطابق ہوتا ہے، اور وہ حق اس تعلق کے درجے کے مطابق ہوتا ہے جس بنیاد پر میل جول واقع ہوا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی بقا دوسروں کے ساتھ میل جول پر ہے، اس لیے تعلقات میں آداب سیکھنا ضروری ہے۔ ہر شخص کا ادب اس کے حق اور تعلق کی اہمیت کے مطابق ادا کرنا معاشرت کی بنیاد ہے۔

فلم میں الادین کو ایک ایسے عرب / مسلم کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو معاشرتی اصولوں سے نابلد، غیر شائستہ، اور تہذیب سے عاری ہے۔ یہ انداز دراصل اسلاموفوبیا کے اس مغربی بیانیے کی جھلک ہے جو مسلمانوں کو پسماندہ / ترقی سے محروم، غیر مہذب / جاہلانہ، تہذیبی طور پر کمتر / ثقافتی لحاظ سے حقیر ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات میں معاشرتی آداب نہ صرف اہم ہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہترین عملی مثال قائم کی۔

خلاصہ کلام

آج کے دور میں ٹیکنالوجی نے کافی ترقی کی ہے اور انسان کو ہوشیار بنا دیا ہے لیکن پھر بھی انسان کو ہر طرح کی معلومات حاصل کرنے کے لیے ان ٹیکنالوجیز کا سہارا لینا پڑتا ہے اور جو بھی معلومات اسے ٹیکنالوجی جیسے کہ الکٹرانک میڈیا، ٹی

---

[1] النور:27

[2] غزالی، آبو حامد محمد بن محمد، إحیاء علوم الدین 2 / 193

وی، فلم کے ذریعے ملتی ہیں اس کو سچ مان کر یقین کر لیتے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں ہماری نوجوان نسل ہالی وڈ کے فلموں اور سپر ہیروز کے دیوانے نظر آتے ہیں اور ہالی وڈ "الومیناٹی" کے کنٹرول میں ہے۔ دراصل الومیناٹی ایک خفیہ تنظیم جس کا قیام 245 برس پہلے باوریا(موجودہ جرمنی) میں ہوا۔ اس تنظیم کے بارے میں کئی لوگ کا یہ خیال ہے کہ یہ پراسرار تنظیم کا مقصد دنیا پر قبضہ کرنا، اور معاشرے سے مذاہب کے اثرات کو ختم کرنا ہے۔[1] یہ تنظیم نئی نسل کو گمراہ، اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اسی طرح فکشن مویز بنا کر نوجوان نسل کو حقیقت سے دور لے جاتے ہیں اور شیطانی تعلیم بھی دیتے ہیں، جو کچھ فلموں میں دیکھاتے ہیں اسی پے دیکھنے والے یقین رکھتے ہیں۔ "داڈیکٹیٹر" فلم بھی اسلام مخالف تعلیمات دینے والی فلم میں شامل ہے۔ فلم میں "وادیہ" نامی سلطنت میں ایک مسلمان آمر دکھا کر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مسلمان ایک ان پڑھ، جاہل اور غیر مہذب قوم ہیں۔ یہ آمر (الادین) بات بات پر ہر تیسرے بندے کے قتل کا حکم دیتا نظر آتا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ کہ مسلمان چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں ان میں صبر وبرداشت بالکل بھی نہیں ہے اور اسی وجہ سے یہ معاشرے کے ماحول کو ناخوش گوار بناتے ہیں۔ الادین اس فلم میں زیادہ طاقت ور بننے کی کوشش میں ہے اور نیوکلیر ویپن بنا کر اسرائیل پر حملہ کرنا چاہتا ہے، اس فلم کے مطابق اسلام ایک دہشت گردی کی تعلیمات دینے والا دین ہے اور اس کے پیروکار ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ کس طرح دوسرے پر حملہ کیا جائے۔ داڑھی کو کاٹ کر اگ لگادی گئی ہے اور یہ ثابت کیا جاتا ہے ہر داڑھی والا شخص اگر مسلمان ہے تو وہ دہشت ہے۔ فلم میں اس آمر کے چالیس خواتین پہرے دار ہیں جو ہر وقت اس کے ارد گرد موجود ہوتیں ہیں، اس سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مسلم قوم عیاش اور عورتوں کو نا صرف ان کے حقوق سے دور رکھنے والی قوم ہے بلکے عورتوں کی ذات کی تذلیل بھی کرتی ہیں۔ فلم میں ایک یہودی لڑکی (zoey) کو دیکھایا گیا ہے جو اپنے اسٹور میں کام کرتی ہیں وہاں ہر ملک، رنگ ونسل زبان والے مل جل کر کام کرتے ہیں دوسری طرف الادین ان سب کو برا جانتا ہے، اس سین سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے اسلامی تہذیب، دوسری تہذیب کو برداشت نہیں کرتی، اس کے برعکس یہودی تمام انسانیت کو ایک نظر سے دیکھتی ہے۔ اس فلم میں جو نازیبا سین اور مکالمے استعمال کئے گئے ہیں وہ اسلامی تہذیب سے ان کی نفرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

---

[1] Jim Marrs. *The illuminati: The Secret Society That Hijacked the world*, (Visible Ink Press,2017), p 20

باب سوم

اسلاموفوبیاپر انگریزی غیر افسانوی ادب کا جائزہ اور اس کے اسباب و تدارک کے لئے تجاویز

فصل اول: The Truth about Muhammad کا تجزیاتی مطالعہ

فصل دوم: اسلاموفوبیا کے اسباب اور تدارک کے لیے تجاویز

فصل اول

The Truth about Muhammad کتاب کا جائزہ

اس کتاب کے مصنف کا نام "رابرٹ اسپینسر "(1962) ہے، انہوں نے 1986 میں university of North Carolina سے مذہبی علوم میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ایک مسلم مخالف، امریکی مصنف، محقق اور بلاگر ہیں۔ آپ Counter-jihad movement کی اہم شخصیات میں سے ہیں۔ 2003 میں " Jihad Watch" کی بنیاد رکھی جبکہ 2010 میں پامیلا گیلر کے ساتھ مل کر "Stop Islamization Of America" تنظیم کی بنیاد رکھی۔

“The Truth About Muhammad: Founder of the World’s Most Intolerant Religion" کو Regnery Publishing نے 2006 میں شائع کیا اور ایک ہفتہ میں "نیویارک ٹائمز" کی بیسٹ سیلر کی لسٹ میں شامل ہوئی تھی۔ یہ کتاب اسلام اور آپ ﷺ کی حالت زندگی، واقعات، غزوات پر تنقیدی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے دس ابواب ہیں۔ پہلے باب میں مصنف نے کتاب کو لکھنے کی وجہ بتائی ہے کہ میں نے یہ کتاب محمد کی زندگی کی مکمل تفصیل دینے کے لئے نہیں بلکہ ان کی زندگی کے کیریئر کے بارے میں معلومات دینے کے لئے لکھی ہے۔ دوسرے باب میں مصنف قرآن کے بارے میں بتاتا ہے کہ قرآن محمد ﷺ کے بارے میں بہت کم معلومات دیتا ہے اور اکثر معلومات تو نامکمل ہوتی ہے۔ قرآن پر شک کرنے کے بعد مصنف حدیث کی طرف آتا ہے اور کہتا ہے کہ اسناد پر یقین نہیں کر سکتے کہ کون سا حصہ صحیح ہو اور کون سا غلط۔ تیسرے باب میں اسلام سے پہلے عرب کی حالت (بت پرستی)، آپ ﷺ کے قبیلے، پیدائش، پہلی وحی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگلے باب میں مصنف یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کو دیگر مذاہب جیسے کہ یہودیت اور عیسائیت سے لیا ہے کیونکہ بہت سی تعلیمات ان میں مشترک ہیں جیسا کہ خدا کا تصور، آدم و حوا کا قصہ وغیرہ۔ پانچوں باب میں مصنف بتاتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ناعوذ باللہ شیطانی کلمات کو اللہ کا پیغام سمجھا تو ان کے قبیلے یہاں تک کہ ان کے اپنے چچا نے بھی نے مخالفت کی۔ چھٹے باب میں مصنف نے آپ ﷺ کی ہجرت مدینہ کی اور یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ معاہدے پر بحث کی ہے۔ اگلے باب میں غزوات کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ غزوہ بدر اور احد۔ آٹھوں باب میں صلح حدیبیہ، فتح مکہ، غزوہ تبوک اور آپ ﷺ کی وفات پر بحث کی گئی ہے۔ آخر میں مصنف نے آپ ﷺ پر الزام لگایا ہے کہ آپ نے اپنے پیروکاروں کو دہشت گردی اور عدم برداشت کی تعلیم دی ہے اور غیر انسانی سزائیں جیسا کہ سنگسار، ہاتھ کاٹنا کا اجراء کیا ہے۔

کتاب کا عنوان

اسپنسر نے" The Truth"کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ محمد ﷺ کے بارے میں تمام تفصیلات اس کتاب میں ذکر کرے گا اور پھر تجزیہ کرے گا، تبھی تو سچائی سامنے آئے گی'لیکن جب کتاب کو کھول کر پڑھتے ہیں تو مصنف کہہ دیتا ہے کہ میں صرف انہی پہلوؤں کو ذکر کروں گا جس سے غیر مسلموں کو تشدد جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے مصنف کا نامنصفانہ رویہ یہی پر سامنے آجاتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی میں سے کچھ واقعات جیسے آپ ﷺ کی نبوت، جنگی حکمت عملی، سیاست کو مدنظر رکھ کر اپنے ذہن کے مطابق تشریح کرکے تجزیہ قائم کرتا ہے اور صحیح احادیث مبارکہ سے جو کچھ سامنے ہے ان کو بالائے طاق رکھتا ہے'تو مصنف کا کتاب کے عنوان میں The Truth"استعمال کرنا ان کے اپنے ہی عمل کے خلاف ہے کیونکہ سچائی کہی نظر نہیں آرہی بلکہ متعصبانہ رویہ کا اثر ہے۔ دوسرا یہ کہ اسلام کو Intolerant Religion کہنا ہی غلط ہے کیونکہ اسلام کا نام ہی امن اور سلامتی کا دین ہے اسلام کی تعلیمات صبر اور برداشت کی ہیں۔ اللہ تعالی کا قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ﴾[1]

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

یہ صرف ایک آیت ہے جبکہ قرآن اور حدیث میں بے شمار آیات و احادیث صبر و برداشت کا درس دیتی ہیں۔

تصانیف

اسپنسر اسلام کے بارے میں تنقید کرنے والوں میں سر فہرست ہے۔ اس نے اسلامی تاریخ کے بارے متعدد کتابیں لکھیں۔ اس کی سب سے مشہور کتاب "The Truth About Muhamad" ہے جو 2006ء میں شائع ہوئی۔ جس کے بارے میں نیچے تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

رابرٹ سپنسر نے تاریخ اور فلسفہ میں تعلیم حاصل کی اور اپنی تحقیق میں اسلامی تاریخ، قرآن اور حدیث کی تشریحات کی کوشش کی۔ موصوف نے "www.jihadwatch.org" نامی ویب سائٹ بھی بنا رکھی ہے جس میں جہاد کو انتہا پسندی کے ساتھ جوڑنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

اسپنسر نے مختلف تصانیف اسلام پر تنقیدی انداز میں تحریر کی ہیں جیسا کہ:

" The Politically Incorrect Guide to Islam (and the Crusades)"

اس کتاب میں اسپنسر نے اسلام اور صلیبی جنگوں کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ اسی طرح ایک اور کتاب " Stealth Jihad" لکھی جس میں اس نے مغربی دنیا میں اسلام کے اثرات اور اس کی ممکنہ خطرات پر بات کی ہے۔

---

[1] البقرہ: 153

مجموعی طور پر اسپنسر نظریات کے اعتبار سے ایک متنازع شخصیت ہے جس کی تحریریں اور تحقیق اسلامی تاریخ اور نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی پر سوالات اٹھاتی ہے۔

زیر نظر تصنیف میں رابرٹ اسپنسر کی طرف سے پیش کیے گئے اعتراضات یا ان کی غلط فہمی کی بنیاد پر اسلام اور سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے نظریات جائزہ لیں گے اور ان کے مدلل جوابات بھی ذکر کریں گے۔

مصنف کے کتاب و نظریات کا جائزہ

کتاب میں مصنف بتاتا ہے کہ میں اس کتاب میں محمد ﷺ کی زندگی کے بعض پہلوؤں کا ذکر کروں گا، جن میں آج کے مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ متشدد سلوک کرتے ہیں اور بطور جواز محمد ﷺ کی تعلیمات کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عمل غیر مسلموں کے لیے مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس کتاب میں غیر مسلموں کو محمد ﷺ کی ان تعلیمات سے آگاہ کرنا ہے "جن میں غیر مسلموں سے نامناسب سلوک کیا گیا ہے" جو ان کے پیروکاروں کو دی گئی ہیں، تاکہ وہ انہیں پڑھ کر ان مسائل کا مقابلہ کر سکیں۔ مصنف کہتا ہے کہ اس موضوع پر لکھنا اس کی جان کے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے، لیکن محمد ﷺ کے حقائق دنیا کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے، چاہے وہ ناخوشگوار ہی کیوں نہ ہوں، اور ان معلومات کے لیے میں صرف اسلامی ذرائع ہی پیش کروں گا۔[1]

آزادی اظہار کرنے پر مسلمانوں کی جانب سے خطرہ

مصنف کہتا ہے کہ اسلام اور محمد ﷺ کی ذات کے بارے میں غیر مسلموں کا کسی بھی طرح کی نامناسب گفتگو کرنے پر جانی خطرہ لاحق ہے اور اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے مختلف مثالیں دی ہیں جن میں 'تھیو وان گوگ" جس کو ڈرامہ "Submission" بنانے کی وجہ سے قتل کیا گیا، ڈانمارک میں محمد ﷺ کی تصاویر بنانے پر مسلمانوں کے خلاف بین الاقوامی سطح پر تشدد اور مظاہریں وغیرہ۔ مصنف کے مطابق اظہار رائے کی آزادی ملنی چاہیے۔[2]

جواب

مصنف کا یہ موقف درست نہیں ہے کیونکہ ہر معاشرہ اپنی روایات اور اقدار کی حفاظت کرنے کے لئے دائرہ اور حدود مقرر کرتا ہے آزادی اظہار کی حدود مقرر ہوتی ہیں تاکہ ان کہ اقدار پر حملہ نہ ہو سکے' بالکل اسی طرح اسلامی معاشرہ میں بھی کچھ حدود ہیں جن کو پار نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کے خلاف اقدامات اور توہین رسالت کو آزادی اظہار

---

[1] Spencer, Robert. *The Truth about Muhammad*. (Regnery Publishing, INC,2006), p:11

[2] Ibid, p: 15-16

کے دائرے میں نہیں لایا جا سکتا' کیونکہ دنیا کے کسی بھی معاشرے کی طرح اسلام کی بھی کچھ دائرہ کار اور حدود ہیں اور یہ مسلمانوں کی آخری حد ہے ان کو اگر کوئی پار کرتا ہے تو مسلمانوں کی جانب سے لازمارد عمل کا سامنا ہو گا لیکن اس کا ایک طریقہ کار ہے انفرادی طور پر کوئی مسلمان کسی کو سزا نہیں دے سکتا۔ اور یہ مسلمانوں کا حق ہے کہ اپنے نبی محمد ﷺ کا دفاع کریں۔ قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ دعوت، ردّ اور دفاع حسنِ اخلاق اور حکمت سے ہو۔ پرامن احتجاج، درخواست، مقدمہ، بین الاقوامی فورمز پر شکایت کریں، یہ سب شرعی اور مہذب راستے ہیں۔ دفاع کا سب سے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ ہم نبی ﷺ کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچائیں، کیونکہ وہی اصل ردّ ہے۔ جذباتی عمل، پر تشدد ہجوم، املاک جلانا، یہ اسلام اور نبی ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے، اور دشمن کو اسلام کے خلاف مزید مواد دیتا ہے۔

قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ﴾[1]

بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرما دی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

غیر مسلموں کو اسلام کے حدود کا احترام کرنا چاہیے اور ان کو پار نا کیا جائے یہ بات تو معمولی عقل والے انسان کو بھی سمجھ آتی ہے کہ اگر ان کے محترم والدین کے بارے میں بھی کوئی نامناسب بات کی جائے تو وہ غیرت کھاتا ہے پھر مسلمانوں کے نبی ﷺ کے متعلق نامناسب گفتگو کرنا یہ مسلمانوں کی آخری حد ہے اور اسلامی تعلیمات کے اصولوں کے خلاف ہے، اس طرح کی حرکات سے اسلاموفوبیا کو فروغ ملتا ہے۔ ہاں' مذاہب میں جو مشترکات ہیں ان پر ضرور مکالمہ کیا جا سکتا ہے۔

مصنف کا مسلمانوں پر اعتراض

مصنف کہتا ہے محمد ﷺ کی زندگی میں جب ان کے ساتھ کوئی توہین کرتا تھا تو وہ عفوودرگزر سے کام لیتے تھے اور یہ متعدد بار سرزد ہوا جیسا کہ مسلمانوں کے مصنف اور اسلامک اسکالر، صفی الرحمان المبارکپوری، فریدہ خانم اور کارل ارنسٹ نے اپنی تحریروں میں محمد ﷺ کی شخصیت اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ انسانوں میں بہترین انسان اور اعلی اخلاق کے حامل تھے۔

---

[1] الاحزاب:57

"ابراہیم ہوپر [1] "جوکہ امریکا اسلامک ریلیشن کونسل کے سربراہ ہیں انہوں نے توہین رسالت کارٹون کے واقعہ کے وقت یہ بیان دیا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو عفوودرگزاور رحم دلی کی تعلیم دی ہے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ ﷺ کے ساتھ برا کرتے ہیں۔اور مسلمانوں کے ساتھ جب کوئی برا کرئے تو جوابا کاروائی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ آپ ﷺ اس حال میں کیا کرتے۔جبکہ مسلمانوں میں سے ہی کچھ مبلغ یا علماء سزا کی ترغیب اس بات پر دیتے ہیں۔کہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔الغرباء تنظیم کے سربراہ شیخ عمرالبکری [2] نے UK میں انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ نائن الیون جیسے واقعات روز کے روز پورے مغرب میں ہوں گے جب تک مغرب اپنے پالیسیوں پر نظر ثانی نہیں کرتی۔

مصنف آخر میں اپنی رائے دیتے کہتا ہے کہ مسلمانوں کی پہلی جماعت نے یہ دعوی کیا کہ اسلام امن کا دین ہے محمد ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو عفوودرگزر اور امن کی تعلیم دی ہے ۔اگر'واقعی ایسا ہے تو پھر نائن الیون جیسے واقعات اور تشددپسند جماعتیں نہ ہوتی۔اور اگر خودکش دھماکے اور تشددپسند تنظیمیں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پھر اسلام امن کا دین نہیں یعنی دونوں میں سے ایک صورت ممکن ہے۔مسلمانوں کے ان دوجماعتوں کو چاہیے کہ آپس میں بیٹھ کر یہ طے کریں کہ کون سی جماعت درست ہے تاکہ اس بنیاد پر مغرب میں ان کے لئے الگ پالیسی نافذ کی جائے۔ [3]

جواب

اسپینسر القاعدہ، الغرباء [4] اور دیگر شدت پسند گروہوں کی کاروائیوں کو "اسلامی جہاد" کے نمائندہ اعمال کے طور پر پیش کرتا ہے۔وہ یہ باور کراتا ہے کہ اسلام کی اصل تعلیمات ہی ایسی متشددہیں، جن سے ایسے گروہ جنم لیتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ مفروضہ نہ صرف اسلام کی تعلیمات سے نابلد ہے بلکہ یہ اہل سنت والجماعت کے فقہی اصولوں کی

[1] امریکا میں مقیم ایک نمایاں مسلم رہنما اور سماجی کارکن، جو کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز CAIR کے ترجمان اور بانی اراکین میں سے ہیں۔وہ میڈیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیوں اور اسلاموفوبیا کے سدباب کے لیے متحرک کردار ادا کرتے ہیں۔

[2] لبنانی نژاد برطانوی مبلغ اور متنازع اسلامی رہنما، جنہوں نے "الغرباء" اور بعد ازاں "المہاجرون" نامی تنظیموں کی بنیاد رکھی۔وہ برطانیہ میں اسلام کے سیاسی پہلو کو اجاگر کرنے اور خلافت کے قیام کی وکالت کے لیے جانے جاتے ہیں۔9/11 کے بعد ان کے بیانات نے انہیں انتہاپسندی کے الزامات کی زد میں لایا جس کے بعد وہ برطانیہ چھوڑ کر لبنان چلے گئے۔

[3] spencer, The Truth about Muhammad, pg:3-10

[4] الغرباء تنظیم ایک عسکریت پسند گروہ ہے جو بنیادی طور پر یورپ میں قائم ہوا اور القاعدہ و دیگر شدت پسند نظریات کی حمایت کرتا ہے۔یہ تنظیم مسلمانوں میں سخت گیر نظریات کی تبلیغ اور جہاد کے نام پر انتہاپسندی پھیلانے کے لیے جانی جاتی ہے۔
https://www.gov.uk/government/publications/proscribed-terror-groups-or-organisations

صریح خلاف ورزی بھی ہے۔ اہلِ سنت کے فقہاء اور مفسرین نے واضح کیا ہے کہ جہاد، قتال اور حدود و سزائیں صرف ریاست کے اختیار میں ہیں، اور کسی فرد یا غیر ریاستی گروہ کو یہ اختیار حاصل نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾[1]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے جو اہلِ امر (حکمران) ہوں ان کی بھی اطاعت کرو۔

تفسیر ابن کثیر میں اولی الامر سے مراد "امراء و حکام" لیے گئے ہیں، جن کے تحت جہاد اور عدالتی نظام نافذ ہوتا ہے۔

الْعُلَمَاءُ. وَالظَّاهِرُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ -أَنَّ الآيَةَ فِي جَمِيعِ أُولِي الأَمْرِ مِنَ الأُمَرَاءِ وَالْعُلَمَاءِ[2]

علماء اور ظاہر (بات) اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہ ہے کہ آیت تمام اولی الامر (یعنی حکام اور علماء دونوں) کے بارے میں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيُتَّقَى بِهِ))[3]

امام (حاکم) ڈھال ہوتا ہے، اس کے پیچھے جنگ کی جاتی ہے اور وہی لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ قتال یا جہاد کا اعلان اور قیادت امام یا ریاست کا کام ہے، کسی فرد یا غیر ریاستی تنظیم کا نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

لا يقيم الحد على الحر إلا الإمام أو من فوض إليه الإمام[4]

کسی آزاد شخص پر حد نافذ نہیں کی جا سکتی، مگر امام (حاکمِ وقت) یا وہ شخص جسے امام نے یہ اختیار دیا ہو۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ (حنبلی) کہتے ہیں۔

لا يجوز الغزو إلا بإذن الأمير[5]

جہاد (یا دشمن پر حملہ) امیر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

امام شاطبیؒ نے "الموافقات" میں جہاد اور سزاؤں کو مصلحتِ عامہ اور نظمِ اجتماعی سے مربوط قرار دیا ہے، یعنی صرف ریاستی نظم ہی اس کی مجاز ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

---

[1] النساء:59

[2] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبة للنشر والتوزیع، 1420ھ) 2/345

[3] مسلم، صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الامام جنة یقاتل من ورائه ویتقی به، ح 4772

[4] الشيرازي، أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف، التنبية في الفقه الشافعي (عالم الكتب، 1403ھ)، باب: حد الزنا، 1/242

[5] أبو الفرج، عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي الجماعيلي الحنبلي، الشرح الكبير على متن المقنع، (دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع، 1415ھ)

باب: ومن اخذ دار الحرب طعاما او علفا فله 10/460

ويحفظ من جانب العدم بالجهاد، وقتل المرتدين، ومنع الابتداع. وأحكام العادات والمعاملات تؤدي إلى حفظ بقية الضروريات من جانب الوجود، وأحكام الجنايات تؤدي إلى حفظها في جانب العدم[1]

دین کو ختم ہونے سے بچانا جہاد، مرتدوں کو قتل کرنے اور بدعت سے روکنے کے ذریعے ہوتا ہے۔ عادات اور معاملات سے متعلق احکام باقی ضروریات کو باقی رکھنے میں مدد دیتے ہیں، اور جرائم کے احکام انہیں ختم ہونے سے بچانے کا کام کرتے ہیں۔
یعنی:

- جہاد، ارتداد کی سزا اور بدعت کی روک تھام دین کو مٹنے سے بچاتے ہیں۔
- عادات و معاملات کے شرعی اصول زندگی کی باقی بنیادی ضرورتوں کو قائم رکھتے ہیں۔
- جرائم کے قوانین ان ضروریات کو برباد ہونے سے روکتے ہیں۔

اسلامی شریعت میں پرائیوٹ جہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ شریعت میں "ریاست" کا تصور موجود ہے، اسلامی ریاست کے وجود ہونے کے بعد سزاؤں کا نفاذ بھی اسلامی ریاست ہی کرتی ہے، اگر کوئی گروہ ابھی تک پاور میں نہیں آئی تو اس طرح کی سزائیں نافذ نہیں کر سکتی ہے پہلے اسلامی ریاست بنائی جائے گی پھر اسلامی قانون جو کہے گا اس کے مطابق چلا جائے گا اسی طریقے سے جہاد اور کسی کے خلاف کوئی اقدام کرنا یہ کام بھی ریاست کا ہے پرائیوٹ لوگوں کا نہیں ہے۔ جب کوئی اسلامی ریاست نہیں ہوتی اور انفرادی طور پر مختلف تنظیمیں وجود میں آتی ہے اور وہ تنظیم خود اپنے لئے پیرامیٹر بناتی ہے تو اس میں بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس لئے اگر اسلام کے نام پر کہی پر کوئی اقدام ہو رہا ہے تو صرف اسی کو سپورٹ کیا جائے گا جو اسلامی ریاست اصولوں کے تحت ہو گا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ موقف دیا ہے کہ جنگ صرف ان سے کی جائے جو خود آمادہ پیکار ہوا۔[2]

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری کتاب النبوات میں بھی اس رائے کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے، بلکہ اس کو جمہور علماء کا مسلک قرار دیا ہے، کہتے ہیں:

الكفار إنما يقاتلون بشرط الحراب ، كما ذهب إليه جمهور العلماء ، وكما دل عليه الكتاب والسنة[3]

کفار سے جنگ اسی شرط پر کی جائے گی کہ وہ محاربہ کریں، جیسا کہ جمہور علماء کا مسلک ہے اور اسی پر کتاب و سنت کی دلیل قائم ہے۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان عبارتوں سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ماضی میں بھی اہل علم کی ایک تعداد اسی کی قائل رہی ہے کہ قتال صرف ظلم و جارحیت کے خلاف ہی کیا جا سکتا ہے اور اس کی اصل علت محاربہ (یا فتنہ وغیرہ)

---

[1] الشاطبي، أحمد الريسوني، نظرية المقاصد عند الإمام الشاطبي (الدار العالمية للكتاب الإسلامي، 1412ھ) 1/126

[2] ابن تیمیہ، قاعدہ مختصرۃ فی القتال، 121

[3] ابن تیمیہ، تقی الدین، النبوات، (مکتبہ اضواء السلف، 2000)، ۱۴۰

ہی ہے۔ کہ اگر کوئی قوم یا فرد مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتا، ان پر حملہ نہیں کرتا، یا ان کے امن میں خلل نہیں ڈالتا، تو ان کے ساتھ قتال کی اجازت نہیں۔ جنگ کا جواز صرف اس وقت ہے جب مخالف فریق خود قتال کی تیاری کرے یا عملی طور پر حملہ کرے۔ اس کا مقصد ظلم اور ناانصافی کو روکنا ہے، نہ کہ زبردستی دین مسلط کرنا یا زمین پر قبضہ جمانا۔ اگر مخالف صلح پر آمادہ ہو یا دشمنی ختم کر دے، تو قتال بند کر دینا ضروری ہے۔

قرآن پر اعتراضات

اسپنسر نے قرآن کو ایک مشتبہ، مبہم اور سیاسی دستاویز کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور پر دوسرے باب میں مصنف نے قرآن مجید کی ساخت، مفہوم اور تاریخی حیثیت پر سوالات اٹھائے ہیں۔

قرآن مبہم ہے

مصنف کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات اکثر مبہم ہیں، اور مختلف سورتوں کا سیاق وسباق معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مفہوم مسخ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورہ تحریم[1] جس میں اول تو جس چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اسے اللہ نے حلال قرار دیا ،دوسرا' نبی نے اپنی بیوی کو راز کی بات بتائی تو انہوں نے کسی اور کو بتادی، تیسری' وہ دونوں بیویاں اللہ کے سامنے توبہ کریں۔ اب یہ سب جس کو سیاق وسباق کا علم نہ ہو وہ نہیں سمجھ پائے گا پھر آیت کہ تفاسیر میں شہد والا واقعہ یا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے باری کے دن لونڈی والا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

روبرٹ اسپنسر لکھتا ہے کہ:

"The Quran is a disjointed book, with no narrative thread, no sense of chronology, and little if any context for the statements it makes"[2]

یعنی، اسپنسر کے نزدیک قرآن ایک غیر مربوط اور بے ترتیب تحریر ہے جس میں واقعات کی ترتیب، بیانیہ تسلسل اور سیاق وسباق کا فقدان ہے۔ وہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآن کسی بھی قاری کے لیے آسان فہم نہیں، بلکہ الجھاؤ پیدا کرتا ہے۔

جواب

یہ اعتراض صرف اس شخص کی طرف سے آسکتا ہے جو عربی زبان کی بلاغت، قرآن کے نزولی پس منظر، اور وحی کے تدریجی اسلوب سے ناواقف ہو۔ قرآن مجید کا انداز خطاب، مثال، تنبیہ، اور وعدہ ووعید پر مشتمل ہے جو انسانی فہم و قلب پر گہرا اثر ڈالنے والا ہے۔ قرآن کو محض ایک تاریخی بیانیہ یا نثری تحریر سمجھ کر پرکھنا اس کی وحیانی فطرت سے

[1] التحریم:4-1

[2] Spencer, 2006, p. 33

انکار کے مترادف ہے۔ قرآن مجید کا انداز، نزول کے اعتبار سے تدریجی اور موضوعاتی ہے۔ قرآن خود اس حقیقت کو بیان کرتا ہے:

﴿ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ﴾[1]

اور ہم نے قرآن کو اس طرح نازل کیا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے تاکہ تم لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، اور ہم نے اسے بتدریج اتارا۔

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کا تدریجی نزول واقعی ضروری تھا تاکہ اس کی تعلیمات آہستہ آہستہ انسانی نفوس پر اثر انداز ہوں، اور یہ ہر زمانے اور مقام کے حالات کے مطابق رہنمائی فراہم کرے۔

قرآن کی آیات کے سیاق وسباق کی تفہیم کے لیے شانِ نزول، حدیث نبوی ﷺ اور تفسیر صحابہ رضی اللہ عنہم بنیادی مصادر ہیں، مثال کے طور پر امام جلال الدین سیوطی، امام واحدی اور امام طبری نے تفاسیر میں ہر آیت کے نزولی پس منظر کو بیان کیا ہے جو کہ قرآن کے متعلّق مغالطوں کو ختم کرتا ہے۔

حسن البناء اپنی کتاب نظرات فی کتاب اللہ میں فرماتے ہیں:

"لا توجد فی القرآن کلمة زائدة لغیر معنی مقصود کما قال ابن جریر الطبری "[2]

قرآن میں کوئی بھی لفظ ایسا زائد (غیر ضروری) نہیں ہے جس کا کوئی مقصود و مفہوم نہ ہو، جیسا کہ امام ابن جریر طبری نے فرمایا ہے۔

روبرٹ اسپنسر جیسے ناقدین جدید مغربی نثری اسلوب کے پیمانوں پر قرآن کو پرکھتے ہیں، حالانکہ قرآن "کلامِ الٰہی" ہے جس کا اسلوب خطابِ ربانی کی شان رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اسلوب بعض اوقات ادبی پیراڈائمز سے ہٹ کر ہوتا ہے تاکہ انسانی فہم کو چیلنج اور اصلاح فراہم کی جاسکے۔ قرآن کو "بے ربط" کہنا ایک استشراقی فکری انحراف ہے جو صرف اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب قرآن کو اس کے عربی اسلوب، نزولی ترتیب اور تفسیری روایت کے ساتھ سمجھا جائے۔ اسلام میں قرآن صرف ایک بیانیہ کتاب نہیں، بلکہ قانون، اخلاق، روحانیت اور معاشرتی ہدایت کا جامع نظام ہے۔ اس کی فکری گہرائی، علمی تنظیم، اور قلبی اثر انسان کو بدلنے کے لیے کافی ہے۔

- **قرآن اللہ اور محمد ﷺ کے درمیان مکالمہ**

اسپنسر اپنی کتاب میں سورہ تحریم (66) کی ابتدائی آیات پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن میں بعض مقامات پر گفتگو صرف اللہ اور محمد ﷺ کے درمیان ہوتی ہے، جس میں تیسرے قاری کے لیے کوئی واضح سیاق وسباق موجود نہیں۔

---

[1] الإسراء:106

[2] الساعاتي، حسن أحمد عبد الرحمن، نظرات في كتاب الله، (القاهرة: دار التوزيع والنشر الإسلامية، 1423ھ)، باب: بسم اللہ الرحمن الرحیم، 1/138

Much of the Qur'an seems to be a dialogue between Allah and Muhammad, with the third party who is presumably the reader left in the dark[1]".

قرآن کا بڑا حصہ بظاہر اللہ اور محمد ﷺ کے درمیان ایک مکالمہ معلوم ہوتا ہے، جس میں تیسرا فریق جو غالباً قاری ہے اندھیرے میں رہ جاتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ ایسی آیات ایک "مبہم اور شخصی مکالمہ" دکھاتی ہیں جسے کوئی عام قاری مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتا۔

جواب

قرآن کی جزوی آیات، جزوی واقعات پر نازل ہوئیں، اور ان کا سیاق تفاسیر سے واضح ہوتا ہے۔ قرآن کی مخصوص آیات، بالخصوص سورہ تحریم کی ابتدائی آیات، نبی کریم ﷺ کے خانگی معاملات پر روشنی ڈالتی ہیں، جو وحی کی روشنی میں اصلاحی انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان آیات کا سیاق و سباق واضح طور پر احادیث، تفسیر اور اسباب النزول میں محفوظ ہے، جن کی بنیاد پر قرآن کی آیات کو مکمل طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾[2]

اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟ آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے متعلق دو مشہور روایات مفسرین نے نقل کی ہیں:

1. شہد والا واقعہ: نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر شہد نوش فرمایا، جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے مذاقاً بدبو کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ آپ شہد نہیں پیئیں گے۔

2. لونڈی والا واقعہ: آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی، جس پر ناراضگی ہوئی تو آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ ان سے دور رہیں گے۔

قرآن مجید میں مکالماتی اسلوب (dialogic style) کا استعمال دراصل بیانِ حکمت اور اصلاح کے لیے ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ سے خطاب اس امت کے لیے تعلیم و تربیت کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا، جب نبی ﷺ کی زندگی کے نجی واقعات کو وحی کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے، تو اس میں امت کے لیے اخلاقی، سماجی اور شرعی رہنمائی ہوتی ہے۔

---

[1] Spencer, 2006, p. 35

[2] التحریم: 1

روبرٹ اسپنسر کا یہ اعتراض اس بنیاد پر ہے کہ وہ قرآن کو صرف "textual (متنی) یا biographical (سوانح عمری سے متعلق) انداز سے دیکھتا ہے، وحی، نبوت، اور امت کی اصلاح جیسے مقاصد کو نظر انداز کرتا ہے۔ درحقیقت، قرآن کی ہر آیت ہدایت، نصیحت، اور اخلاقی تربیت کے لیے نازل ہوئی ہے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

" فَرُبَّمَا كَانَ فِيهِنَّ مَنْ يَكْرَهُ الْمُقَامَ مَعَهُ عَلَى الشِّدَّةِ تَنْزِيهًا لَهُ"[1]

نبی ﷺ کے گھریلو امور کا ذکر امت کی تعلیم و تربیت اور خاندانی نظم کی اصلاح کے لیے ہے، نہ کہ کوئی ذاتی مقصد۔

قرآن کی وہ آیات جنہیں اسپنسر "مبہم" کہتا ہے، درحقیقت نہایت حکیمانہ اور اصلاحی مضامین رکھتی ہیں۔ قرآن کے مخاطب کبھی نبی ہوتے ہیں، کبھی پوری امت، اور اس تنوع میں ہی اس کی اعجاز ہے۔ سیاق و سباق کو مغربی اندازِ فکر کے بجائے صرف تفاسیر اور حدیثِ نبوی کے ذریعے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

- **محمد ﷺ پر قرآن لکھنے کا اعتراض**

روبرٹ اسپنسر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن میں محمد ﷺ بعض آیات خود بناتے تھے، جیسا کہ آیات میں ان شاء اللہ 'کا استعمال، متکلم کی الجھن کا ثبوت ہے۔[2]

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ﴾[3]

بیشک اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کر دیا۔ اگر اللہ چاہے تو تم ضرور مسجد حرام میں امن و امان سے داخل ہوگے۔

اس آیت میں "إِن شاء اللہ" (اگر اللہ نے چاہا) کے استعمال پر وہ یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر اللہ ہی قرآن کا نازل کنندہ ہے، تو وہ خود اپنے بارے میں 'اگر اللہ نے چاہا' کیوں کہے گا؟ اس سے اسپنسر یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ "یہ آیات محمد ﷺ کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں تھیں، اور انہیں اللہ کی طرف منسوب کر دیا گیا"۔

جواب

إِن شاء اللہ "کا استعمال اللہ کے کلام میں توحید، تقدیر اور ادب کا اعلیٰ ترین اظہار ہے۔ یہ اعتراض صرف تب پیدا ہوتا ہے جب اللہ کی صفات، کلام اور افعال کو انسانی فہم کے پیمانے پر ناپا جائے۔ قرآن میں "ان شاء اللہ" جیسی تعبیرات اللہ کی ربوبیت، حکمت اور مشیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ قرآن کے مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ الفاظ استعمال فرمائے۔

---

[1] القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين، الجامع لأحكام القرآن تفسير القرطبي (القاهرة: دار الكتب المصرية1384ه)، باب: سورة الاحزاب33، ایات 28، الی 29، 14/162

[2] Spencer, p. 35

[3] الفتح:27

﴿ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴾[1]

اللہ ان کو ہدایت دے گا اور ان کے حالات سنوار دے گا، اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس سے وہ ان کو پہلے سے آشنا کر چکا ہو گا۔

یہاں اللہ تعالیٰ اپنی ہی مشیت پر بات کر رہا ہے، جو تقدیر، اختیار اور حکمت کے اصول پر مبنی ہے۔

﴿ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ﴾[2]

یقیناً اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کر دکھایا، تم ان شاء اللہ ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہو گے۔

یہاں "ان شاء اللہ" اس ادب اور توقیر کا اظہار ہے جو اللہ اپنے کلام میں بھی نازل فرماتا ہے، تاکہ لوگوں کو مشیتِ الٰہی کا شعور ہو۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَلا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فاعِلٌ ذلِكَ غَداً إِلاَّ أَنْ يَشاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذا نَسِيتَ وَقُلْ عَسى أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هذا رَشَداً قال القرطبي: قال العلماء: عاتب الله تعالى- نبيه ﷺ على قوله للكفار حين سألوه عن الروح والفتية وذي القرنين: غدا أخبركم بجواب أسئلتكم، ولم يستثن في ذلك. فاحتبس الوحي عنه خمسة عشر يوما حتى شق ذلك عليه، وأرجف الكفار به، فنزلت عليه هذه السورة مفرّجة. وأمر في هذه الآية ألا يقول في أمر من الأمور إنى أفعل غدا كذا وكذا، إلا أن يعلق ذلك بمشيئة الله- عز وجل- حتى لا يكون محققا لحكم الخبر، فإنه إذا قال: لأفعلن ذلك ولم يفعل: كان كاذبا، وإذا قال، لأفعلن ذلك- إن شاء الله- خرج عن أن يكون محققا للمخبر عنه والمراد بالغد: ما يستقبل من الزمان، ويدخل فيه اليوم الذي يلي اليوم الذي أنت فيه دخولا أوليا. وعبر عما يستقبل من الزمان بالغد للتأكيد.[3]".

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ملامت فرمائی کہ جب کفار نے آپ ﷺ سے روح، اصحابِ کہف، اور ذو القرنین کے بارے میں سوالات کیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کل میں تمہیں ان سوالات کے جوابات دوں گا" اور آپ ﷺ نے (یہ بات) اللہ کی مشیئت کے ساتھ مشروط نہیں کی (یعنی "ان شاء اللہ" نہیں کہا)۔ پس اس پر وحی پندرہ دن تک روک لی گئی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو سخت تکلیف پہنچی، اور کفار نے آپ ﷺ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں مشہور کر دیں۔ تب یہ سورہ (الکھف) نازل ہوئی اور (اس تکلیف سے آپ کو) فرج حاصل ہوئی۔ اللہ نے اس آیت میں آپ کو حکم دیا کہ کسی کام کے متعلق نہ کہیں کہ "میں کل یہ ضرور کروں گا" مگر اس کے ساتھ اللہ کی مشیئت کو مشروط کریں۔ تاکہ آپ کسی کام کی خبر کو قطعی (یقینی) طور پر نہ کہیں، کیونکہ اگر آپ کہیں: میں

---

[1] محمد:5، 6

[2] الفتح:27

[3] طنطاوي، محمد سيد، التفسير الوسيط للقرآن الكريم (القاهرة: دار نهضة مصر للطباعة والنشر والتوزيع، الفجالة، 1998)، باب: سورة الكهف، آیت 23، 18، 24، 8/ 498

یہ کل ضرور کروں گا" اور پھر وہ کام نہ ہو، تو یہ جھوٹ شمار ہو گا۔ لیکن اگر آپ کہیں: میں یہ کروں گا، اگر اللہ نے چاہا" تو آپ خبر دینے والے کی قطعیت (یقینیّت) سے باہر ہو جائیں گے (یعنی جھوٹے نہیں ٹھہریں گے)۔ غدًا" (یعنی "کل") سے مراد آنے والا وقت ہے، اور اس میں سب سے پہلے وہ دن شامل ہوتا ہے جو آج کے بعد آتا ہے۔ اور آنے والے وقت کو "غد" سے تعبیر کرنا تاکید کے لیے ہوتا ہے۔

"ان شاء اللہ" کا استعمال امت کی تربیت اور بندوں کو سکھانے کے لیے ہے کہ ہر وعدہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے، چاہے وعدہ خود اللہ کا ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، مگر اس کی مخلوق کو مشیت کا شعور دینے کے لیے "ان شاء اللہ" کا انداز تربیتی پہلو رکھتا ہے۔ جیسے:

﴿ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ﴾[1]

"اور کسی چیز کے متعلق نہ کہو کہ میں کل یہ ضرور کروں گا، مگر یہ کہ اللہ چاہے۔"

یہ اسلوب نبی ﷺ کے ذریعے امت کو اللہ کی مشیت پر انحصار کا سبق سکھاتا ہے۔ قرآن مجید ایک ایسا کلام ہے جس میں ادب، تواضع، حکمت، مشیت، اور ربوبیت کا اعلیٰ ترین امتزاج موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں بھی لوگوں کو تربیت دینے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو فہم و فراست کو بڑھاتے ہیں۔

((قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ[2]"))

بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی شخص کسی دوسرے پر زیادتی نہ کرے، اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔

اسپنسر کا اعتراض دراصل ایک فکری مغالطہ ہے جو اللہ کے کلام کی صفات کو انسانی کلام کے پیمانے پر پرکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ "ان شاء اللہ" کا استعمال قرآن میں ایک مربوط تصورِ تقدیر اور ادبِ نبوت کو سکھانے کے لیے ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں بلکہ اعلیٰ سطح کی حکمت، تدبیر اور تعلیم موجود ہے۔

• قرآن میں تبدیلی کا اعتراض

مصنف کہتا ہے آج جو مسلمان فخر سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ قرآن تبدیلی، تحرفات اور تغیرات سے پاک ہے تو ایسا نہیں ہے کیونکہ قرآن کی بعض آیات محمد ﷺ نے خود گھڑیں، بعد میں انہیں منسوخ کر دیا گیا۔

---

[1] الکھف:22-23

[2] أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، الأدب المفرد (بيروت: دار البشائر الإسلامية، 1409ھ)، باب: المستبان شيطانان يتهاتران ويتكذبان، 1/153، ح:428

“Muhammad himself was responsible for adding and removing verses from the Qur'an. There is evidence that some verses were lost or abrogated”[1]

محمد ﷺ خود قرآن کی آیات کو شامل کرنے اور نکالنے کے ذمہ دار تھے۔ اس بات کے شواہد ہیں کہ بعض آیات ضائع ہو گئیں یا منسوخ کر دی گئیں۔

اسپنسر نے دعوی کیا ہے کہ محمد ﷺ نے بعض آیات ایسی پیش کیں جو خاص واقعات یا جذباتی کیفیات کے تحت نازل ہوئیں، لیکن بعد میں وہ آیات قرآن سے غائب ہو گئیں۔ اگر یہ واقعی الٰہی وحی تھیں، تو انہیں مستقل رہنا چاہیے تھا۔ اگر وہ وقتی تھیں تو پھر قرآن کو مکمل اور محفوظ کیسے مانا جائے۔ اسپنسر نے خاص طور پر دو واقعات کو بطور دلیل استعمال کیا۔

مثال کے طور پر بئرِ معونہ کی منسوخ آیت کو اپنی دلیل بنایا۔

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا يَعْنِي أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُونَةَ ثَلاَثِينَ صَبَاحًا حِينَ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ، وَلَحْيَانَ، وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» قَالَ أَنَسٌ: " فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا - أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُونَةَ - قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ: بَلِّغُوا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ))[2]

اس آیت کو بعد میں قرآن سے منسوخ التلاوۃ قرار دیا گیا۔ اسپنسر کا اعتراض ہے کہ اگر یہ آیت واقعی وحی تھی تو کیوں ہٹادی گئی؟ اگر ہٹادی گئی تو کیا یہ نبی کا ذاتی ردعمل تھا؟

دوسرا سورۃ احزاب میں آیتِ رجم کو دلیل بنایا کہ

((الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموهما البتة))[3]

اگر بوڑھا مرد اور عورت زنا کریں تو انہیں سنگسار کرو۔

یہ آیات اب قرآن میں کیوں نہیں؟ کیا نبی محمد ﷺ اپنی سہولت کے لیے آیات کو شامل و خارج کرتے تھے۔

[1] Spencer, p. 79-82

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورعل۔۔ح :4096

انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آپ کے اصحاب (قاریوں) کو بئر معونہ میں شہید کر دیا تھا۔ تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل رعل، بنولحیان اور عصیہ کے لیے ان نمازوں میں بددعا کرتے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ انس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر انہی اصحاب کے بارے میں جو بئر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تھے قرآن کی آیت نازل کی۔ ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی ”ہماری قوم کو خبر پہنچادو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے راضی ہیں۔

[3] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الرجم، ح:2553

جواب

قرآن کا ہر لفظ وحی کے تابع تھا۔ قرآن نے خود وضاحت کی ہے کہ نبی ﷺ قرآن کی کسی آیت میں اپنی طرف سے اضافہ یا کمی نہیں کرسکتے تھے۔

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ﴾[1]

اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، وہ تو صرف وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

دوسرا یہ کہ نسخ، قرآن کی ترتیب کا حصہ ہے۔ اللہ نے خود قرآن میں فرمایا ہے کہ بعض آیات عارضی (temporary) طور پر نازل ہوسکتی ہیں، جو بعد میں منسوخ ہو جاتی ہیں۔

﴿ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ﴾[2]

ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں، اس کی جگہ اس سے بہتر یا ویسی ہی لاتے ہیں۔

بئر معونہ کی آیت ایک روحانی تسلی کے لیے نازل ہوئی تھی، لیکن قرآن میں اس کی تلاوت کا حکم نہیں رہا اور آیتِ رجم کا حکم اب بھی سنتِ متواترہ سے باقی ہے۔ یہ اعتراض بظاہر جذباتی طور پر متاثر کرتا ہے کیونکہ ایک عام قاری سوچتا ہے اگر قرآن میں کچھ آیات تھیں، تو وہ اب کیوں نہیں ہیں؟ کیا یہ تبدیلی نہیں؟ مگر اس سوال کی گہرائی میں اترنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخ کا عمل، قرآن کی الٰہی حکمت کا حصہ تھا، جسے نبیؐ نے وحی کے تحت نافذ کیا۔ نبی ﷺ نے ذاتی جذبات میں آکر آیات نہیں گھڑیں، بلکہ وحی کی پابندی میں رہے۔ اللہ خود قرآن کی حفاظت کا ضامن ہے۔

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾[3]

ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اسپنسر جیسے مصنفین کا اعتراض دراصل قرآن کی گہری تفہیم کے لیے اسلامی علوم کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ قرآن کی آیات کا منسوخ ہونا نبی کی خواہش پر نہیں ہے بلکہ اللہ کی حکمت کے تحت ہے۔ قرآن کی جامعیت، حکمت، اور تدریج درحقیقت اس کے اللہ کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ مسلمانوں نے ناسخ ومنسوخ کو نا صرف تسلیم کیا بلکہ کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جن میں امام ابو عبید القاسم[4]، ابوالفرج ابن الجوزی (597ھ)[5] کی کتابیں شامل

---

[1] النجم:3–4

[2] البقرہ:106

[3] الحجر:9

[4] امام ابوعبید القاسم بن سلام (متوفی 224ھ) تیسری صدی ہجری کے ممتاز محدث، فقیہ اور لغوی، جنہوں نے علم ناسخ ومنسوخ، حدیث اور فقہ پر اہم علمی کام کیا۔ ان کی مشہور تصنیف الناسخ والمنسوخ قرآنی احکام کے ناسخ ومنسوخ پہلو پر اولین علمی کاوشوں میں شمار ہوتی ہے۔

[5] حنبلی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مشہور مفسر، محدث، واعظ اور مؤرخ ہے ان کی تصنیف نواسخ القرآن قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ آیات کی جامع وضاحت پر مشتمل ہے۔ وہ وعظ ونصیحت کے میدان میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔

ہیں۔ مسلمانوں کے مطابق آپ ﷺ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو کچھ منسوخ ہونا تھا ہو گیا' اب جو موجودہ متن ہے یہی حقیقی "قرآن" ہے اور نسخ فی القرآن کوئی ایسی بات نہیں کہ اس کی بنیاد بنا کر قرآن کی صحت پر اعتراض کیا جاسکے، اور جو آیات منسوخ ہوئی وہ اللہ کی حکمت بالغہ کا تقاضا تھا اور عقل بھی اس بات کو مانتی ہے کہ کہ ایک حکیم یا طبیب مریض کے مرض کے حالات کے مطابق دوا بدلتا ہے۔[1]

حدیث مبارکہ اور سیرت پر اعتراض

مصنف کہتا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کے سیاق وسباق کو بیان کرنے کے لئے تفسیر اور حدیث کے دو اہم ذرائع کی وضاحت کی جو قرآن کی آیات کے لئے اسباب نزول کو بیان کرتی ہیں۔ سنت رسول ﷺ کو اسلام میں قرآن کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حاصل ہے اور زیادہ تر معلومات بھی احادیث میں محمد ﷺ کے بارے میں ملتی ہے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ احادیث میں کون سی مستند ہیں کون سی نہیں کیونکہ 'خود مسلمان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ابتدا میں بہت سے گروہوں نے اپنے فرقے کی تائید کے لئے "موضوع احادیث" گھڑی۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں کا احادیث سے تعلق نہیں بلکہ صحاح ستہ خصوصاً بخاری (870-810) و مسلم (875-821) پر عمل پیرا ہیں۔

پیغمبر ﷺ کی سیرت ان کی وفات کے 150 سال تک نہیں لکھی گئی، پھر ابن اسحاق بن یسار (773-704) نے "سیرت رسول اللہ" لکھی لیکن اس کتاب کا اصل نسخہ تاریخ سے محروم ہے۔ ابن ہشام نے "سیرت ابن ہشام" میں اسے جمع کیا۔ بعد کے آنے والوں نے جتنی بھی کتابیں لکھی وہ ابن اسحاق کی کتاب سے مستفید ہوتے 'لیکن جہاں ان کے حفظ کی وجہ سے حدیث کے اکابر حفاظ اور امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا وہی امام مالک اور ہشام ان کی جرح کرتے تھے۔

ان باتوں کا ذکر کر کے آخر میں مصنف یہ کہتا ہے کہ ہم قرآن، حدیث اور سیرت سے محمد ﷺ کے بارے میں کیا جان سکتے ہیں؟ قرآن جس کا سیاق وسباق واضح نہیں اور حدیث میں "موضوع" یعنی جھوٹی احادیث شامل ہیں سیرت تو بہت بعد میں لکھی گئی۔ یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ واقعی محمد ﷺ نام کی شخصیت اس دنیا میں موجود تھی اور مسلمانوں کی تاریخ میں جو کچھ ان کے بارے میں ہے اگر واقعی انہوں نے ایسا کیا (نو سال کی بچی اور اپنی بہو سے شادی) تو بہت شرمناک ہے اگر نہیں، تو پھر عرب سامراج نے بنیادی خرافات کے لئے بنایا ہے۔ محمد ﷺ کی ذات کے متعلق غیر مسلموں کو اگاہی اس لئے ضروری ہے کہ آج کا مسلمان 'محمد ﷺ کو اللہ کا حقیقی قانون کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ احادیث اور تاریخی روایات میں موجود اختلافات اسلامی تاریخ کو ناقابل اعتبار بنا دیتے ہیں، اور یہ

[1] حافظ محمود اختر، حفاظت قرآن مجید اور مستشرقین، (لاہور: دارالنوادر 2014) 430-431

روایات اسلامی عقائد اور قوانین کی بنیاد ہیں، لہذا وہ ان پر بھی سوال اٹھاتے ہوئے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں کہ مشکوک روایات پر کیسے اسلام کی بنیاد قائم کی جاسکتی ہے۔[1]

جواب

اسپنسر کا یہ اعتراض کہ "حدیث اور سیرت قابلِ اعتبار نہیں کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے کئی دہائیوں بعد جمع کی گئیں" دراصل اسلامی علومِ روایت کے غیر فہم اور مغربی تاریخ نگاری کے معیار کو اسلامی ذخیرۂ علم پر لاگو کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اور قرآن کے ساتھ حدیث کی حفاظت کا اہتمام کروایا۔ جس کے خاطر محدثین نے اپنی زندگیاں کھپا دیں اور دنیا کے مختلف ممالک کے اسفار کیے اور حدیث کی چھان پھٹک ایسی باریک بینی کے ساتھ کی کہ دنیا کے دانشوروں کو حیران کر کے رکھ دیا۔

حدیث بھی اللہ تعالی کی طرف سے وحی ہے جس کے متعدد دلائل ہیں جیسا کہ:

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرآنَ ومِثْلَهُ مَعَهُ ..))[2]

"خبردار! مجھے قرآن دیا گیا اور اسی طرح کی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں نبی ﷺ نے قرآن وحدیث دونوں کو وحی قرار دیا ہے۔

علامہ ابن قیّم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وَأوجب على عباده الْإِيمَان بهما وَالْعَمَل بِمَا فيهمَا وهما الْكتاب وَالْحكمَة[3]

اور اللہ نے اپنے بندوں پر ان دونوں پر ایمان لانا اور ان میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا، اور وہ دونوں ہیں: کتاب اور حکمت۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾[4]

اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی۔

اسلامی علومِ روایت اور تاریخ نگاری کا نظام دنیا کی تمام تہذیبوں سے مختلف اور اعلیٰ درجے کا منضبط اور محفوظ ہے خصوصاً حدیث کی تدوین اور سیرتِ نبوی ﷺ کی جمع میں جو غیر معمولی احتیاط برتی گئی، وہ انسانی تاریخ میں نایاب

---

[1] spencer, p. 19-32

[2] ابوداؤد، سنن ابی داو، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، ح: 4604

[3] ابن قیم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين، الروح في الكلام على أرواح الأموات والأحياء بالدلائل من الكتاب والسنة، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1395ھ) 1/75

[4] سورۃ النساء: 113

مثال ہے۔ سلسلہ سند اسلامی علوم میں روایت کو قبول کرنے کے لیے صرف متن (Content) ہی نہیں، بلکہ راویوں کی پوری زنجیر (Isnad) لازمی شرط ہے۔ ہر حدیث کے ساتھ اس کے راویوں کے نام موجود ہیں، جن کا کردار، حفظ، صدق اور ضبط مستقل طور پر جانچا گیا۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (م181ھ) فرماتے ہیں:

"الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء"[1]

سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا وہ دین کے نام پر بولتا۔

اصولِ جرح وتعدیل کے محدثین نے بھی روایت کے قبول یا رد کے لیے پانچ بنیادی شرائط مقرر کیں۔

امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الحديثُ الصحيحُ: فهو الحديثُ المسنَدُ الذي يتَّصِلُ إسنادُهُ بنقلِ العَدْلِ الضابطِ عنِ العَدْلِ الضابطِ إلى منتهاهُ، ولا يكونُ شاذّاً، ولا مُعلَّلاً[2]

حدیثِ صحیح وہ مسند حدیث ہے جس کی سند متصل ہو، اسے ہر راوی اپنے جیسے عادل وضابط راوی سے روایت کرے، اور وہ نہ شاذ ہو نہ معلول (یعنی اس میں کوئی خفیہ علت نہ ہو "

محدثین کی بے مثال محنت کو بھی اس احتیاط میں نہیں بھول سکتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں 6 لاکھ احادیث میں سے صرف 7 ہزار منتخب کیں۔ ہر حدیث کو شامل کرنے سے پہلے غسل، نماز، استخارہ کرتے تھے۔ سیرت کی بنیاد بھی حدیث پر ہے۔ سیرت کی تمام بنیادی معلومات صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے ذریعے منتقل ہوئی۔ سب سے اولین سیرت نگار ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ (105ھ) تھے، اور اس کے بعد سیرت ابن اسحاق کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ ابن ہشام نے اسی سیرت کو مرتب کیا جو آج دستیاب ہے۔

علماء امت نے قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کی حفاظت کا نظام بھی قائم رکھا۔ اس امت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کوئی بھی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جائے، تو ہم یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ وہ سچ ہے یا جھوٹ، کب، کس نے، کہاں سے کہا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے دلائل اس ضمن میں ہوسکتے ہیں۔ مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ جس طرح قرآن محفوظ ہے اسی طرح حدیث بھی محفوظ ہے۔ جس طرح قرآن حجت ہے اسی طرح حدیث بھی حجت ہے جس طرح قرآن مستند ہے اسی طرح حدیث بھی مستند ہے۔ لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ سپنسر کی یہ بات بالکل بے بنیاد ہے

---

[1] مسلم، صحیح مسلم، مقدمہ، باب فی ان الاسناد من الدین۔۔ر:32

[2] ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين، معرفة أنواع علوم الحديث (دار الكتب العلمية 1423ھ)، باب: النوع اول من انواع علوم الحدیث معرفۃ الصحیح من، 1/ 79،

کہ حدیث وروایات غیر مستند ہیں اور اسلام کی بنیاد کمزور چیزوں پر ہے۔ہاں ضعیف احادیث کے حوالے سے یہ بات کسی حد تک درست ہو سکتی ہے۔کیوں کہ ضعیف احادیث میں تعارض ہو سکتا ہے۔

فترۃ الوحی پر اعتراض

موصوف اپنی کتاب کے باب نمبر 3، صفحہ نمبر 44 میں عنوان "The suicidal despair returns" کے تحت بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی اسلامی روایات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ پہلی وحی کے بعد کچھ عرصے کے لیے وحی کا سلسلہ رک گیا تھا، جسے اسلامی اصطلاح میں **فترۃ الوحی** کہا جاتا ہے۔اس دورانیے میں نبی اکرم ﷺ کو شدید اضطراب اور فکر کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ آپ ﷺ نے پہلی وحی کے تجربے کو اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان سمجھا تھا، اور وحی رک جانے کے بعد اس احساس نے آپ ﷺ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ کہیں اللہ آپ سے ناراض تو نہیں ہو گیا۔کچھ روایات میں آیا ہے کہ اس کیفیت میں نبی ﷺ کو مختصراً یہ خیال آیا کہ شاید اللہ انہیں رسالت کے عظیم مقام کے قابل نہیں سمجھتا، اور یہ فکر اتنی شدید تھی کہ خود کو کسی بلند مقام سے گرا دینے کا خیال آیا۔ تاہم، اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اور وحی کا سلسلہ بحال ہوا، جس نے آپ ﷺ کو اطمینان اور سکون عطا کیا اور آپ ﷺ نے اپنی نبوت کے مشن کو جاری رکھا۔

یہ ایک تنقیدی انداز ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نعوذ باللہ ایک حرام امر کے ارتکاب کا ارادہ کیا بلکہ اس کو انجام دینے کے لیے کوشش بھی کی۔

جواب

یہ اشکال نہ صرف مستشرقین کے ذہنوں میں پیدا ہوا اور انہیں موقع ملا کہ وہ اسلام اور سیرت رسول ﷺ پر زبان درازی کریں بلکہ یہ اشکال مسلمانوں کی صفوں میں بھی تذبذب پیدا کر چکا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں واضح الفاظ میں اس طرح کا متن شامل ہے جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ واقعی خودکشی کا ارادہ رکھتے تھے۔مگر جب صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث کا شروحات کی روشنی میں بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی والے الفاظ متصل سند سے ثابت نہیں ہیں بلکہ وہ ابن شہاب زہری کا قول ہے جسے حدیث میں اس طرح شامل کر لیا گیا کہ بظاہر حدیث کا حصہ ہی معلوم ہوتا ہے۔حدیث ملاحظہ فرمائیں:

"سیدہ خدیجہؓ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں جو ان کو چچازاد تھے اور زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے اور وہ عربی لکھ لیتے تھے اور اللہ کی توفیق سے وہ عربی میں انجیل کا ترجمہ لکھا کرتے تھے، نیز وہ اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے حتی کہ ان کی بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ان سے سیدہ خدیجہؓ نے کہا: برادرم! اپنے بھتیجے کی بات غور سے سنیں۔ورقہ نے پوچھا: بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ نبی ﷺ نے جو دیکھا تھا اسے ذکر کر دیا۔ورقہ نے سن کر کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر نازل ہوا تھا۔کاش! میں ایام

نبوت میں نوجوان ہوتا اور زندہ رہتا جب تمہاری قوم یہاں سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں، جب بھی آپ جیسا کوئی پیغام لے کر آیا تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ اور اگر میں نے تمہارے وہ دن پالیے تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا۔ لیکن کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ (راوی کہتا ہے کہ) ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی ﷺ کو اس وجہ سے اس قدر غم تھا کہ آپ نے کئی مرتبہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے خود کو گرا دینا چاہا لیکن جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تا کہ اس پر سے خود کو گرا دیں تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نمودار ہو کر فرماتے: یا محمد! یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں، اس سے آپ ﷺ کو سکون ملتا اور واپس آجاتے، لیکن جب سلسلہ وحی زیادہ دنوں تک رکا رہا تو ایک مرتبہ آپ نے دوبارہ ایسا ارادہ کیا۔ جب آپ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) سامنے آئے اور انھوں نے آپ ﷺ سے اسی طرح کی بات پھر کہی۔[1]

مندرجہ بالا صحیح البخاری کی حدیث میں جب ورقہ بن نوفل کے انتقال کی بات ہوتی ہے اور وحی کی رکنے کی بات ہوتی ہے تو ساتھ ہی حدیث کا اصل متن ختم ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد والے الفاظ "(راوی کہتا ہے) کہ ہمیں یہ خبر پہنچی" سے لے کر آخر تک امام زہری کے الفاظ ہیں جس کی سند کسی صحابی تک نہیں پہنچتی لہذا یہ الفاظ "مرسل" ہیں۔ اس وجہ سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی طرف خودکشی کا ارادہ منسوب کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ یہ ایک نبی کے شایان شان ہی نہیں ہے کہ کسی حرام چیز کی ارتکاب کا ارادہ بنائیں۔

خودکشی کے حوالے سے رسول کریم ﷺ کے بڑے سخت الفاظ ہیں:

کہ جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی، تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور جس شخص نے کسی چیز سے خودکشی کی تو جہنم کی آگ میں اس کو اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا"۔[2]

ایسا کیسے ممکن ہے کہ اتنی سخت سزا جس چیز کی بیان کی جائے اور وہی فعل انجام دیا جائے اور یہ کسی نبی کے بارے ایسا عقیدہ رکھنا بہت ہی نامناسب ہے حتی کہ ایک قسم کا بہتان شمار ہو سکتا ہے۔

اسلامی تعلیمات پر اعتراض

چوتھے باب میں صفحہ نمبر 47 پر "Islamic Borrowings from Judaism, Christianity, and Zoroastrianism" کے عنوان کے تحت یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسلام کے کچھ تصورات اور تعلیمات یہودیت عیسائیت، اور زرتشتیت اور دیگر مذاہب سے ماخوذ ہیں۔ ان کے مطابق، اسلامی عقائد اور قوانین میں ان ادیان کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس باب میں وہ کچھ اسلامی تعلیمات کا موازنہ ان مذاہب کی تعلیمات سے کرتے ہیں اور دلیل دیتے ہیں کہ محمد ﷺ نے ان ادیان کے کچھ عناصر کو اپنے پیغام میں شامل کیا۔

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التعبیر، باب اول مابدئ بہ رسول ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحۃ، ح:6982

[2] ایضا، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل فھو کما قال، ح:6105

اسپنسر کے مطابق چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. **یہودی اور عیسائی تعلیمات** :اسپنسر کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں موجود کئی کہانیاں اور قصے یہودی اور عیسائی کتابوں سے ملتے جلتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیا کے ذکر میں بائبل کی کہانیوں کا اثر موجود ہے۔
2. **عبادت کے طریقے** :اسپنسر نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ نماز اور روزے جیسی عبادات میں بھی یہودیت اور عیسائیت کے طریقوں کی مماثلت نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر، یہودیت میں بھی روزہ اور عبادت کے مخصوص طریقے موجود ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں یہ طریقے انہی سے متاثر ہو کر جاری کیے گئے ہیں۔
3. **زرتشتیت کے اثرات** :اسپنسر زرتشتیت (جو قدیم ایرانی مذہب ہے) کے بعض اثرات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ وہ آخرت کا تصور اور جنت جہنم کا وجود، طہارت اور صفائی کے طریقوں کو زرتشتی طرز عمل سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جواب

بلا شبہ اسلام اپنے اندر انفرادیت رکھتا ہے۔ ایسا کہنا کہ اسلام میں عبادات یا دیگر مذہبی رسوم دوسرے ادیان سے مستعار لی گئی ہیں یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے دلائل پیش کریں گے کہ اس اعتراض کی اَصل حقیقت کیا ہے۔

یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام اللہ کی طرف سے سچا دین ہے اور اسی طرح یہودیت اور عیسائیت بھی اپنے اپنے ادوار میں حق پر مبنی ادیان تھے۔ مگر چونکہ اللہ کے ہاں نسخ کا قاعدہ انسانوں کے لیے ایک نعمت کے طور پر موجود ہے۔ اللہ تعالی ایک وقت کے لیے کسی مذہب یا تعلیمات کو جاری کرتا ہے پھر اس کو منسوخ کر کے اس کی جگہ ناسخ (جو اس سے بہتر اور زمانے کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتی ہے) لے آتا ہے۔ اور اللہ تعالی نے بنیادی عقائد میں کبھی تبدیلی نہیں کی جب سے دنیا کا وجود ہے حضرت آدمؑ علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک توحید کی بات تبدیل نہیں ہو سکی اور نہ ہی دیگر بنیادی عقائد وعبادات میں تبدیلی آئی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾[1]

---

[1] سورۃ الروم:30

لہٰذا تم مکمل یکسو ہو کر اپنے آپکو دین حق پر قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ کی اس فطرت سلیمہ پر قائم رہو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو نہیں بدلا جا سکتا، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور یہ اعتراض کرنا کہ عبادات کا تصور دیگر مذاہب سے اسلام میں آیا یہ اس وجہ سے بے بنیاد ہے کہ اس کا اِلزام نبی کریم ﷺ پر آتا ہے کہ گویا آپ ﷺ نے دوسرے ادیان سے متاثر ہو کر دین اسلام میں بھی اسی طرح کی عبادات کو شامل کر دیا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بنیادی عبادات کو جو قدیم دور سے چلتی آرہی تھی اسلام میں بھی اَصل روح کے ساتھ جاری رکھا مگر فروعات میں تبدیلی کر دی۔ قرآن میں بھی بعض انبیاء کی نماز کا ذکر ہے:

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ﴾ [1]

جب فرشتوں نے زکریاؑ کو آواز دی جب کہ وہ اپنے حجرے میں نماز ادا کر رہے تھے۔

امام حلبی، امام رافعی کی شرح مسند شافعی کے حوالے سے لکھتے ہیں حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے صبح کی نماز پڑھی، حضرت داؤد علیہ السلام نے ظہر کی نماز پڑھی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصر کی نماز پڑھی، حضرت یعقوب علیہ السلام نے مغرب کی نماز پڑھی اور حضرت یونس علیہ السلام نے عشاء کی نماز پڑھی۔[2]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روزے کے بارے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ [3]

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گار بن جاؤ۔

قریشِ مکہ ایامِ جاہلیت میں دسویں محرم کو اس لئے روزہ رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔[4]

یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے روزے صرف مسلمانوں پر فرض نہیں کیے بلکہ سابقہ ادیان میں بھی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ فروعی تبدیلیوں کے بعد جاری رکھا۔

واقعہ غرانیق پر اعتراض

باب نمبر پانچ کے صفحہ نمبر 78 میں موصوف نے واقعہ غرانیق[1] کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان پر نعوذ باللہ شیطان نے کچھ الفاظ جاری کر دیے تھے جو کہ مشرکین مکہ کو خوش کرنے کے لیے تھے۔ اسپنسر کہتا ہے کہ یہ واقعہ ابن سعد، ابن اسحاق، طبری اور زمخشری نے نقل کیا ہے۔

---

[1] سورۃ آل عمران:39

[2] طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الوسطی ای الصلوات، 1 / 226، ح: 1014

[3] سورۃ البقرۃ:183

[4] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب قول اللہ: جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام، 2 / 578، ح: 1515

جواب

اگر انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سوچا جائے تو یہ ہمارے مؤرخین و مفسرین کا بڑا قصور نظر آتا ہے کہ انہوں نے اس طرح کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی جو سرے سے موضوع اور من گھڑت تھیں اور جو رسالت محمدی ﷺ کے مزاج کے بالکل بر عکس تھیں۔ بحر حال ہم ذیل میں اس حوالے سے چند جید مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

یہ روایت درجہ سند کے اعتبار سے ساقط ہیں۔

امام جوزیؒ نے فرمایا:

" وتفرد المصنف بذكره، فهو لا شيء "[2]

اور اس کا ذکر صرف مصنف (اکیلا) کر رہا ہے، لہٰذا اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

اور امام ابوزکریا یحیٰ بن زیاد نے فرمایا:

"أما أهل التحقيق فقد قالوا هذه الرواية باطلة موضوعة واحتجوا عليه بالقرآن والسنة والمعقول "[3]

رہی بات اہلِ تحقیق کی، تو انہوں نے کہا: یہ روایت باطل (غلط) اور من گھڑت ہے، اور انہوں نے اس کے رد میں قرآن، سنت اور عقل سے دلیل دی ہے۔

حق یہ ہے کہ مشرکین نے رسول ﷺ کا جلال و جبروت دیکھ کر اور قرآن کریم کے مواعظ عقلیہ سے متاثر ہو کر سجدہ کیا، ان کے ہاں کوئی اختیار ہی باقی نہیں رہا تھا اور یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں۔[4]

اسپنسر نے واقعہ غرانیق کا حوالہ دے کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ کی زبان سے شیطان نے مشرکانہ الفاظ جاری کروائے تاکہ قریش کو خوش کیا جاسکے۔ اسپینسر اس روایت کو ابن سعد، ابن اسحاق، طبری اور زمخشری کے حوالے سے مستند ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاہم اگر اس روایت کا تجزیہ کیا جائے تو واضح ہوتا

---

[1] بعض سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کے دوران چند ایسے الفاظ پڑھے جو مشرکین مکہ کی دیویوں (اللات، العزی منات) کی تعریف پر مبنی تھے، جنہیں بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ تاہم، محدثین اور جمہور علماء نے اس روایت کو ضعیف، من گھڑت اور رسول اللہ ﷺ کی عصمت کے خلاف قرار دے کر رد کر دیا ہے۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ؛ امام طبری، تاریخ الامم والملوک؛ اور علامہ سیوطی، الدر المنثور میں اس روایت کا ذکر ضعیف اسناد کے ساتھ کیا گیا ہے، لیکن محدثین جیسے امام ابن حجر اور امام قرطبی نے اسے ناقابلِ قبول قرار دیا ہے۔

[2] الجوزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد، زاد المسير في علم التفسير، (بيروت: دار الكتاب العربي)سورة الاحزاب(33)، الايات 45، الى 48، 3/471

[3] الزجاج، إبراهيم بن السري بن سهل، أبو إسحاق، معاني القرآن وإعرابه، (بيروت: عالم الكتب، 1408ھ) باب: 52، 3/434

[4] عبد الستار الحماد، هداية القاري شرح صحيح بخاري، اردو، (مكتبه دار السلام، 1437) 1067

ہے کہ اہل علم و تحقیق نے اسے مکمل طور پر رد کر دیا ہے۔ رابرٹ اسپینسر کا اعتراض نہ صرف کمزور بنیادوں پر مبنی ہے بلکہ اس نے مستند علمی آراء اور روایت کی درایت کو یکسر نظر انداز کیا ہے۔ اسلامی علمی روایت میں ایسی بے سند اور موضوع روایات کو کبھی قابلِ قبول نہیں سمجھا گیا، بلکہ ان کی واضح تردید موجود ہے۔

گستاخیوں کو قتل کرنے پر اعتراض

رابرٹ سپنسر نے اپنی کتاب کے باب نمبر 7 صفحہ نمبر 115 پر ذیلی عنوان (Assassination and deciet) نام سے قائم کیا اور اس میں اپنا مقدمہ رکھا کہ حضرت محمد ﷺ خود اپنے صحابہ کو دھوکا دینے اور گستاخیوں پر قتل کرنے پر ابھارتے تھے وہی عمل آج کے جہادی بھی اپنا رہے ہیں۔ ابن اِسحاق کی روایت کو بنیاد بنا کر کہا کہ نبی ﷺ نے بنو قریظہ قبیلے کے 600 سے زیادہ مردوں کو قتل کروایا، سورۃ توبہ اور انفال کی آیت فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم کی بنیاد پر آپ ﷺ کو "جنگجو" کہا اور خصوصی طور پر کعب بن اَشرف یہودی کے قتل کا ذکر کرتا ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس پر دھوکے سے وار کیا اور نبی کریم ﷺ اس کے عمل سے بہت خوش ہوئے۔ یہ سب بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ موجودہ دور میں بھی انتہا پسند لوگ اسی چیز کو بنیاد بنا کر جس کو چاہتے ہیں قتل کر دیتے ہیں۔

جواب

کسی بھی واقعہ کا ایک خاص پس منظر ہوتا ہے جس کے تحت وہ واقعہ پیش آتا ہے۔ اور سیاق وسباق سے ہٹ کر اس واقعہ سے کوئی نتیجہ نکالنا قطعاً انصاف پر مبنی بات نہیں ہوتی۔ یہ اعتراض کرنے والے کو نظر نہیں آتا بلکہ وہ جانب دار ہو کر سوچتا ہے اور اس کی سوچوں کا مرکز و محور صرف اور صرف تنقید کرنا ہی ہوتا ہے۔ اب مندرجہ بالا اعتراض میں رابرٹ سپنسر نے عدم انصاف سے کام لیتے ہوئے، واقعہ کو سیاق وسباق سے ہٹ کر اپنے مرضی کی الفاظ تاریخ کی کتابوں سے چنتے ہوئے مکمل کیا اور پڑھنے والا بھی بظاہر دیکھ کر منفی ذہن ضرور پیدا کرلے گا۔ اور وہ یہ سمجھے گا کہ حضرت محمد ﷺ نعوذ باللہ کس قدر کشت وخون کو پسند کرنے والے تھے کہ اپنے خلاف چند الفاظ بولنے والے کو موت کے گھاٹ اترانے کے لیے حکم نامہ جاری کیا اور اس مقصد کے لیے دھوکا دینے کو بھی جائز قرار دیا۔

جب ہم غیر جانبداری سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بنو قریظہ [1] کا فیصلہ خود ان کے حلیف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے توراتی قانون کے مطابق کیا، اور یہ عہد شکنی کی سزا تھی [2]۔

[1] بنو قریظہ نے غزوہ خندق کے دوران مدینہ پر دشمنوں کے حملے کے وقت مسلمانوں سے کیے گئے امن معاہدے کی خلاف ورزی کی اور مشرکین سے اتحاد کر لیا۔ ان کے بارے میں سعد بن معاذؓ کا فیصلہ دراصل ان کی اپنی مذہبی شریعت (تورات) کے مطابق تھا۔

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجھاد والسیر، باب اِذا نزل العدو علی حکم رجل، ح: 3043

اور سورہ توبہ کی آیت نمبر 5 فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم کی امام طبری رحمۃ اللہ علیہ وضاحت کرتے ہیں۔

وَقَدْ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ إِلَى مُدَّةٍ فَنَقَضُوا ذَلِكَ الْعَهْدَ"[1]

ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک مدت تک کا معاہدہ تھا، مگر انہوں نے اس معاہدے کو توڑ دیا۔

اور کعب بن اشرف تو بڑا سردار تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گستاخانہ اشعار پڑھا کرتا تھا اور اہل ایمان کے قتل کے گیت گاتا۔ اس کے ساتھ اہل ایمان صحابیات خواتین کا پروپیگنڈہ بھی کر رہا تھا اور شاعری میں فحاشی کی کہانیاں سناتا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اہل مکہ کو اس بات پر ابھارتا رہا کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کریں۔ یہ سب کچھ کیا حالانکہ وہ پہلے ہی معاہدہ کر چکا تھا لیکن وہ اس کے باوجود ایسی حرکتیں کرتا رہا ہے۔[2]

اس واقعہ کا غیر جانب دارانہ تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ اعتراض سیاق وسباق سے کٹا ہوا اور غیر منصفانہ ہے۔ کعب بن اشرف نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تھا بلکہ وہ مکہ کے مشرکین کو مدینہ پر حملے کی ترغیب دیتا، صحابیات کی عزت وناموس پر حملہ کرتا اور معاہدۂ امن کو توڑ کر مدینہ کے اندر سازشیں پھیلایا کرتا تھا۔

اس پس منظر میں، ریاستِ مدینہ کے سربراہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ایسے خطرناک غدار اور جنگی مجرم کے خلاف کارروائی، دفاعی اور سیاسی حکمت عملی کے طور پر کی گئی تھی، نہ کہ محض کسی ذاتی گستاخی کی بنیاد پر۔ دنیا کی ہر ریاست غداروں اور قومی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والوں کے خلاف ایسا ہی طرزِ عمل اختیار کرتی ہے۔

لہٰذا اسپنسر کا یہ دعویٰ کہ یہ محض "گستاخی" کے ردِ عمل میں کیا گیا قتل تھا، نہ صرف تاریخی حقائق سے لاعلمی کا ثبوت ہے بلکہ اسلامی سیرت اور سیاسی حکمتِ عملی کو ایک مخصوص زاویے سے مسخ کرنے کی کوشش بھی ہے۔ یہ الزام اسلاموفوبک سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔

حضرت عائشہ سے شادی پر اعتراض

موصوف نے اپنی کتاب کے باب نمبر 10 میں صفحہ نمبر 170 پر (The Pedophile Prophet) کا عنوان قائم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کو ایک متنازعہ موضوع کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ اس شادی کو ایک قسم کی "احکام شرعی" کے طور پر بیان کرتا ہے، جس میں اس نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی چھ سال کی عمر میں طے ہوئی اور نو سال کی عمر میں مکمل ہوئی۔ اور اُمت کے لیے

---

[1] البغوي، محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود، معالم التنزيل في تفسير القرآن تفسير البغوي، (بيروت: دار طيبة للنشر والتوزيع، 1417ھ) باب 2، 13/13

[2] ابن سعد، الطبقات الكبرىٰ، (بیروت: مطبوعہ دار الكتب العلمیہ 1990ء)، 3/ 336

اس کو قابل ترجیح عمل قرار دیا گیا اور ساتھ ہی ایران میں ہونے والے عملی اقدامات کا ذکر کرتا ہے کہ وہاں چھوٹی بچیوں کے ساتھ اس طرح شادی رچانا عام ہے اور حوالے کے طور پر خمینی[1] کا ذکر کرتا ہے کہ اس نے دس سال کی دوشیزہ سے شادی کی جبکہ اس کی عمر اٹھائیس سال تھی۔ اور قرآن مجید کی آیت "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں" (البقرہ: 223) کو بھی عورتوں کی تذلیل کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ اسپنسر اس شادی کو ایک مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ حضرت محمد ﷺ کے ذریعے پیش کردہ اصول اور ان کے عمل نے وقت کے ساتھ اسلامی معاشرت اور قانون میں ایسی روایات اور اقدار کو جنم دیا جو آج بھی مسلم معاشروں میں موجود ہیں۔

جواب

نبی رحمت ﷺ کی شادی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی جب کہ ان کی عمر نو سال تھی۔ یہ روایت صحیح البخاری میں متصل سند کے ساتھ موجود ہے اور دیگر تاریخی شواہد بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو مرجوح ثابت کرنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر 9 کی بجائے 18 یا دیگر کچھ بتانا اصولی اور منطقی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا ہے کہ:

بقوله وأول العاشرة في وجه والثاني ان اول وقت الامكان يدخل بالطعن في السنة التاسعة وقد تسمى حينئذ بنت تسع والثالث يدخل بمضي ستة أشهر من السنة التاسعة[2]

پہلا قول ہے کہ ازدواجی تعلق کی ابتدا (یعنی رخصتی) نویں سال کے آغاز میں ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ازدواجی تعلق کی ابتدا اس وقت ہوئی جب نویں سال میں دخول ممکن ہوا۔ یعنی نویں سال کے کچھ مہینے گزرنے کے بعد جب جسمانی بلوغت ممکن ہوئی۔ تیسرے قول کے مطابق "ازدواجی تعلق نویں سال کے نو مہینے گزرنے کے بعد ہوا۔

یہ تمام اقوال اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ رخصتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکمل جسمانی اور فطری بلوغت کے بعد ہوئی تھی، اور اس میں شریعت کے مطابق کوئی قباحت نہیں تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی نو سال کی عمر میں ہونا کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہیں کیوں کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی پر نسل اور آب و ہوا کا گہرا اثر ہوتا ہے اور بچوں کے جوان ہونے اور بالغ ہونے کا آب و ہو، خوراک اور نسلی اعتبار سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ گرم آب و ہوا

---

[1] ایران کے شیعہ مذہبی وسیاسی رہنما تھے جنہوں نے 1979ء میں اسلامی انقلاب کی قیادت کی اور ایران کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا۔ وہ ایران کے پہلے سپریم لیڈر بنے اور شیعہ فقہ کے مطابق اسلامی حکومت کے تصور "ولایت فقیہ" کے بانی تھے۔ ان کا مکمل نام سید روح اللہ موسوی خمینی تھا۔ ان کی بعض آراء اور فتاویٰ کو بین الاقوامی سطح پر تنقید کا سامنا بھی رہا، خاص طور پر خواتین، اقلیتوں اور بچوں سے متعلق مسائل پر۔

[2] القزويني، عبد الكريم بن محمد الرافعي، فتح العزيز بشرح الوجيز الشرح الكبير، (الترکی: دار الفکر، 1415ھ) باب: كتاب الطهارة، 2/410

میں بسنے والے بچے نسبتاً جلدی بالغ ہو جاتے ہیں جبکہ قطبی اور سخت ٹھنڈے علاقوں میں مقیم بچے دیر سے بالغ ہوتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی عمر 20 سال سے تجاوز کر جاتی ہے۔

اس لیے یہ بات سمجھنے میں آسانی ہو گی کہ عرب معاشرے میں گرم آب و ہوا کی وجہ سے لڑکیوں کے بالغ ہونے کی عمر میں کمی واقع ہوئی اور حضرت عائشہؓ کی نو سال میں شادی ہو جانا عین فطری تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَقَدْ قَالَتْ عَائِشَةُ: " إِذَا بَلَغَتِ الجَارِيَةُ تِسْعَ سِنِينَ فَهِيَ امْرَأَةٌ[1]

" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس وقت رشتہ ازدواج قائم کیا جب وہ نو سال کی تھیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو وہ عورت (بالغ) ہوتی ہے "۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

قال الشافعي رحمه الله أعجل من سمعت من النساء تحتض نساء تهامة يحضن لتسع سنين [2]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے سن رکھا ہے کہ تہامہ کی عورتیں بہت جلد حیض پاتی ہیں، یعنی نو سال کی عمر میں حیض آجانا ان میں عام بات ہے۔

اسی طرح قرآن کی آیت "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں " یہ بھی عورتوں کی تذلیل کے لئے نہیں ہے، اس کی تفسیر میں جلالین، قرطبی اور ابن کثیر جیسے مفسرین نے واضح کیا کہ یہ آیت ازدواجی تعلقات کے آداب اور حدود کی طرف اشارہ کرتی ہے، نہ کہ عورت کو "ملکیت" یا "کھیت" قرار دینے کے لیے آئی ہے۔

اسپنسر نے اپنی اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کو سیاق وسباق کی روشنی میں جانچنے کے بجائے اپنی ذہنیت اور سمجھ کے مطابق سمجھا اپنی عقل کے مطابق تشریح سے کام لیا نتیجتاً اسلام پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار اعتراضات کر ڈالے، پھر مغربی عوام ان کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اسلام کے بارے میں اپنا ذہن جیسا کتاب میں لکھا ہوتا ہے بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ مصنف بظاہر باتوں کو لے کر اعتراض کرتا ہے تو لوگ بھی اسی کو سچ مان لیتے ہیں حالانکہ سیاق وسباق کی روشنی میں اگر سمجھا جائے تو یہ محض ایک اعتراض سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔

یہ تمام اعتراضات کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو متنازع بنا کر اسلام کی اخلاقی بنیادوں کو کمزور کیا جائے۔ لیکن اسلامی متون میں نکاح، رخصتی، اور ازدواجی تعلقات کے جتنے اصول اور ضوابط ہیں، وہ دیگر مذاہب اور

---

[1] البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، السنن الكبرى (بيروت لبنات: دار الكتب العلمية، 1424ھ)، باب: السن التي وجدت المراة حاضت فيها، 1/476، ح: 1531

[2] النووي، أبوزكريا محيي الدين يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب، (دار الفكر: 1423ھ)، باب: كتاب الحيض، 2/373

اقوام سے کہیں زیادہ باقاعدہ، متوازن اور اخلاقی حدود پر مشتمل ہیں۔ لہٰذا اسپینسر کے اعتراضات محض تعصب اور اسلاموفوبیا پر مبنی مفروضات ہیں جو مغرب میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر سے خوف کی علامت ہیں۔

خلاصہ کلام

اسپنسر نے اس کتاب میں محمد ﷺ کی زندگی کو ایک انتہائی تنقیدی انداز میں پیش کیا ہے، جس میں انہوں نے اسلامی تاریخ کی ان کتابوں کو سامنے رکھا۔ سیرت ابنِ ہشام / سیرت ابنِ اسحاق، رابرٹ اسپینسر نے ابن اسحاق کی مشہور کتاب السیرۃ النبویۃ (جو ابنِ ہشام نے ترمیم و تدوین کے بعد نقل کی) سے بنو قریظہ کے واقعہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر، مختلف غزوات اور یہود کے ساتھ معاملات والے واقعات اخذ کیے ہیں، اسپینسر نے ان واقعات کو تشریح اور اصل سیاق کے بغیر پیش کیا، جو تحقیقی اصولوں کے خلاف ہے۔ صحیح بخاری سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے حوالے سے (حدیث 5133)، مگر اس حدیث کے فقہی، تاریخی اور معاشرتی سیاق کو نظر انداز کیا۔ تفسیر طبری سے قرآن کی بعض آیات کی تفسیر کو اپنے اعتراضات کے ثبوت کے طور پر پیش کیا، جیسے سورہ توبہ، سورہ احزاب کی جنگی آیات۔ رابرٹ اسپینسر کا طریقۂ کار یہ ہے کہ وہ ان کتب سے صرف ان واقعات یا اقوال کو چنتا ہے جو اس کے نظریے کی تائید کریں، اور وہ بھی بغیر سیاق و سباق، اور وہ تمام اخلاقی، فقہی یا تاریخی تشریحات کو نظر انداز کر دیتا ہے جو مسلمانوں کے نزدیک اس واقعہ کی صحیح تفہیم کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ اسلاموفوبیا کے تناظر میں، یہ کتاب مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں منفی تاثر کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کتاب کی تنقید بھی کی گئی ہے کہ اس میں تاریخی مواد کا انتخابی اور جانبدار انداز میں استعمال کیا گیا ہے۔

فصل دوم

اسلاموفوبیا کے اسباب اور تدارک کے لئے تجاویز

اسلاموفوبیا کے اسباب:

اسلاموفوبیا کے کئی اسباب ہوسکتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

- تاریخی بنیاد پر
- مذہبی بنیاد پر
- مغرب کا قومی تفاخر
- سماجی نفرت
- مسلمانوں کی معاشی مغلوبیت
- مسلم دنیا پر مغربی سیاسی بالادستی
- ذرائع ابلاغ کا منفی کردار

تاریخی وجہ

دین اسلام تاریخی اعتبار سے بہت روشن رہی ہے، آپ ﷺ نے عہد نبوی میں دین اسلام کی جو بنیاد رکھی تھی آپ ﷺ کے معتقدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین نے ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کیا اور دین اسلام کو دنیا کے بڑے حصے میں پھیلایا، اللہ کے فضل سے دنیا کے بڑے حصے پر حکمرانی کی، یہی بات دین اسلام کے مخالفین سے برداشت نہ ہوئی۔ حسد وبغض کی آگ میں مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگے، اسلام کے ساتھ "فوبیا" کا لفظ استعمال کر کے دین اسلام کو امن مخالف مذہب قرار دینے کی کوشش میں لگے ہیں جبکہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾[1]

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو، اسے ڈر اور طمع سے پکارو۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

قرآن کریم میں موجود تعلیمات امن پر مبنی ہے۔ اور اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس کی تعلیمات ہر قسم کی تحریف وملاوٹ سے پاک ہے اور اس بات کا ثبوت خود اللہ نے قرآن مجید میں دیا ہے:

---

[1] الاعراف:56

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾[1]

بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

دین اسلام دیگر مذاہب کو قبول کرتا ہے اور ساتھ ان کو اس بات سے بھی اگاہ کرتا ہے کہ راستے کے اعتبار سے وہ ٹھیک ہیں لیکن ان میں انسانیت کے لئے جو تعلیمات پائی جاتی ہے ان میں تحریفات ہو چکی ہے، اور اس بات کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾[2]

کیا تمہیں امید ہے کہ یہود تمہارے کہنے پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں ایک ایسا گروہ بھی گزرا ہے جو اللہ کا کلام سنتا تھا پھر اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا۔

ان آیات مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہودیت اور عیسائیت میں تحریفات ہوئی ہے جبکہ دین اسلام کا بنیادی مصدر "قرآن مجید" تحریفات سے محفوظ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اور دوسرا یہ کہ تسلسل وتواتر کے ساتھ قرآن مجید حفظ کیا جاتا ہے لاکھوں، کروڑوں سینوں میں موجود ہے جو بھی زیر، زبر، پیش کی غلطی کرے اسی وقت اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ دنیا کی تمام قوموں اور تمام مذہبوں میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تاریخ اول تا اخیر مکمل حالت میں محفوظ ہے اور اس کے کسی حصے اور کسی زمانے کی نسبت شک وشبہ کا دخل نہیں۔

یہی وہ بات ہے جو اسلام مخالفین سے ہضم نہیں ہو رہی اور دین اسلام میں شک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی ضمن میں مستشرقین کا بڑا عمل دخل ہے مغرب میں اسلام کے پھیلاو کو روکنے کے لیے مستشرقین کی ایک بڑی جماعت اپنی تحقیقات کے ذریعے مغرب میں کبھی اسلام کے کبھی قرآن وحدیث، تاریخ اسلام پر اشکالات کرتے ہیں تاکہ اہل مغرب کو اور دوسرا مسلمانوں کو خود ان کے مصادر اصلیہ کے بارے میں شک میں مبتلا کیا جاسکے۔

قرآن پر اعتراض کرنے والے "رچرڈ بیل (1876-1952) ایک برطانوی مستشرق تھا اس نے اپنی کتاب میں قرآنی اسلوب کو یہودیت، عیسائیت، زرتشی مذہب سے متاثر قرار دیا اور قرآن میں کمی بیشی کا دعوی کیا دلیل کے طور پر بعض متواتر اور شاذ قراءات کو بیان کیا۔[3]

---

[1] الحجر: 9

[2] البقرہ: 75

[3] عمر بن ابراہیم رضوان، آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیرہ (الریاض: دار طیبہ 1992)، ص 101

ایک اور انگریز مستشرق A.j Arberry نے قرآن مجید کا ترجمہ لکھا اور کہا قرآن کو سابقہ مصادر سے لیا گیا ہے بعض کے نزدیک شعر جاہلی قرآن کا اہم مصدر رہے۔[1]

اسلام کا دوسرا مصدر "حدیث مبارکہ" ہے اللہ تعالی نے امت محمدیہ ﷺ کو علم الاسناد کے زریعے اپنے نبی ﷺ کے اقوال واعمال کو محفوظ کرنے کا شرف بخشا اور یہ شرف صرف امت محمدیہ ﷺ کو حاصل ہے، مسلمانوں نے احادیث نبوی ﷺ کی حفاظت وروایت میں جس احتیاط اور عزم وہمت سے کام لیا ہے، اس کی نظیر اس میں رہنے والی انسانی نسل ہرگز پیش نہ کر سکی۔ آپ ﷺ کی احادیث نبوی کی حفاظت کے خاطر اصول حدیث واسماء الرجال جیسے باقاعدہ علوم ایجاد کئے، جبکہ اہل کتاب اس شرف سے محروم رہے، ان کے اور ان کے انبیاء کرام کے درمیان علمی اور تاریخی خلا رہا۔ مغرب کے مذہبی طبقات کے لئے یہ امتحان تھا کہ کیسے اسلام نے یہ تاریخی سفر اتنی کامیابی سے طے کیا اور ہم تک پہنچایا، اسی سوچ میں کہ ہمارا مذہب اسلام کے مقابلے میں تحریف شدہ ہے اس لیے مغرب کے جنونی طبقہ نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بولنا، لکھنا شروع کیا اور آپ ﷺ کی اہانت، قرآن مجید کی تعلیمات کو دہشت گردی پر مبنی تعلیمات قرار دے کر اہل مغرب کے عام عوام کے دل میں مسلمانوں کے لیے نفرت پیدا کی۔

گولڈ زیہر (1850–1921) ایک یہودی مستشرق جو حدیث مبارکہ پر اعتراضات کرنے کے حوالے سے مشہور ہے۔ اس نے "مذاہب التفسیر الاسلامی" کتاب کے پہلے باب کے ابتدائیہ میں قراءت قرآنیہ کے ضمن میں سبعہ اَحرف کی روایات کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔[2]

ان مستشرقین کی جماعت نے دین اسلام میں میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جس طرح یہودیت اور وعیسائیت تحریف کا شکار ہیں بالکل اسی طرح قرآن وحدیث میں شک پیدا کرتے ہیں۔

مذہبی وجہ

اہل کتاب مسلمانوں سے جو حسد کرتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آخری نبی، بنی اسرائیل میں سے کیوں نہیں آیا۔ یہود ونصاری اپنی کتب کی تعلیمات کے مطابق جانتے ہیں کہ آخری نبی نے آنا ہے اور وہ اس کے آنے کا انتظار بھی کر رہے تھے۔ قرآن کریم میں اہل کتاب کے بارے میں یہ ذکر موجود ہے کہ وہ آپ ﷺ کو اس طرح جانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] مصطفی السباعی، الاستشراق والمستشرقون، (مصر: دادالورق، القاہرہ)، ص38-39

[2] گولڈ زیہر، مذاہب التفسیر الاسلامی، مترجم: عبدالحلیم النجار، (بغداد: مکتبہ المثنی 2002ء)، 5

﴿ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾[1]

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان (پیغمبر آخر الزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں، مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

تورات میں ہے:

اور اُس نے کہا خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا، وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اُسکے دہنے ہاتھ پر اُنکے لیے آتشی شریعت تھی۔[2]

مولانا تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ یہ حضرت موسی علیہ السلام کا آخری خطبہ ہے جس میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ پہلے اللہ تعالی کی وحی "کوہ سینا" پر اتری جس سے مراد "تورات" ہے، پھر "کوہ شعیر" پر اترے گی جس سے مراد "انجیل" ہے کیونکہ کوہ شعیر وہ پہاڑ ہے جسے آج "جبل الخلیل" کہتے ہیں اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تبلیغ کا مرکز تھا۔ پھر فرمایا گیا تیسری وحی "کوہ فاران" پر اترے گی جس سے مراد "قران کریم" ہے کیونکہ فاران اس پہاڑ کا نام ہے جس پر غار حرا واقع ہے اور اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔[3]

اسی طرح احمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور حضرت عیسی نے اسی نام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی تھی انجیل یوحنا کی عبارت میں ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی حواریوں سے فرمایا:

اور مَیں باپ سے دَرخواست کرُوں گا تو وہ تمُہیں دُوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمُہارے ساتھ رہے۔[4]

یہاں جس لفظ کا ترجمہ مددگار کیا گیا ہے وہ اصل یونانی میں "فرقلیط (Periclytos) تھا، جس کے معنی ہیں "قابل تعریف شخص" اور یہ "احمد" کا لفظی ترجمہ ہے، لیکن اس لفظ کو Paracletus" سے بدل دیا گیا ہے جس کا ترجمہ مددگار، وکیل یا شفیع کیا گیا ہے اگر "فارقلیط" لفظ کو مدنظر رکھا جائے تو صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ تمہارے پاس اس قابل تعریف شخص احمد کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔

اہل کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا جاننے کے باوجود بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر بیٹھے کہ آخری نبی، بنی اسرائیل میں سے کیوں نہ آیا، یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرنے لگ پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا، قرآن نے ان کے اسی تعصب کا ذکر کیا ہے۔ اسی تعصب وہٹ دھرمی پر آج بھی یہ قائم ہے اسلام کے خلاف

---

[1] البقرہ: 146

[2] بائبل (کنگ جیمز ورزن)، اردو ترجمہ (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی 1962)، استثناء، باب 33: 2

[3] تقی عثمانی، آسان ترجمہ قران، 993

[4] یوحنا، باب: 16

شکوک وشبہات پیدا کیے تو مسلمانوں کے اہل علم نے انہیں لاجواب کر دیا پھر انہوں نے منافقت شروع کر دی، بظاہر مسلمانوں کر دوست بن کر مسلمانوں کے آپس میں کئی فرقے بنا کر آپس میں لڑوا دیا۔ آج مسلمان آپس میں اختلافات میں لگے ہیں جس کی آڑ میں یہ جنونی طبقہ اسلام کو بدنام کر رہا ہے۔ یہ سب ان کی صیہونی سازشوں کا نتیجہ ہے، قرآن مجید نے ان کی چالوں کے بارے میں بہت پہلے ہی مسلمانوں کو باخبر کر دیا تھا۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾[1]

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں سے ہے، اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

یہود و نصاریٰ مل کر اسلام کے خلاف مختلف ہتھکنڈیں استعمال کر کے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوششوں میں لگے ہیں۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ مستقبل میں حکمرانی کے حوالے سے اسلام ان کے لئے رکاوٹ بن سکتا ہے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے انتہائی دشمن ہیں۔ ہولوکاسٹ جو کہ 1933 میں شروع ہوئی جب ایڈولف ہٹلر اور نازی پارٹی جرمنی میں برسر اقتدار آئے انہوں نے چھ ملین یہودیوں کو قتل کیا جس میں مرد وعورت، بچے، بوڑھے شامل تھے۔ اور اس کا اختتام 1945 میں جب اتحادی قوتوں نے جنگ عظیم دوم میں نازی جرمنی کو شکست دی تب ہوا۔[2] اسلام کی برتری نے یہود و نصاریٰ کو متحد کر دیا ہے، اسی اتحاد سے اسلاموفوبیا جیسے حیلے آزمارہے ہیں۔ ان سب کے باوجود بھی اگر یہود و نصاریٰ اپنی سازشوں سے باز آتے ہیں تو اللہ ان کو انعام دینے کا وعدہ کرتا ہے۔

مغرب کا قومی تفاخر

آج مغرب سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تگ ودو کرتا نظر آرہا ہے اور اقوام عالم کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ انسان کی ترقی اور فلاح اسی میں ہے کہ وہ مذہب کو مسجد اور کلیسا تک محدود رکھے معاملات اور کاروبار انسانی عقل کی بنیاد پر کرے کیونکہ ان کے مذاہب تحریفات کا شکار ہوئے ہیں اور ان کی تعلیمات زندگی کے ہر میدان کے لیے جامع نہیں ہے۔ عیسائیت آج مغرب میں برائے نام رہ گئی ہے اس کی جگہ آج سیکولرزم اور لبرازم نے لے لی ہے جو کہ انسانوں کا ہی تیار کردہ نظام ہے جس میں اعلی اتھارٹی خدا کے بجائے انسان کے ہاتھ میں رہ گئی ہے جبکہ اسلام میں اقتدار اعلی "اللہ" ہی ہے اور دین اسلام تحریفات سے بھی پاک ہیں اور اس کی تعلیمات اتنی جامع ہے

---

[1] المائدہ: 51

[2] Longerich, Peter. *Holocaust: The Nazi Persecution and Murder of the Jews"* (Oxford University Press,2010), chap:17, pg:313

کہ مسلمانوں کے ہر صدی کے مسائل کا حل ان میں موجود ہیں۔ آج مغرب جس عالمی نظام اور گلوبل کلچر کو دنیا میں مستقبل کے واحد نظام اور کلچر کے طور پر متعارف کرانے کی کوشش کر رہا ہے اس کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے جسے راہ سے ہٹانے کے لیے مغرب کا جنونی طبقہ اسلام کو بدنام کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔[1]

مغرب کو یہ معلوم ہے کہ آج مسلمان سیاسی، معاشی، عسکری لحاظ سے کمزور ہیں لیکن اہل مغرب یہ بھی جانتا ہے کہ آج بھی اگر مسلمان اپنے نظام معاشرت وسیاست اور جزاوسزا کی تشکیل کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق کرئے تو مغربی تہذیب، اس کے طرز زندگی، اس کی اقدار کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ لیکن آج کے نہ صرف مسلمان بلکہ احیائے اسلام کے علمبردار بھی اس تہذ ہبی جنگ سے بے خبر ہیں۔

مغرب کا جو قومی تفاخر کا نظریہ ہے وہ بنی آدم کے لیے بہت خطرناک ہے اس نظریے کے تحت وہ اپنی قوم کے مفادات کا حصول تمام انسانی اور آفاقی اقدار پر مقدم سمجھتے ہیں اور ساری دنیا پر اپنے قوم کے غلبے اور تسلط کے خاطر ہر قسم کا اقدام قومی فریضے میں شامل سمجھتے ہیں۔[2]

اہل مغرب نے اسلام اور مسلمانوں کی نفرت میں ان کے نام بگاڑے ہیں اسلام کو" محمڈن ازم " اور مسلمانوں کو' " محمڈن " کہہ کر پکارا اور مسلمانوں کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ سیدنا ہاجرہ علیہا السلام کی نسبت سے (Hagarin)"حاجر ائی" بھی کہا، یہ نام تحقیر کے لیے رکھا کیونکہ سیدنا ہاجرہ علیہا السلام، سیدنا سارہ علیہا السلام کی ملازمہ تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام، سیدنا ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملتا ہے اسی تناظر میں اہل مغرب نے مسلمانوں کو ہاجرئی کہہ کر مخاطب کیا اور دراصل یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ مسلمان ایک ملازمہ کی اولاد ہے ان کی کوئی تاریخی اوقات نہیں ۔[3]

اسی بنیاد پر اس جنونی طبقہ نے دماغی بیماری اسلام وفوبیا کا انکشاف کیا ہے اور اس مرض کا شکار انسان اسلام کی نفرت کی آگ میں خود بخود جھلنے لگتا ہے۔ آج کے مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام اور مغرب کے درمیان یہ ایک تہذ ہبی جنگ ہے اور تہذیبی جنگ ہمیشہ انسانوں کے دل اور زندگیاں جیتنے کا معرکہ ہے۔ قوت سے اموال، سیاسی اقدار پر قبضہ ہو سکتا ہے لیکن دل فتح نہیں ہوتے، اس لیے اپنے برتاؤ، سلوک اور گفتگو کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

---

[1] امین، محمد، اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش، (لاہور: بیت الحکمت، 2012ء)ص238-240

[2] مراد، خرم، مغرب اور عالم اسلام، (لاہور: عرفان افضل پرنٹر)، ص281-280

[3] قدوائی، عبدالرحیم، اسلام: اہل مغرب کی نظر میں (علی گڑھ: تحقیق وتصنیف اسلامی، 2023)، ص 172-173

وکردار کا نمونہ بنانا چاہیے آپ ﷺ کی سیرت سے سیکھنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ کی کس طرح کا سلوک فرمایا۔

سماجی نفرت

مغرب کا جنونی طبقہ مسلمانوں سے اس بات پر حسد کرتا ہے کہ آخری نبی ،بنی اسرائیل کے بجائے ،بنی اسماعیل سے کیوں آیاہے وہ عرب قوم جو جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی کیسے عالم پر حکمرانی کرنے لگے، ظہور اسلام سے پہلے اہل عرب کے حالات یہ تھے کہ جوا، تیر اندازی،مشاعرے،مفاخرت،مسابقت ان کے دل بہلانے کے مشاغل تھے۔دین، مذہب کے لحاظ سے بعض قبائل نہ خدا کے قائل تھے نہ سزا جزا کے، بعض خالق کے قائل تھے لیکن قیامت کے نہیں۔بت پرستی ملک عرب میں اعلانیہ ہوتی تھی، آپ ﷺ سے چار سو سال قبل حجاز کا بادشاہ "عمرو بن لحی" نے خانہ کعبہ کی چھت پر ہبل نامی بت رکھا اور زمزم کے مقام پر اساف اور نائلہ دو بت رکھ کر لوگوں کو ان کے پوجنے کی ترغیب دی۔ستارہ پرستی اور کہانت میں بھی عرب ماہر تھے،عرب کے کاہنوں میں افعی، جزیمہ ،ابرش، شق، سطیح وغیرہ مشہور کاہن تھے۔ایک بار لڑائی شروع ہو جاتی تو کئی صدیوں تک رہتی، عرب جاہلیت کی لڑائیوں میں بعاث،کلاب،فترت، نخلہ، قرن،سوبان،حاطب مشہور ہیں۔[1]

یہی عرب جب اسلام سے روشناس ہوا تو عالم میں شاندار معرکوں،فتوحات اور غلبہ اسلام کی پر کیف بہاریں اپنے دامن میں سمیٹتا گیا۔اور اسی بات نے اسلام دشمن عناصر کو جنم دیا۔ اسلام مخالفانہ کاروائیوں کے باوجود اسلام دنیا میں پھیلتا چلا گیا۔ اسلامی سلطنت شام ،عراق ،ماوراء النہر،ایران ،ہندستان ، مصر اور افریقہ کے بعض حصوں میں قائم ہوئی، پھر اسپین اور فرانس، سسلی میں ان کی حکومت قائم ہو گئی۔ موجودہ مغربی تہذیب کی ابتدا اور تشکیل ہی اسلام دشمن جذبات سے ہوئی ہے۔ جوں ہی اہل مغرب ذرا سنبھلے تو انہوں نے صلیبی جنگیں چھیڑ دی لیکن ان صلیبی جنگوں میں مسلمانوں نے ان کو شکست دی جس کی وجہ سے ان کی دشمنی کے جذبات میں اور شدت اگئی۔[2]اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ1492ء میں جب اسپین سے اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا تو ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو عیسائی مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا ان میں سے تقریبا 30 ہزار کو سزائے موت دی گئی اور 12 ہزار کو زندہ اگ میں جھونک دیا گیا۔[3]

---

[1]اکبر آبادی، تاریخ اسلام، ص 69-73

[2] امین، محمد، اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش، ص38

[3]علی منتصر الکتانی، انبعاث الاسلام فی الاندلس، ص 77

اور آج بھی یہ اسی کوشش میں لگے ہیں کہ مسلم ممالک میں حکمران ہی وہی لوگ بنے جو ان کے ذہنی غلام ہوں اگر کوئی مسلمان ملک کچھ تھوڑی بہت ترقی کر گیا تو اس کی معیشت برباد کرنے کے لیے مالی بحران کھڑے کیے گئے یہ جنونی مستقبل کے حوالے سے پوری دنیا پر راج کرنا چاہتا ہے جیسا کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہود اللہ کی پسندیدہ قوم ہے اور باقی دنیا ان کی خادم ہیں۔

مسلمانوں کی معاشی مغلوبیت

بیشتر مسلم ممالک شدید قرضوں، مالیاتی انحصار، اور اندرونی کرپشن کا شکار ہیں۔ IMF اور World Bank جیسے مغربی ادارے ان کی معیشت کو کنٹرول کرتے ہیں، جس سے ان کی خود مختاری محدود ہو جاتی ہے۔ پاکستان، مصر، اردن، تیونس اور سوڈان جیسے ممالک آئی ایم ایف سے قرض لینے پر مجبور ہیں، قرضے دینے کے مقابلے میں اکثر مسلم ممالک پر سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرامز (SAPs) نافذ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں درج ذیل پابندیاں عائد ہوتی ہیں: سبسڈیز میں کٹوتی (کوئی پیٹرول، غذائی یا توانائی پر سرکاری کنٹرول نہیں رہتا) پبلک سیکٹر کی تنخواہوں کا کنٹرول یا فریز، اکثر ملازمتوں میں کمی بھی شامل ہوتی ہے۔ کرنسی کی قدر میں کمی تاکہ برآمدات میں اضافہ ہو لیکن مہنگائی میں اضافہ کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔[1] اسی طرح مسلم ممالک تیل، گیس، اور معدنیات جیسے قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں، لیکن ان کے وسائل پر کنٹرول اکثر مغربی کمپنیوں کے پاس ہے۔ سعودی عرب، عراق، لیبیا اور کویت کے تیل کے شعبوں میں امریکی و یورپی اجارہ داری ہے۔

اسلاموفوبیا کے اسباب میں مغرب کا معاشی تفاخر (economic superiority/pride) ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ جب مغرب اور مسلم دنیا کے درمیان معاشی تفاوت کا جائزہ لیا جاتا ہے، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مغرب نے نہ صرف معاشی میدان میں برتری حاصل کی بلکہ اس برتری کو ایک ثقافتی و مذہبی برتری کے بیانیے کے طور پر بھی استعمال کیا۔ مغربی طاقتوں (خصوصاً برطانیہ، فرانس، امریکا) نے 19ویں اور 20ویں صدی میں مسلم ممالک کو سیاسی عسکری اور معاشی طور پر زیر نگیں رکھا۔ نوآبادیاتی دور میں مسلم دنیا کے وسائل کو لوٹا گیا، جب کہ مغرب ترقی کرتا گیا۔

Deepa Kumar لکھتی ہیں:

The economic and cultural imperialism of the West did not end with colonialism, but continues through neoliberal economic structures that dominate Muslim-majority countries."[2]

---

[1] Ziauddin, Sardar. *Postmodernism and the Other.* (Pluto Press, 1998), p. 95

[2] Kumar, Deepa. *Islamophobia and the Politics of Empire.* (Verso Books, 2018) p. 61

مغرب کی معاشی اور ثقافتی بالادستی نوآبادیاتی دور کے ساتھ ختم نہیں ہوئی، بلکہ نیولبرل معاشی ڈھانچوں کے ذریعے جاری ہے جو مسلم اکثریتی ممالک پر غالب ہیں۔

اسلامی مالیاتی نظام کا خوف بھی مغرب میں پایا جاتا ہے۔ مغرب میں "Shariah-compliant Finance" کے پھیلاؤ کو ایک نظریاتی خطرے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ حلال فنڈز اور اسلامی بینکنگ مغربی مالیاتی نظام کو چیلنج کرتے ہیں۔ The Dictator فلم میں "Halal Investments" کو طنزیہ انداز میں دکھایا گیا۔

Sophie Bessis کے مطابق:

The West, through its economic domination, claimed a monopoly on modernity and civilization. The Muslim Other was constructed as a failure to achieve this modernity."[1]

مغرب نے اپنی معاشی بالادستی کے ذریعے جدیدیت اور تہذیب پر اجارہ داری کا دعویٰ کیا۔ مسلم 'دوسرے' کو اس جدیدیت کو حاصل کرنے میں ناکام کے طور پر پیش کیا گیا۔

جب مسلم ممالک (جیسے افغانستان، پاکستان، یمن، سوڈان) غربت، بدامنی اور بحران کا شکار ہوتے ہیں تو مغرب ان کی تصویر ایسے پیش کرتا ہے جیسے یہ ممالک عالمی امن کے لیے خطرہ ہوں۔ اس میں اسلام کو بھی بطور نظریاتی سبب پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ اصل مسئلہ معاشی و سیاسی ہے۔

Edward Said اس رویے کو "orientalism" کہتا ہے، جہاں مشرق کو کمتر اور خطرناک تصور کیا جاتا ہے خصوصاً مسلم دنیا کو۔[2]

اسلاموفوبیا کا ایک مضبوط معاشی پہلو مسلمان ممالک کی معاشی پس ماندگی اور مغربی اقتصادی بالادستی ہے۔ کئی مسلم ممالک شدید قرضوں اور IMF / World Bank پر منحصر ہو کر اپنی معاشی خودمختاری کھو بیٹھے ہیں، اس سے مغرب نے ان پر اقتصادی گرفت مضبوط کی۔ اسی معاشی برتری کا مظہر مسلمان ریاستوں کے قدرتی وسائل، جیسا کہ سعودی عرب اور عراق کا تیل، مغربی کمپنیوں کے ہاتھ میں منتقل ہو گیا، جس کا مقصد مسلم معیشتوں کو خودکفیل ہونے سے روکنا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم ممالک کی معاشی کمزوری مغربی میڈیا میں 'پسماندگی' مسلمانوں کے خلاف تعصب، خوف کو فروغ ملا، اور اسلام کو ایک "عسکری اور قدامت پسند" مذہب کے طور پر پیش کر کے اسلاموفوبیا کو بڑھاوا دیا گیا۔ اس اقتصادی نابرابری نے اسلاموفوبیا کو ایک عالمی سیاسی و ثقافتی ہتھیار کے طور پر مستحکم کیا۔

مسلم دنیا پر مغربی سیاسی بالادستی

---

[1] Bessis, Sophie. *Western Supremacy*. 2003, p.17–18

[2] Said, Edward. *Orientalism*, p. 40–45

کئی مسلم ممالک مغربی طاقتوں کی حکومتوں کے زیر اثر ہیں۔ ان ممالک کی خارجہ پالیسی مغرب کے مفادات کے مطابق تشکیل دی جاتی ہے۔ افغانستان، عراق، شام اور لیبیا میں مغربی مداخلت نے عدم استحکام کو جنم دیا۔ "Regime Change Policy" امریکہ کی خارجی پالیسی کا حصہ رہی ہے۔ جس کے ذریعے وہ جب کوئی اسلامی رہنما مغربی مفادات سے متصادم ہوتا ہے، تو مغربی طاقتیں اسے "شدت پسند" کہہ کر حکومت گرانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ایران میں CIA اور MI6 نے مشترکہ مہم "Operation Boot" کے ذریعے (1953) میں منتخب وزیر اعظم محمد مصدق کو ہٹایا، جنہوں نے ایرانی تیل کی قومی ملکیت کا اعلان کیا تھا۔ ان کا مقصد مغربی تیل کمپنیوں کے مفادات کا تحفظ کرنا تھا، شاہ کو مضبوط بنایا گیا، پاکستان پر امریکی اثر واضح ہوا، اور ایران کی خود مختاری کمزور ہوئی۔[1]

عراق میں امریکہ و برطانیہ نے "The War on terror" کے تحت (2003) کو حملہ کیا، جسے WMD اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لیے جائز قرار دیا مگر اصل مقصد تیل پر سیاسی و معاشی کنٹرول حاصل کرنا تھا۔[2] سیاسی اثر یہ ہوا کہ صدام حکومت ختم، ملک میں انتشار اور نجکاری، اور امریکی سیاسی و اقتصادی اثرات گہرے ہوئے۔ اسی طرح جہاں انسانی حقوق کی بات کی جاتی ہے، وہاں فلسطین، کشمیر، شام، یمن جیسے مظلوم مسلمانوں کے حق میں مغربی ممالک خاموش رہتے ہیں۔ یہ دوہرا معیار اسلاموفوبیا کو فروغ دیتا ہے۔ اور اسلام کو سیاسی نظام کے طور پر خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ مغرب میں یہ خوف پایا جاتا ہے کہ اگر اسلام بطور نظام غالب آ گیا تو جمہوریت، سیکولرزم اور مغربی اقدار خطرے میں آ جائیں گی۔ Fitna جیسے ڈراموں میں "Sharia Law" کو خوفناک انداز میں پیش کیا گیا۔

ضیاء الدین سردار کہتے ہیں:

"Secularism has become the measure of modernity; everything religious especially Islamic, is labeled backward."[3]

سیکولرزم جدیدیت کا پیمانہ بن چکا ہے؛ ہر وہ چیز جو مذہبی ہو، خصوصاً اسلامی، کو پسماندہ قرار دیا جاتا ہے۔

اسلاموفوبیا محض مذہبی تعصب نہیں بلکہ معاشی، سیاسی اور تہذیبی خوف کا امتزاج ہے، جس میں مسلم دنیا کی معاشی کمزوری اور مغرب کی بالادستی ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ جب بھی مسلمان خود مختاری، عدل اور وسائل کی تقسیم کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں شدت پسندی اور خطرے سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ 11/9 کے بعد امریکا اور یورپ میں قوانین جیسے PATRIOT Act، Muslim Ban، surveillance نے مسلمانوں کو "سیکیورٹی خطرہ" کے

[1] Rahnema, Ali. *Behind the 1953 Coup in Iran*. (Cambridge University Press, 2014) p. 45–90

[2] Saidin, Mohd Irwan Syazli, *US Foreign Policy, Neo-conservatism and the Iraq War* (2003–2011) Cogent Arts & Humanities, vol. 9, no.1,2022, p 40–60

[3] Sardar, *Postmodernism and the Other*, p. 83.

طور پر پیش کیا۔ مزید بر آں، رجعت پسند سیاسی لیڈرز جیسے Marine Le Pen, Geert Wilders نے اپنا سیاسی فائدہ محکم کرنے کے لیے مسلمانوں کو "دہشتگرد" قرار دیا، جس سے اسلاموفوبیا کو عوامی اور حکومتی سطح پر تقویت ملی۔ ہجرت کے خلاف سخت سیاسی ردعمل بھی شامل ہے، مثال کے طور پر Trump کے " Muslim Ban" جیسے احکامات نے مسلمانوں کو "غیر ملکیت" اور "دشمن" قرار دے کر سیاسی بنیاد سے الگ تھلگ کیا۔ نتیجتاً، مغربی ممالک میں مسلمانوں پر شبہ، غیر مساوی سیاسی حقوق، اور نفرت انگیز قانون سازی کا ماحول پیدا ہوا جس نے اسلاموفوبیا کو ریاستی طور پر جائز اور معمول بنا دیا۔

میڈیا کا منفی کردار

مغربی پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی بیانیہ پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اخبارات، نیوز چینلز جس میں عوام کی ذہن سازی کی گئی وہ یہ ہیں، Fox News, CNN (USA)اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ میں سرفہرست رہا ہے۔ اکثر شوز میں اسلام کو دہشت گردی سے جوڑا جاتا ہے۔ میزبان Sean Hannity اور Tucker Carlson جیسے افراد بارہا مسلمانوں پر کھلے اعتراضات کرتے ہیں۔

BBC ، Sky News چینلز برطانیہ میں مسلمانوں پر ہونے والے حملوں کو کم کوریج دینا، جب کہ شدت پسند تنظیموں کے ہر بیان کو نمایاں کرنا، فلسطینی مظالم کو کم دکھانا جبکہ اسرائیلی مؤقف کو نمایاں کوریج دینا، فلسطین، ایران اور افغانستان کے خلاف یکطرفہ رپورٹنگ، مسلم دنیا میں جہاد، شریعت اور حجاب جیسے موضوعات کو شدت پسندی سے جوڑنا۔(France 24 (France فرانس میں حجاب، برقع اور اسلام پر پابندیوں کے حق میں بیانیہ پیش کرنا۔ مسلم مہاجرین کو سیکیورٹی خطرہ بنا کر دکھانا۔

(Der Spiegel TV (Germany یورپی مسلم کمیونٹی کو دہشت گردی، شدت پسندی اور خواتین پر ظلم کے زاویے سے دکھانا۔ (CBS News / MSNBC (USA اکثر رپورٹس میں Radical Islam, Islamic terrorism جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو ذہن سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[1]

فلموں اور ڈراموں میں مسلمانوں کو دہشت گرد، شدت پسند، عورتوں پر ظلم کرنے والے، اور پسماندہ قوم کے طور پر دکھایا گیا، جس سے مغربی عوام کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف خوف، نفرت اور بداعتمادی پیدا ہوئی۔ نائن الیون کے بعد مغربی میڈیا نے "War on Terror" کے نام پر ہر اسلامی نظریے کو شک کی نگاہ سے دیکھا۔ اسلامی علامات

---

[1] Shaheen, Jack G. *Reel Bad Arabs: How Hollywood Vilifies a People*. (New York: Olive Branch Press, 2001). p 15–35

جیسے داڑھی، پردہ، اذان، اور جہاد کو شدت پسندی سے جوڑ کر پیش کیا گیا۔ فلمیں جیسے True Lies, The Siege، اور Rules of Engagement نے مسلمانوں کو صرف خطرناک دشمن کے طور پر دکھایا۔

Jack G. Shaheen لکھتے ہیں:

"Hollywood's stereotypical portrayal of Muslims as fanatics reinforces centuries old Orientalist tropes."[1]

ہالی ووڈ میں مسلمانوں کو انتہا پسند کے طور پر پیش کرنے کا رائج طریقہ صدیوں پرانے مستشرقانہ تصورات کو مزید مضبوط کرتا ہے۔

جھوٹی خبر (Fake News), نفرت انگیز تقاریر (Hate Speech)اور چُنی ہوئی رپورٹنگ (selective coverage) کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصبات بڑھتے ہیں۔

اگر کوئی صارف اسرائیل کے جنگی جرائم، نسل کشی، یا فلسطینیوں پر ظلم کے خلاف بولے تو فوراً پوسٹ ہٹادی جاتی ہے، انتباہات / سزائیں (warnings/strikes) ملتی ہیں، بعض اوقات اکاؤنٹ بند کر دیا جاتا ہے۔ مگر اگر کوئی مسلمان یا اسلام کے خلاف پوسٹ کرے، تو اکثر اسے آزادی اظہار (freedom of speech) کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ مغربی معاشروں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز باتوں کو برداشت کیا جاتا ہے، جبکہ دیگر گروہوں کے لیے یہی بات ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے۔ مثال کہ طور پر انسٹاگرام اور فیس بک پر Free Palestine, From the river to the sea جیسے جملے سینسر کیے گئے، جب کہ اسرائیلی پروپیگنڈا والی پوسٹس کو amplify (تیز کرنا) کیا گیا۔

عمران اعوان کہتے ہیں:

"The double standards in regulating hate speech show that speech against Muslims is tolerated more than any other group."[2]

نفرت انگیز تقاریر کو قابو میں رکھنے کے معاملے میں دوہرا معیار یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف بات کو کسی بھی دوسرے گروہ کے مقابلے میں زیادہ برداشت کیا جاتا ہے۔

یورپ میں ہولوکاسٹ یا یہودی نسل کشی پر سوال اٹھانا جرم ہے، ہٹلر کے خلاف بات پر تو داد ملتی ہے، مگر اگر فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی مظالم کا ذکر ہو تو وہ نفرت انگیز تقریر (hate speech) بن جاتا ہے۔ اس دوہرے معیار سے ظالم کو مظلوم، اور مظلوم کو دہشت گرد بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

اس مسلسل منفی تصویر کشی نے مغرب میں اسلاموفوبیا کو ایک فطری اور عام رویہ بنا دیا ہے، جس کے اثرات پوری دنیا کے مسلمانوں پر پڑتے ہیں، خصوصاً ان ممالک پر جو معاشی اور سیاسی طور پر کمزور ہیں۔ فلسطین پر ظلم، لیکن عالمی

---

[1] Shaheen, *Reel Bad Arabs: How Hollywood Vilifies a People*. p. 10–15.

[2]Awan, Imran. *Islamophobia in Cyberspace*. (Routledge, 2016), p. 69.

خاموشی کیوں ہے۔اس کی وجہ اسرائیل کے ساتھ مغربی طاقتوں کے معاشی،سیاسی اور حکمتِ عملی (اسٹریٹجک) مفادات،سوشل میڈیا کمپنیاں (Meta, YouTube, X/Twitter)مغربی بیانیے کے تابع ہیں، مسلمان ممالک کی کمزور میڈیا پالیسی اور بین الاقوامی پلیٹ فارمز پر غیر موجودگی بھی اس کا سبب ہے۔

اسلاموفوبیاکے تدارک کے لئے تجاویز

مغربی معاشرے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک انتہائی نفرت کا احساس موجود ہے، جس کے نتیجے میں وہ مسلمانوں اور اسلام کو ایک جارح اور دقیانوسی مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔نائن الیون کے بعد اسلاموفوبیا نے بہت خطرناک شکل اختیار کر لی ہے اسلام معاندین نے میڈیااورانگریزی ادب میں اسلاموفوبیا کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ اب ایسی صورتحال سے نمٹنے کے لیے مسلمانوں پر انفرادی اور اجتماعی طور پر فرض ہے کہ وہ اسلاموفوبیاکے سدباب کے لیے کوشش کریں جس سے اسلام کی حقانیت غیر مسلموں کے سامنے آئے۔

صبر وبرداشت اور مستقل مزاجی:

بعض دفعہ غیر مسلموں کی جانب سے اس منفی سوچ کی وجہ سے مسلمانوں کو تلخ رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن کسی بھی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے مستقل مزاج اور استقامت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔کسی بھی نقصان کی صورت میں ہمت ہار جانا،مایوس ہو جانا دعوتی مزاج کا حصہ نہیں ہے،یہی وجہ ہے کہ مشکل حالات میں بھی آپ ﷺ نے خود بھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو استقامت کی تعلیم دی۔مغرب میں موجود مسلمانوں کے ساتھ جو نامناسب سلوک ہو رہاہے سب سے پہلے صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور دعوت و تبلیغ میں مستقل مزاجی اور استقامت سے کام لینا چاہیے جس طرح مکہ میں مسلمان پریشان تھے مسلمانوں سے مقاطعہ جاری تھا،حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والدین کو شہید کر دیا گیالیکن اس وقت مسلمانوں نے صبر کیا۔حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے والدین کی شہادت کے موقع پر آپ ﷺ کے تلقین آمیز الفاظ "اصبر یا عمار" تھے۔ بالکل اسی طرح آج بھی مسلمانوں کو اگر ایسی کوئی صورتحال پیش آتی ہے صبر وبرداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور نماز کے ذریعے اللہ سے مدد مانگنی چاہیئے،اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾[1]

اے ایمان والو!صبر اور نماز سے مدد مانگو،بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم ہر حال میں انسان کے لیے رہنمائی کرتا ہے یہ آیت کریمہ حالات کے مطابق انسان کو رہنمائی کرتی ہے کہ اگر مغربی دنیامیں رہتے ہوئے کوئی ناگوار واقعہ اسلام کے خلاف پیش اتاہے تو صبر کا مظاہرہ کرو۔

---

[1] البقرہ:153

مغرب کو پیغام دینے کا طریقہ:

اسلام ایک تبلیغی دین ہے کیونکہ یہ قیامت تک کے لوگوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اہل مغرب کو اللہ تعالی کے راستے کی طرف بلائے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾[1]

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے اچھا ہو۔

اب دعوت دینے کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلموں کے سامنے بے ڈھنگے طریقے سے صرف یہ کہہ دینا کہ اسلام ایک امن پسند دین ہے اور دین اسلام سچا دین ہے، نہیں، بلکہ احسن طریقے سے ان کو دعوت دی جائے موجودہ دور میں اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں جو کہ یہ ہیں:

بہترین اخلاق کا مظاہرہ

ہم سب مسلمان، داعیان حق ہیں اور ایک معاشرے میں رہتے ہیں مغربی ممالک میں جو مسلمان رہتے ہیں ان کو اپنے ارد گرد روزمرہ کی زندگی میں غیر مسلموں سے اکثر واسطہ پڑتا ہے مسلمانوں کے لیے یہ بہترین موقع ہوتا ہے کہ اسلام کی صحیح تصویر اپنے عمل کے ذریعے ان کو دکھائیں اسلام کی حقانیت کے لیے صرف ویڈیوز اور کتب کا سہارا ان کو نہ لینا پڑے بلکہ ایک مسلمان کو عملی طور پر اچھے اخلاق میں دیکھ کر ہی اسلام کے متعلق غلط فہمیوں سے ان کا ذہن صاف ہو سکتا ہے۔ اس کی مثال حدیث مبارکہ سے ملتی ہے۔

((عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: «أَسْلِمْ»، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: «الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ))[2]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبد القدوس) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپ ﷺ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ (کیا مضائقہ ہے) ابو القاسم ﷺ جو کچھ کہتے ہیں مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس بچے کو جہنم سے بچا لیا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ارد گرد غیر مسلموں سے بہترین اخلاق سے ملنا چاہیے کیونکہ غیر مسلم ایک مسلمان کے رویے کو دیکھ کر پورے اسلام کے اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ کرتا ہے ان کے سامنے بہترین اخلاق

---

[1] النحل:125

[2] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من أعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه، ح:96

سے پیش آنا چاہیے کہ اگر وہ اسلام قبول نہیں بھی کرتے پھر بھی اسلام کو جارح مذہب کے بجائے امن کی تعلیمات دینے والا مذہب سمجھیں۔

مکالمہ بین المذاہب

اسلام میں مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ مہذب طریقے سے بحث و مباحثہ کرنے کی تلقین کی ہے یعنی ان سے ایسے طریقے سے مجادلہ کیا جائے جس میں مضبوط دلائل ہوں۔ اس بات کی طرف قرآن نے بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ "کلمہ سواء" کی طرف دعوت دینی چاہیے۔

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴾[1]

اے حبیب! تم فرمادو، اے اہل کتاب! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے کو رب نہ بنائے پھر (بھی) اگر وہ منہ پھیریں تو اے مسلمانو! تم کہہ دو: "تم گواہ رہو کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔

مکالمہ بین المذاہب کا بنیادی مقصد مشترکہ امور پر اتفاق کے ساتھ حصول حق کی بھی کوشش کی جائے۔ اسلام ہم آہنگی اور رواداری کا قائل ہے۔ مکالمہ بین المذاہب میں دیگر اختلافات کو چھوڑ کر جو مشترک بات ہے "رب کی اطاعت کے حوالے" سے اس پر متفق ہو جائیں کہ اس نقطہ کے حوالے سے ہم ایک ہیں۔

میڈیا کا مؤثر استعمال

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ﴾[2]

اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا اس کی تبلیغ فرمادیں۔

اس آیت میں اللہ نے آپ ﷺ کو دین اسلام کا پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے اور اس حکم میں آپ ﷺ کی امت بھی شامل ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ انفرادی طور پر اسلام کی درست تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرے اور حتی الامکان غیر ارادی طور پر بھی اسلام کے بارے غلط تاثر دینے سے بچنے کی کوشش کرے۔ مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں عمومی تاثر زیادہ مثبت نہیں ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مغربی معاشروں میں اسلام کے پیغام کو مؤثر انداز میں نہیں پہنچایا، جس کی وجہ سے غیر مسلم اسلام کے

---

[1] ال عمران: 64

[2] المائدہ:67

بارے میں زیادہ تر معلومات میڈیا، انٹرنیٹ اور اخبارات سے حاصل کرتے ہیں، جو اکثر غلط معلومات فراہم کرتے ہیں۔ بعض مسلمان بھی ان غلط فہمیوں کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل سے کوتاہی برتتے ہیں۔ اور پھر اسلام دشمنان کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ ابتدائی دور میں عرب کفار نے بھی اسلام کے خلاف غلط باتیں پھیلائیں تاکہ لوگ اسلام کے پیغام سے دور رہیں، اور آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اسلاموفوبیا کے خلاف سوشل میڈیا پر مؤثر مہمات چلائی جائیں۔ اسلام کے متعلق پائے جانے والے مغالطوں کو دور کرنے کے لیے مختلف زبانوں میں مواد تیار کیا جائے۔

Islamic Education and Reserch Academy ایک برطانوی الخیراتی تنظیم ہے یہ ایک علمی تحقیقی ادارہ نہیں' بلکہ انگریزی میں اسلامی دعوت کے لئے مسلمان رضاکاروں کی تربیت کرتی ہے۔IERA نے یہ تحقیق برطانیہ اور یورپ میں کئے گئے عوامی سروے سے حاصل کیا۔ اس کی تحقیق کے مطابق 40٪لوگ نہیں جانتے کہ اللہ کون ہے۔ 80 ٪لوگوں کو اسلام کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں۔ 51٪ نے اسلام کے بارے میں اسکول میں پڑھا، لیکن غلط یا محدود معلومات حاصل ہوئیں۔ 95٪ نے بائبل کو پڑھا، مگر صرف 20 ٪نے قرآن کو پڑھا۔ 93٪ کو قرآن کے بارے میں کوئی یا بہت کم معلومات ہیں۔ 71٪ لوگوں کو اسلامی دعوتی کبھی ملا ہی نہیں۔ 70٪لوگ دعوتی مواد دیکھنے کے باوجود اسلام کے بارے میں اپنا نظریہ تبدیل نہیں کرتے۔ 76٪نے کبھی کسی مسلمان سے اسلام کے بارے میں بات نہیں کی۔ 63٪لوگوں کے مسلمان سے بات کرنے کے بعد بھی ان کے نظریات نہیں بدلے، جبکہ 13٪ کے خیالات مزید خراب ہوئے۔ 62٪لوگ مذہب کے بارے میں کوئی معلومات لینا نہیں چاہتے۔ 27٪ کا مسلمانوں کے بارے میں پہلے سے منفی نظریہ تھا۔ 75٪نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں نے معاشرے میں منفی کردار ادا کیا ہے۔ 32٪کا ماننا ہے کہ مسلمان سماجی تنازعات کی بڑی وجہ ہیں۔ 2٪نے اسلامی قوانین (Shariah) کے بارے میں مثبت رائے دی۔ 76٪ کا ماننا ہے کہ مسلمان معاشرے میں مثبت کردار ادا نہیں کرتے۔ 36٪ نہیں جانتے کہ حضرت محمد ﷺ کون تھے۔ 61٪ نے نبی ﷺ کے بارے میں سوال پر مثبت رد عمل نہیں دیا۔[1]

یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیاں بہت زیادہ ہیں۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی اصل تعلیمات کو بہتر انداز میں پھیلائیں، تاکہ ان منفی خیالات کو ختم کیا جا سکے۔ میڈیا اور مسلمانوں کا اسلامی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مغربی معاشرے میں اسلام کی تصویر بگڑ گئی ہے، اور اس کو درست کرنے کے لیے مؤثر حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ مغرب کا جنونی طبقہ (اسلاموفوبیا) کے فروغ میں میڈیا کا سہارا لے رہا ہے اور اسلام کا غلط تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے بالکل اسی طرح مسلمانوں کو بھی میڈیا کی

[1]Islamic Education and Research Academy, Perceptions of Islam and Muslims: Survey Report. (London: IERA, 2010–2013).

مختلف اقسام پرنٹ، الیکٹرانک کا استعمال کر کے دین اسلام کی درست تصویر پیش کرنی چاہیے، مختلف ویب سائٹس، فیس بک، وغیرہ پر قلم کی مدد سے دین اسلام کا دفاع کرنا چاہیے۔ دنیا میں ایسے کئی لوگ ہیں جن کو دین اسلام کا صحیح علم نہیں' اس لیے میڈیا کے استعمال سے ان کو دین اسلام کی اگاہی اور دعوت کا فریضہ انجام دینا چاہیے۔
دور حاضر میں ضروری ہے کہ میڈیا کی مروجہ اقسام پرنٹ، الیکٹرانک سوشل میڈیا، میگزین، تحقیقی مقالہ جات، فلم ڈرامہ، کمپیوٹر ،گیمز اور دیگر ممکنہ ذرائع کو دعوت کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے۔اسلامی مضامین اخبارات، رسائل، اور اردو/ انگریزی میگزینز میں شائع کروانا، نوجوان لکھاریوں کو دعوتی ادب لکھنے پر آمادہ کرنا۔بچوں اور نوجوانوں کے لیے اسلامی کہانیوں پر مشتمل کتابچے بنانا، پمفلٹس، بروشرز، پوسٹرز کے ذریعے بنیادی عقائد، سنتِ نبوی ﷺ، خواتین کے حقوق، اور سیرت پر مواد مہیا کرنا، الیکٹرانک میڈیا میں اسلامی پروگرامز، سیرت سیریز، رمضان شوز، سوال وجواب رکھنا، ریڈیو چینلز پر مختلف زبانوں میں اذکار، دروس اور اسلامی تاریخ، اسلام اور سائنس، اسلام اور انسانی حقوق جیسے موضوعات بیان کرنا،یونیورسٹی سطح پر اسلاموفوبیا، انسانی حقوق، اسلامی تاریخ پر ریسرچ، بین المذاہب مکالمہ کے پہلو کو فروغ دینا، اسلامی تاریخ، اور مسلم سائنسدانوں پر ڈرامے، ڈاکومنٹریز اور موویز بنانا، اسلام کو غلط انداز میں دکھانے والے مواد کا جوابی مؤثر انداز دینا، دعوتی ویب سائٹس، بلاگز، اور اسلامی ای لائبریری بنانا، مختصر ویڈیوز Reels، قرآنی اقتباسات، سوال وجواب، ہیش ٹیگز کے ذریعے اسلاموفوبیا کے خلاف عالمی مہم جاری کرنا۔

موثرافراد کو دعوت

موثر افراد کسی بھی معاشرے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، ان کے پیچھے چلنے والے اور ہر معاملے میں ان کی تقلید کرنے والے لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔اسی لیے نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے افراد پر خصوصی توجہ دی یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں داخل ہونے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔
سفر طائف سے واپسی کے بعد جہاں نبی کریم ﷺ نے بازاروں میلوں اور قبائلی ٹھکانوں خاص کر حج کے موسم میں قبائل عرب کے خیمہ گاہوں میں جاکر اسلام کی دعوت دی تھی وہی آپ ﷺ نے قریش کے مجالس کو نظر انداز نہیں کیا تھا، مختلف اکابر قریش جیسے زمعہ بن اسور، نضر بن حارث، اسود بن عبد یغوث، ابی بن خلف اور عاص بن وائل وغیرہ کو نبی کریم ﷺ برابر اسلام کی دعوت دیتے تھے [1] اس لیے آج بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں موجود موثر افراد پر خصوصی توجہ دی جائے اور ان کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

---

[1] ابن ہشام، ج:1 / 423

بطور داعی بہترین افراد کا انتخاب

اسلام کی دعوت کو مد نظر رکھتے ہوئے داعی کے طور پر ایسے افراد کا انتخاب کیا جائے جن میں حکمت، مصلحت، گفتگو کرنے کی صلاحیت اور دوسروں کو قائل کرنے کی لیاقت موجود ہو جیسا کہ ابو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنہوں نے نجاشی کے دربار میں شاہی دربار کے آداب اور مصلحت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مدلل انداز میں اپنا موقف پیش کیا۔[1]

اسی طرح نوجوان صحابی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کے استاد اور قاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو انصار کے 12 آدمیوں کے ساتھ جنہوں نے عقبہ اولی کی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی دین کی تعلیم اور قرآن پڑھانے کے لیے بھیجا تھا انہوں نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر سکونت اختیار کی تھی مدینہ میں انہیں معلم القرآن کہتے تھے۔[2]

تعلیم / آگاہی اور مثبت امیج کی تشہیر

اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق درست معلومات فراہم کی جائیں۔ میڈیا اور سوشل میڈیا پر مستند اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے تا کہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ سوشل میڈیا پر ایسے چینلز اور پروگرام بنائے جائیں جو اسلام کی حقانیت کو سامنے لائیں۔ غیر مسلموں کے ساتھ مکالمے اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تا کہ وہ اسلام کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔ مسلمانوں کو اپنی روز مرہ زندگی میں اچھے اخلاق، رواداری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اسلامی ثقافت اور تعلیمات کی روشنی میں سماجی خدمات انجام دی جائیں، جیسے کہ فلاحی کام ضرورت مندوں کی مدد اور خیراتی سرگرمیاں۔ اسلام کی امن پسندی اور رواداری پر مبنی پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔

مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کرنا

اسلامی تعلیمات پر مختلف زبانوں میں کتابیں، آرٹیکلز لکھے جائیں تا کہ جو لوگ عربی زبان نہیں جانتے وہ اپنی زبانوں میں اسلام کے پیغام کو پڑھ سکیں۔

صیہونی بنیاد پرستی کے سدباب کے لئے اقدامات

مسلمانوں کو صیہونی بنیاد پرست کے کاموں کا جواب دینا چاہیے۔ کوئی بھی فلم، ڈرامہ یا ڈاکومنٹری جو اسلام مخالف ہو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہیے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ان فلموں کی اسکریننگ نہ کرنے دی جائے اسی طرح جو

---

[1] منیر محمد الغضبان، المنہج الحرکی للسیرۃ النبویۃ، (الاردن: مکتبۃ المنار، 1990)، 1/90

[2] عزالدین ابن الاثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، (لاہور: المیزان ناشران و تاجران، 2006)، 8/196

اخبار، کتاب، کالم یا میگزین جس میں اسلام مخالف مواد ہو، ان کا بھی مسلمانوں کو موثر جواب دیناچاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اپنی ڈاکو منٹریز ، فلمیں اور ڈرامے بنانے چاہیے، جس میں صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت ہو۔ مسلمانوں کو ٹی وی اور ریڈیو پر اتفاق سے کام کرنا چاہیے اور مشہور مغربی مصنفین کے مضامین یا آرٹیکل کے ترجمے شائع کرنے چاہیے جو مسلمانوں کے متعلق صحیح معلومات فراہم کریں۔ مسلمان طبقے کو تمام بڑے آبادی والے علاقوں میں اپنے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن قائم کرنے چاہیے۔

اسلاموفوبیا کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا ذریعہ ٹی وی شوز اور بچوں کے لیے مزاحیہ کارٹون شو ہیں ۔اس لیے مسلمانوں کو چاہیے اسلاموفوبیا کے سدباب کے لیے ٹی وی شوز میں شرکت کر کے اسلام کی حقانیت کو فروغ دیناچاہیے۔

مسلمانوں کو وقت پر اسلاموفوبیا کے سدباب پر عمل کرنا چاہیے ایسانہ ہو کہ دیر ہو جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے امریکہ میں موجود مسلمانوں کے لیے نئے راستے کا آغاز کرے، جو انہیں مواقع فراہم کریں تاکہ وہ اسلاموفوبیا کا بہترین دفاع کر سکے اس کے علاوہ مسلمانوں کو تعلیم و تربیت حاصل کر کے خبروں اور میڈیا میں کام کرنا چاہیے تاکہ ان کی پالیسیوں کو صحیح طریقے سے متاثر کر سکیں۔اسی طرح مسلمان کھرب پتی جیسے سعودی شہزادہ ولید بن طلال[1] کو میڈیا کی لین دین وغیرہ میں حصہ لیناچاہیے تاکہ اسلام مخالف پالیسیوں کو متاثر کیا جاسکے۔

سفارتی اور بین الاقوامی اقدامات

مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ عالمی سطح پر اسلاموفوبیا کے خلاف مؤثر سفارتی کوششیں کریں۔اقوام متحدہ اور دیگر عالمی تنظیموں میں اسلاموفوبیا کے خلاف قراردادیں پاس کرائی جائیں۔ اسلاموفوبیا کے خلاف سخت قوانین بنائی جائیں اور نفرت انگیز تقاریر پر پابندی لگائی جائے۔انسانی حقوق کی تنظیمیں اور حکومتی ادارے اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور متاثرین کو انصاف فراہم کریں۔ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کر کے قانونی راستوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ علم و آگاہی حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ انصاف حاصل کر سکیں۔واشنگٹن میں اسلامی تنظیم جس کا نام Council On American Islamic Relations مسلمانوں کے آئینی حقوق کے لئے کوشاں ہے اس وقت ہمیں اس طرح کی اور تنظیموں کی بھی ضرورت ہے جو ملکی اور غیر ملکی سطح پر مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک پلیٹ فارم کا کام دیں جیسا کہ United Muslim Of America, Pakistan America Congress.

---

[1] ولید بن طلال کا شمار دنیا کے نمایاں سرمایہ کاروں میں ہوتا ہے۔ وہ Kingdom Holding Company کے مالک ہیں، جس کے ذریعے انہوں نے دنیا کی کئی بڑی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کی، مثلاً Citigroup, Twitter, Apple, Four Seasons, Hotels Disney انہیں عالمی سطح پر فوربس (Forbes) کی فہرست میں کئی بار امیر ترین افراد میں شامل کیا گیا۔

مسلم کمیونٹی کا کردار

مسلمان کمیونٹی کو اپنی ساکھ بہتر بنانے کے لیے معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہیے۔ غیر مسلموں کو اپنے گھروں اور مساجد میں مدعو کرکے اسلام کے متعلق مثبت تاثرات اجاگر کیے جائیں۔ نوجوان نسل کو اسلام کے حقیقی پیغام سے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ دلیل اور حکمت کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کر سکیں۔

مسلم نیٹ ورکنگ

مغرب میں اسلام مخالف پروپیگنڈا کو روکنے کے لئے وہاں پر موجود مسلمانوں کو ذرائع ابلاغ کا جال بچھانا چاہیے اور آپس میں رابطوں کا نظام وسیع بنانا چاہیے تاکہ ایک ملین مسلمانوں کو راتوں رات اپنا پیغام پہنچایا جاسکے۔ اسی طرح یہ Muslim Net ایک ملین مسلمانوں کو آپس میں ملا سکتا ہے۔ جب بھی کوئی اسلام معاند، انٹرنیٹ پر مذموم ارادہ رکھے تو ایسے مواقع پر انٹرنیٹ کی لائینوں کو اس قدر مصروف رکھا جائے کہ اسلام معاند اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہوسکے۔

مختلف شعبوں کی ضرورت

ہمارے ہاں قابل عزت شعبے ڈاکٹر، انجنیئر کے ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دیگر شعبے بھی اپنی تعلیم میں شامل کریں جیسے وکالت، صحافت، بزنز، افسانہ نگار اور ڈرامہ نگار وغیرہ۔ اور ہر لحاظ سے اسلاموفوبیا کا جواب دے۔ یہودیت عیسائیت کی تعلیم بھی مسلمانوں کو حاصل کرنی چاہیے تاکہ صحیح معنوں میں اسلام کا دفاع کر سکیں۔ مختلف زبانوں سے بخوبی واقف ہوں تاکہ ہر زبان میں اسلام کا دفاع کر سکیں اور اسلام کی حقانیت دنیا کے سامنے لاسکیں۔

اسلاموفوبیا کا مقابلہ صرف علما یا مذہبی طبقات کا کام نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ موجودہ دور میں اس مسئلے کا حل صرف مذہبی دلائل سے نہیں، بلکہ مختلف شعبوں کے ماہرین کو شامل کر کے نکالا جاسکتا ہے۔ انجینئرز، صحافی، فلم ساز، ڈرامہ نگار، سوشل میڈیا ماہرین اور تعلیمی رہنما اگر اپنے شعبے میں اسلام کی مثبت اقدار کو مؤثر انداز میں پیش کریں تو بہت سی غلط فہمیاں دور کی جاسکتی ہیں۔ میڈیا کا مثبت استعمال، بین المذاہب مکالمہ، اور مغرب کے عوام سے براہِ راست خلوص اور حکمت کے ساتھ گفتگو، اسلام کا پرامن، معتدل اور اخلاقی چہرہ پیش کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایسے معاصر اور بااثر افراد کو اسلام کی طرف دعوت دینی چاہیے جو خود دنیا میں رائے عامہ بنانے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

زیر نظر مقالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔پہلا باب موضوع سے متعلق بنیادی تعارف اور اسلاموفوبیا کی تاریخ پر مشتمل ہے۔دوسرا باب اسلاموفوبیا پر منتخب انگریزی افسانوی ادب کے جائزے پر مبنی ہے اس کی تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل میںThe last patriot ناول کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس میں مرکزی کرداروں کے تعارف کے علاوہcontent کو Analysis کیا گیا ہے اور اہم تنقیدی نکات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ناول کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ایک تاریخی راز کو بنیاد بنا کر آپ ﷺ سے متعلق متنازعہ دعوے کیے گئے ہیں کہ آپ ﷺ نے آخری وحی کو چھپا کر رکھا جس کو اگر ظاہر کرتے، تو دنیا سے فتنہ اور فساد ختم ہو جاتا۔

دوسری فصل میں ڈراموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔Submission ڈرامے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اسلام میں خواتین کے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے ان پر تشدد کیا جاتا ہے انہیں آزادانہ شوق کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے پردے، شوہر کی اطاعت اور طلاق جیسے مسائل کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

"Fitna" ڈرامہ کا مرکزی خیال یہ ہے کہ قرآن اور محمد ﷺ اپنے پیروکاروں کو دہشت گردی خون اور فساد کی تعلیمات دیتے ہیں مسلمان ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے زمین میں قتل وغارت کرتے ہیں۔

تیسری فصل میں The Dictator فلم کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس فلم میں مسلمانوں کو ان پڑھ، جاہل، غیر مہذب اور دہشت گردی پھیلانے والے مذہب کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

باب سوم میں انگریزی غیر افسانوی ادب میں موجود اسلاموفوبیا، اسباب اور تدارک پر مشتمل ہے۔جس کی پہلی فصل میں The truth about Muhammad کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں اسپینسر نے محمد ﷺ، قرآن وحدیث اور سیرت پر اعتراضات قائم کئے ہیں۔

دوسری فصل میں اسلاموفوبیا کے اسباب میں تاریخی، مذہبی، سماجی سیاسی عوامل اور ذرائع ابلاغ کے منفی کردار کا ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی موثر حل بیان کیا گیا ہے۔

نتائج مقالہ:

- اسلاموفوبیا ایک منظم نظریاتی مہم ہے جسے دانستہ طور پر مغربی معاشروں میں اسلام کے خلاف خوف اور نفرت پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے تاکہ غیر مسلم اور بعض اوقات مسلمان بھی اسلام سے دور رہیں۔
- اسلاموفوبیا کے فروغ میں ادب اور میڈیا اہم ہتھیار بن چکے ہیں، انگریزی افسانوی (ناول، فلم، ڈرامے) اور غیر افسانوی (کتابیں، مضامین) مواد میں اسلام، قرآن، اور سیرتِ نبوی ﷺ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے جس سے اسلاموفوبیا کو فروغ ملتا ہے۔
- The Last Patriot ناول میں سیرتِ نبوی ﷺ پر شک ڈال کر ایک تخیلاتی کہانی کو حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا، جو قاری کو اسلام کے بارے میں گمراہ کر سکتا ہے۔ اس ناول میں اسلام کو ایک پر تشدد نظریہ کے طور پر دکھایا گیا، اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ آخری وحی جب نازل ہوئی تو آپ کے ساتھیوں نے زہر دے کر آپ کو قتل کر دیا کیونکہ وہ ظاہر ہو جاتی تو ان کی جاہ و دہشت باقی نہ رہتی۔
- Submission یہ ڈرامہ اسلام کو عورت دشمن مذہب کے طور پر پیش کرتی ہے۔ برہنہ عورت کے جسم پر قرآنی آیات لکھ کر نہ صرف قرآن کی توہین کی گئی بلکہ اسلام کی عورتوں کے حقوق سے متعلق تعلیمات کو مسخ کیا گیا۔ مغربی ناظرین کے دلوں میں اسلامی شریعت کو ظلم کی علامت کے طور پر راسخ کرنے کی کوشش کی گئی۔
- "Fitna" ڈرامہ میں اسلام کو عالمی امن کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیا گیا، قرآن اور آپ ﷺ کی بے حرمتی کی گئی ہے آیات کو نائن الیون جیسے واقعات سے جوڑ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ اسلام جرائم و دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے، مسلمان اس پر عمل کر کے دنیا میں فساد برپا کرتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن سے جہادی مواد ختم کریں۔
- The Dictator فلم میں مسلمان حکمرانوں کو ظالم، عورتوں کے دلدادہ اور اقتدار کے پجاری کے طور پر پیش کیا گیا۔ داڑھی کی توہین، مسلمانوں کو جاہل اور یہودیوں کو انصاف پسند دکھا کر اسلام اور اسلامی تہذیب کو طنز کا نشانہ بنایا گیا۔ اس قسم کی فلمیں ناظرین کے ذہن میں اسلاموفوبیا کو ایک تفریحی انداز میں گہرا کرتی ہیں۔

- The Truth about Muhammadرابرٹ اسپنسر کی یہ کتاب سیرت، قرآن اور حدیث پر شدید اعتراضات کرتی ہے کہ قرآن میں تبدیلیاں ہیں یہود ونصاری کے دین سے مستعار لی گئی ہیں حدیث میں موضوعات اتنی ہے کہ حدیث پر یقین نہیں کیا جاسکتا، سیرت بہت بعد میں لکھی گئی ہے، اور نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی کوpedophilia جیسے الفاظ سے تعبیر کرتی ہے۔ یہ کتاب اسلاموفوبیا کو علمی انداز میں فروغ دیتی ہے، جس سے پڑھا لکھا طبقہ بھی متاثر ہو کر شکوک وشبہات کا شکار ہو سکتا ہے۔
- . ذرائع ابلاغ کو موثر طریقے سے استعمال کرنے سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کو کم کیا جا سکتا ہے۔
- مغربی ممالک میں رہائش پذیر مسلم کمیونٹی کو بھی اسی حوالے سے بھرپور کردار ادا کرنا ہو گا اپنے اخلاق اور بہترین سیاسی اور سماجی تعلقات کے ذریعے۔

سفارشات مقالہ:

- مغرب کے اندر اسلاموفوبیا کے پیچیدہ پیٹرن کو سمجھنے کے لئے مزید مطالعے کی ضرورت درکار ہے۔ مثلا مسلم ممالک کے حکومتی اور نجی اداروں کو Academic-way میں اسلاموفوبیا کو Counter کرنے کے لئے مؤثر حکمت عملی اپنانی ہوگی۔ اسلاموفوبیا کے سیاسی، ثقافتی اور میڈیا عوامل پر بین الاقوامی سطح پر علمی تحقیق کو فروغ دیا جائے اور جامعات میں مستقل تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں۔
- انگریزی ناولز، فلموں اور غیر افسانوی کتابوں میں اسلام کی تصویر کشی کا بیانیاتی (narrative) و تقابلی تجزیہ کیا جائے تاکہ معاندانہ خیالات کا علمی جواب دیا جاسکے۔
- مغربی تعلیمی نصاب، میڈیا رپورٹس اور آن لائن مواد کا سوشیولوجیکل و نظریاتی جائزہ لیا جائے تاکہ اسلام کے خلاف پھیلائے گئے تعصبات کی نشان دہی ہوسکے۔
- علمائے کرام اور اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ سکول، کالجز اور یونیورسٹیز میں ہر سبجیکٹ کے طلباء و طالبات کو اسلام معاندین کے اعتراضات اور جوابات سے اگاہ کریں تاکہ اگر کوئی اسلام پر اعتراض کرے تو ادنی مسلمان بھی اسے تسلی بخش جواب دینے کے قابل ہو نہ کہ نتیجتاً اپنے دین میں شک کرنے لگے۔
- اسلامی تعلیمات، سیرت النبی ﷺ اور مسلمانوں کی خدمات کو وی لاگز، بلاگز، سوشل میڈیا، ڈاکومنٹریز اور فلموں کے ذریعے جدید دنیا کے سامنے مثبت انداز میں پیش کیا جائے۔
- اسلاموفوبیا پر تحقیق کے لیے اسکالرز بین اللسانی، تقابلی، تاریخی، اور ڈیجیٹل تحقیق جیسے جدید تحقیقی طریقوں کو اپنائیں تاکہ ان کی کاوشیں عالمی سطح پر مؤثر ہوں۔
- مغربی معاشروں میں مقیم مسلمان علم، عمل اور اخلاق سے اسلام کی نمائندگی کریں، مقامی افراد سے مکالمہ خدمت اور ہم آہنگی کے ذریعے تعصبات کا جواب دیں۔
- اسلاموفوبیا کے پروپیگنڈہ سے نمٹنے کے لئے مسلم مفکرین کا ایک پلیٹ فارم بنایا جائے جو اسلاموفوبیا کی سرگرمیوں پر اشتعال میں آئے بغیر ان کا تحقیقی تجزیہ کرتے ہوئے منظم منصوبہ بندی کرے۔
- مسلم کمیونٹی کو مغربی معاشروں میں بطور "اصلاح کار" (Reformer) اپنا کردار ادا کرتے ہوئے مذہبی و تہذیبی مکالمے کو فروغ دینا چاہیے۔
- مسلمان اقلیتوں کو چاہیے کہ وہ مغربی معاشروں کے مقامی قوانین اور سماجی نظام میں ان اُمور کی مکمل پابندی کریں جو اسلامی اصولوں سے متصادم نہیں ہیں۔

فہارس (Indexes)

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورہ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1.	أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ	البقرہ	75	145
2.	وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ	البقرہ	217	61
3.	وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى	البقرہ	222	72،73
4.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ	البقرہ	153	117
5.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ	البقرہ	183	137
6.	الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ	البقرہ	146	26،147
7.	إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ	آل عمران	19	2
8.	فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ	آل عمران	39	137
9.	قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا	آل عمران	64	158
10.	إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا	النساء	56	82
11.	وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	النساء	113	132
12.	الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ	النساء	34	73
13.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا	النساء	19	71
14.	مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ	المائدہ	32	21
15.	يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ	المائدہ	64	158
16.	وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ	الانفال	39	88
17.	فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ	التوبہ	05	59
18.	إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ	الحجر	09	130،145

.19	فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ	الحجر	94	26
.20	ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ	النحل	125	157
.21	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ	الانبياء	107	63
.22	الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ	النور	02	67
.23	وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ	النور	33	78
.24	وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ	الشعراء	214	26
.25	فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا	الروم	30	136
.26	وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ	الاحزاب	33	76
.27	وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ	الاعراف	56	144
.28	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	الاحزاب	9	32
.29	فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ	محمد	4	82
.30	لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ	الفتح	27	126،127
.31	وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ	الهمزه	1	30

فہرست احادیث

نمبر شمار	متن حدیث	کتب حدیث	صفحہ نمبر
1.	أَلا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرآنَ ومِثلَهُ مَعَهُ	ابو داؤد	132
2.	الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا	صحیح مسلم	71
3.	خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا	صحیح بخاری	63
4.	دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا يَعْنِي أَصْحَابَهُ	صحیح بخاری	129
5.	صبرًا آل ياسر فإن موعدكم الجنة	ابن ہشام	29
6.	فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ	صحیح بخاری	58
7.	لاَ تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَلاَ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ	صحیح بخاری	71
8.	لَا يَضْرِبْ خِيَارُكُمْ نِسَاءَكُمْ	سنن ابو داؤد	75
9.	لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰي أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِه و وَلَدِه	صحیح بخاری	57
10.	لاتقتلوا شيخًا فانيًا ولاطفلا صغيرًا ولاامرأة ولاتغلوا وضموا	ابو داؤد	58
11.	الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ	سنن ترمذی	77
12.	مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	سنن ابو داؤد	21
13.	مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ	صحیح بخاری	61
14.	وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ	صحیح بخاری	74

فہرست دیگر الہامی کتب

نمبر شمار	متن	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
1.	اگر کوئی مرد کسی دوسرے شخص کی بیوی (اپنے پڑوسی کی بیوی) کے ساتھ زنا کرے، تو زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو سزائے موت دی جائے گی۔	Leviticus, 20:10	69
2.	اور اُس نے کہا: خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا، وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اُسکے دہنے ہاتھ پر اُنکے لیے آتشی شریعت تھی۔	استثناء، باب: 2:33	147
3.	اور مَیں باپ سے دَرخواست کروں گا تو وہ تمھیں دُوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تُمہارے ساتھ رہے۔	یوحنا، باب: 16	147
4.	لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت کی نظر سے کسی عورت کو دیکھے، وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ پہلے ہی زنا کر چکا ہوتا ہے۔	Mattew, 5:28	69

فہرست اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاحات	صفحہ نمبر
5.	اصول نسخ	54
6.	افسانوی ادب	3،4
7.	اگورافوبیا	19
8.	انجری فوبیا	20
9.	ایذارسانیوں	31
10.	ایروپلین فوبیا	20

11.	ایکروفوبیا	20
12.	اینیمل فوبیا	20
13.	آمریت	23،98،100
14.	الومیناٹی	113
15.	بعاث	150
16.	بئر معونہ	32
17.	تھم نیل	67
18.	جنگ صفین	35
19.	حرب	92
20.	حسد و تعصب	26
21.	حلال فنڈز	152،92
22.	خلع	75
23.	خوارج	35
24.	زنوفوبیا	47
25.	سپیسیفک فوبیا	20
26.	سنگسار	116،129
27.	سوبان	150
28.	سوشل فوبیا	19
29.	سیکولرازم	7
30.	شاق	27

138	غرانیق	.31
120	الغرباء	.32
134	فترۃالوحی	.33
150	فترت	.34
2،49	فرسودہ	.35
47،87	القاعدہ	.36
150	قرن	.37
130،140،143	قریظہ	.38
25،26	کاہن	.39
90	لبرل ازم	.40
30	لعن طعن	.41
49	لندن بم دھماکے	.42
149	محمڈن ازم	.43
102	مطلق العنان	.44
131	موضوع احادیث	.45
82	میڈرڈ ٹرین	.46
154	نائن الیون	.47
31	نفاق	.48
103	نیوکلیئر ویپنز	.49
24	ہیجانی حالت	.50

47	یہود دشمنی	.51

فہرست اعلام

صفحہ نمبر	اعلام	نمبر شمار
88	ابراہیم مدیرس	.1
120	ابراہیم ہوپر	.2
83	ابوحمزہ المصری	.3
130	ابوالفرج ابن الجوزی	.4
30	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	.5
130	امام ابوعبید القاسم	.6
88	آیت اللہ علی مشکینی	.7
83	بکر السامرائی	.8
38	ٹونی بلیئر	.9
122	جانب العدم	.10
23	جارج بش	.11
28	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	.12
141	خمینی	.13
42	ڈانٹے (Dante)	.14
42	رابرٹ آف کیٹن	.15
43	ریمنڈ مارٹینی (Raymond Martini)	.16
120	شیخ عمر البکری	.17
29	عقبہ بن ابی معیط	.18
32	عبداللہ ابی سلول	.19

29	عمار رضی اللہ عنہ	.20
81	گرت ویلڈرز	.21
88	محمود احمدی نژاد	.22
101	معمر قذافی	.23
82	میڈرڈ ٹرین	.24
38	نیکولا سرکوزی	.25
83	ہٹلر	.26
162	ولید بن طلال	.27
87	یوجین آرمسٹرانگ	.28

فہرست اماکن

صفحہ نمبر	نام	نمبر شمار
91	Amsterdam	1
91	Rotterdam	2
101،106،114	وادیہ	3

مصادرومراجع(Sources)

عربی کتب:

1. ابن قدامہ،المقدسی، المغنی(بیروت:دارالفکر 1985)
2. ابو داؤد سیلمان بن اشعث، سنن ابو داؤد(بیروت: دارالفکر ،2001)
3. ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ،صحیح البخاری، دار ابن کثیر (دارالیمامہ،دمشق 2000)
4. ابوالحسین مسلم بن الحجاج ،صحیح مسلم، (بیروت:داراحیاء التراث1998)
5. امام شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء (بیروت: موسسة الرسالة،1996)
6. علاء الدین، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ1986)
7. الغزالی،ابوحامد،احیاء علوم الدین،(بیروت:دارابن حزم،2004)
8. القرآن
9. مصطفی السباعي،الاستشراق والمستشرقون، (دارالوراق،المکتبہ الاسلامیہ2018)
10. النووی، یحیی بن شرف، الروضة الطالبین وعمدةالمفتین،(بیروت: دارالکتب العلمی،2003)

اردو کتب:

1. ابن ہشام،ابو محمد عبدالملک، مترجم:قطب الدین احمد،سیرت ابن ہشام (لاہور:اسلامی کتب خانہ1985)
2. ابوالکلام آزاد،اسلام میں آزادی کا تصور،(لاہور: مکتبۂ جمال2015)
3. اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ اسلام،(لاہور:دارالاندلس2014)
4. پیر کرم شاہ،ضیاء القرآن،(لاہور:ضیاء القرآن پبلشرز1995ء)
5. خالد علوی ،اسلام اور دہشت گردی(اسلام آباد:دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی2014)
6. خالد، محمد، متین،اسلام اور مغرب(لاہور:علم وعرفان پبلشرز2016)
7. خرم مراد،احیائے اسلام اور معلم،(پاکستان:ادارہ تحقیق منتظم اساتذہ2016)
8. سر جارج ڈبلیو، مترجم:عبدالحلیم شرر،خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز(لاہور:دارالابلاغ پبلشرز2010ء)
9. سید صباح الدین عبدالرحمان،اسلام میں مذہبی رواداری(اَعظم گڑھ:دارالمصنفین شبلی اکیڈمی1998ء)
10. سیرۃ النبی ﷺ، شبلی نعمانی(لاہور:مقبول اکیڈمی2021)
11. طاہر القادری،اسلام میں اقلیتوں کے حقوق،(منہاج القرآن پبلیکشنز2006)
12. علوی، محمد سعیدالرحمان،اسلامی حکومت کا فلاحی تصور(لاہور:مکتبہ جمال2015)

13. عمر بن ابراہیم رضوان، آراء المستشرقین حول القرآن الکریم و تفسیرہ(الریاض: دار طیبہ، 1992)

14. کوتلیہ چانکیہ، ارتھ شاستر، مترجم سلیم اختر(لاہور : نگارشات پبلشرز 2021)

15. گولڈ زیہر، مذاہب التفسیر الاسلامی، مترجم: عبد الحلیم النجار، (بغداد: مکتبہ المثنی 2002ء)

16. مبارکپوری ، صفی الرحمان، الرحیق المختوم(لاہور: المکتبہ السلفیہ، 1995)

17. محمد امین ، اسلام اور رد مغرب (لاہور : مکتبہ البرہان 2020)

18. محمد امین، اسلام اور تہذہب مغرب کی کشمکش (لاہور: بیت الحکمت 2012ء)

19. محمد شہاب، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا(نئ دہلی: ایفا پبلی کیشنز 2010)

20. محمد مسعود ازھر، یہود کی چالیس بیماریاں (لاہور: مکتبہ عرفان 2002ء)

21. محمود اختر، حفاظت قرآن مجید اور مستشرقین (لاہور: دار النوادر 2014ء)

22. معین الدین ندوی، خلفائے راشدین (اعظم گڑھ: مطبع معارف 1927ء)

23. مودودی ، ابو الاعلی ، الجہاد فی الاسلام(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2002)

انگریزی کتب:

1. Adam Silverstein, Islamic history, oxford university press 2010
2. American islamphobhia: understanding the roots and rise of fear, Khalid beyond, university of California press, 2018
3. Arjana, Sophia Rose. Muslims in the Westurn Imagination. New York: Oxford University Press ,2015
4. Asifa Hussain and William Miller. Multicultural Nationalism: Islamphobhia, Anglophobia and Devolution. New York: Oxford University Press 2006
5. Bourne, Edmund J. The Anxiety Phobia WORKBOOK. 5th ed, PH. D, New Harbinger Publications, Inc.2010
6. Carl W. Ernst, Rethinking Islam in the Contemporary World, Edinburgh University Press, 2004
7. Commision on British Muslims and Islamophobia, Islamophobia: A Challenge for US ALL, London: Runnymede Trust 1997
8. Green, Todd. The fear of Islam: An introduction islamphobhia in the west. Fortress Press 2015
9. John L Esposito and Dalia Mogahed, who speaks for Islam? What a Billion Muslims Really Think, New York: Gallup Press, 2008

10. Karen, Armstrong. Muhammad: A prophet for our time. HarperCollins, 2006
11. Mr Broskhan, Dr. Rajesh R, IMBD's Film Review of "The Dictator" by Sacha Baron Cohen Demonstrate How Humour Can be a Geopolitical signal. YMER, Vol 22, 2023
12. Naved Bakali. Islamphobhia: understanding Anti-Muslim Racism through the lived experiences of Muslim youth, SensePublishersRotterdam, 2016
13. Peter Gottschalk and Gabriel Greenberg. Islamphobhia: Making Muslims the enemy, Rowman & Littlefield,2007
14. Sophia Rose Arjana, Muslims in the Western Imagination, New York, Oxford University Press, 2015
15. Sumuel P. Huntington, Clash of civilization, Simon & Schuster 1996
16. The Muslims are Coming: islamphobhia, extremism, and the domestic war on terror kundnani, Arun, London New York 2014
17. Thirteen Oic Observatory Report on Islamophobia Presented to the 47th Session of The Council of Foreign Ministers, Naimey, 27-28 November 2020
18. Tyrer, David. The politics of islamophobia: Race, Power, and Fantasy, london: Pluto Press, 2013
19. William, Montgomery watt, Muhammad at Mecca, Oxford at the Clarendon Press,2011

فہرست ویب سائٹس

1. https://dictionary.cambridge.ord
2. https://www.merriam-webster.com
3. https://collinsdictionary.com
4. http://en.wikipedia.org/wiki/Abu-Hamza
5. https://repeatreplay.com/list
6. http://www.dinielpipes.org/3075/Islamophobia
7. https://en.wikipedia.org/wiki/Abu_Hamza_al_Masri
8. https://en.wikipedia.org.submission
9. https://archive.org/details/Fitna
10. https://dunya.com.pk
11. https://en.wikipedia.org/wiki/The
12. https://Sachabaroncohen,borateasy
13. https://e.wikipedia.orgSacha_Baron_Cohen
14. https://www.gov.uk/government/publications/proscribed-terror-groups-or-organisations